اَلصّلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

خانقاہ عالیہ علویہ کا نقیب مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

سہ ماہی

پیام شعیب الاولیاء

براؤں شریف

فروری، مارچ، اپریل ۲۰۲۶ء

(۱) نوجوان مستقبل کا سرمایہ!

(۲) موجودہ دینی جلسے: فائدہ یا نقصان؟

(۳) جب قانون خاموش ہو جائے

(۴) نکاح کو مشکل بنانا: ایک بڑھتی ہوئی غلطی

(۵) تبصرہ بر پیام شعیب الاولیاء

روحانی سرپرست

صاحب زہد وتقویٰ، عابد شب زندہ دار، صاحب فضل وکمال،
یادگار شعیب الاولیاء، جانشین مظہر شعیب الاولیاء،

حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ

غلام عبدالقادر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سابق نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

یادگار

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء عاشق محبوب کبریا گل گلزار قادریت شمع شبستان چشتیت حضور سیدی الشاہ **مُحَمَّد یار علی** صاحب قبلہ قدلقد رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

پیر طریقت مجاہد سنیت سراپا خیر و برکت سلطان الاصفیاء سید الاتقیاء نقیب الاولیاء مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا صوفی شاہ **مُحَمَّد صدیق احمد** صاحب قبلہ علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ براؤں شریف

بشارۃ المشائخ کنز الکرامت دعائے محبوبی شہزادہ حضور شعیب الاولیاء برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء مادرزاد ولی حضرت سیدی **احمد رضا عرف بابو میاں** علیہ الرحمہ براؤں شریف

روحانی سرپرست

صاحب زہد و تقویٰ، عابد شب زندہ دار، صاحب فضل و کمال، یادگار شعیب الاولیاء، جانشین مظہر شعیب الاولیاء، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ

غلام عبدالقادر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سابق نائب ناظم اعلیٰ دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

خانقاہ فیض الرسول یار علویہ کا دینی، علمی فکری، اصلاحی و روحانی مجلہ

سہ ماہی

پیامِ شعیب الاولیاء

براؤں شریف

شمارہ نمبر (۱۷) جلد نمبر (۵)

فروری، مارچ، اپریل ۲۰۲۶ء

مطابق، رجب، شعبان، رمضان ۱۴۴۷ھ

مجلس ادارت

مفتی واجد علی یار علوی صاحب
مفتی وصی احمد علوی قادری صاحب
مفتی احمد رضا نظامی علیمی صاحب ممبئی
مولانا عبدالحفیظ علیمی صاحب ممبئی
مولانا عبدالمبین مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شمیم رضا اویسی صاحب گھوسی
مفتی نوشاد عالم امجدی صاحب بہار
مولانا برکت اللہ فیضی صاحب
مولانا محمد افضل علیمی صاحب
مولانا سراج الدین علوی صاحب
مولانا محمد کلیم احمد علوی صاحب
مولانا محمد جمیل علوی صاحب بہرائچ
مولانا محمد ریحان رضا قادری امجدی
مفتی عبداللطیف برہان پور ایم پی

مجلس مشاورت

صاحبزادہ محمد احمد علوی۔۔۔
صاحبزادہ محمد یوسف علوی۔۔۔
صاحبزادہ علی مرتضی علوی۔۔۔
صاحبزادہ علی احمد علوی
صاحبزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی
سید محمد ثاقب صاحب۔۔
پیر اشرف الجیلانی شمیم بھیا۔
مولانا سید کاظم الرحمن صاحب۔۔
حافظ و قاری سید ابرار حسین بلرامپور
مولانا شبیر الٰہی قادری۔۔۔
مولانا بدر الدین احمد مصباحی۔
مولانا سعود رضا امجدی سیوانی۔
مفتی عارف رضا امجدی گڑھوا۔
مولانا انیس الرحمن بہرائچ شریف
مولانا ریحان رضا اشرفی۔۔۔
حافظ محمد صدام حسین رضوی باتھوی
مولانا محبوب احمد فیضی نیپال۔
حافظ و قاری عبداللطیف رضوی
واجد علی قادری یار علوی۔۔۔

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری 7081182040

ایڈیٹر: محمد قمر انجم قادری فیضی 6393021704

نائب ایڈیٹر: محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی 9984896902

مدیران اعزازی: عمران علی یار علوی، عبدالقادر مصباحی جامعی

معاونین ایڈیٹر: شاہد رضا امجدی جامعی، نازش المدنی مرادآبادی

مشیر اعلیٰ: کمال احمد علیمی نظامی

Quarterly

قیمت فی شمارہ: 50 روپے : سالانہ ممبری فیس 200 روپے

سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک: 350 :اعزازی ممبرشپ: 1100

THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA

Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P.
India Pin 272153

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
منیجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com
https://www.payameshuaibulauliya.com

صاحبزادہ محمد اظہر علوی قادری نے علوی گرافکس رسول پور سے چھپوا کر دفتر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف سے شائع کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف، (رجب المرجب تا رمضان المبارک 1447)

شمار نمبر	کالم	مضامین	قلم کار	صفحہ
1	اداریہ	نوجوان مستقبل کا سرمایہ	صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی	1
2	انوار قرآن	شب معراج کی حکمت	ایڈیٹر کے قلم سے	5
3	گلدستہ حدیث	رمضان المبارک کے روزے کی فضیلت	مولانا حسنین رضا علیمی جامعی	9
4	یا علویہ دار الافتاء	کافروں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا کیسا ہے۔؟	تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین علیمی صاحب قبلہ	13
5	عصر حاضر:	جب قانون خاموش ہوجائے	مولانا تحسین رضا نوری	17
6	فکر امروز :	مسلم قیادت	مولانا اشرف رضا قادری	19
7	فکر فردا	موجودہ دینی جلسے: فائدہ یا نقصان؟	مولانا انیس الرحمن حنفی رضوی	20
8	اصلاح معاشرہ :	نکاح کو مشکل بنانا : ایک بڑھتی ہوئی غلطی	محمد مصیب الرحمن قادری علیمی	23
9	اسرار و رموز:	جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے۔	مولانا عادل رضا قادری	31
10	منشور فن نظم و نثر:	قلم کا ایمان اور تحریر کی شہادت	رئیس التحریر علامہ ازہر القادری	34
11	عصر حاضر:	مدارس اسلامیہ اور جدید تعلیم عصر حاضر کا ناگزیر تقاضا	علامہ مولانا انیس الرحمن حنفی رضوی	28
12	جرات اظہار :	سوشل میڈیا اور نظریاتی بحران:	مولانا محمد صادق الاسلام	40
13	دبستان فکر و نظر:	رموز و اوقاف :	علامہ خلیل احمد فیضانی	48
14	ماہ رواں :	آمد ماہ رمضان تزکیہ نفس و قرب الہی کا پیغام	مولانا مفتی اشفاق عالم امجدی علیمی	52
15	معاشرتی حقیقت :	جہیز کے نام پر ظلم ایک شرمناک معاشرتی حقیقت	مولانا مفتی ذیشان رضا مصباحی	55
16	فضائل و مسائل :	شعبان المعظم اور شب برات کی فضیلت و اہمیت	مولانا محمد کامران رضا گجراتی	56
17	تشریح حدیث :	من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا" از روئے محدثین	علامہ سمیر احمد فیضی ازہری	61
18	اسلامی تعلیمات :	کسی خاص برادری سے نفرت تعصب، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	مولانا محمد عارف برکاتی	64
19		کتابوں کے جاں نثار	محمد معین الدین رضا رضوی	67
20	ذہنی آزمائش:	سوال و جواب	صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری چشتی	70
21		تقلید کی اقسام اور انکا حکم	محمد سلیم رضا مدنی	73
22	تبصرہ بر پیام شعیب الاولیاء	قلم، دل اور عقیدت کی حسین آمیزش	مولانا قربان قمر ہاشمی	75
23	حادثہ			79
24	منقبت		محمد اشرف رضا	80

اداریہ

نوجوان

مستقبل کا سرمایہ

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ و چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

قوتوں، صلاحیتوں، حوصلوں، امنگوں، جفاکشی، بلند پروازی اور عزائم کا دوسرا نام نوجوانی ہے۔کسی بھی قوم وملک کی کامیابی وناکامی، فتح وشکست، ترقی وتنزلی اور عروج وزوال میں نوجوانوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہر انقلاب چاہے وہ سیاسی ہو یا اقتصادی، معاشرتی سطح کا ہو یا ملکی سطح کا، سائنسی میدان ہو یا اطلاعاتی ونشریاتی میدان، غرض سبھی میدانوں میں نوجوانوں کا کردار نہایت ہی اہم اور کلیدی ہوتا ہے۔ ماضی میں بھی جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے ہر چھوٹی بڑی تبدیلی نوجوانوں ہی کے ذریعے آئی ہے۔ زمانہ حال میں بھی نوجوان ہی پیش پیش ہیں۔ مستقبل میں بھی ہر قوم وملک انھی پر اپنی نگاہیں اور توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔

نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، معاشرے میں نوجوانوں کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے، اپنے معاشرے کا مغز ہوتے ہیں۔ اپنے سماج کا آئینہ ہوتے ہیں اور سوسائٹی کا عظیم اثاثہ ہوتے ہیں۔ معاشرے کی نشونما، معاشرے کی بقا اس کی صلاح وفلاح، اس کا مستقبل انہیں کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے۔ نوجوان ایک اچھے اور طاقتور معاشرے کے معمار بھی بن سکتے ہیں اور اس کو مسمار بھی کر سکتے ہیں۔

اگر نوجوان کا ذہن گمراہ ہو گیا تو سارا معاشرہ گمراہ ہو جائے گا۔ اگر نوجوان کا ذہن روشن نہ ہوا تو معاشرے کا دماغ کبھی روشن نہ ہو سکے گا۔ اگر نوجوان کا کردار غلط ہوا تو قوم کا کردار بھی صحیح نہیں ہو سکتا، معاشرے کی ذہنی نشونما اور فکری ارتقا کا دارومدار نوجوانوں پر ہے۔

قرآن مجید اصحاب کہف کے حوالے سے نوجوانوں کا کردار اس طرح سے بیان کرتا ہے: {نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى} [الکھف: 13] ”ہم ان کا اصل قصہ تمھیں سناتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی“۔

یہ وہ نوجوان تھے جنھوں نے وقت کے ظالم حکمراں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رب العالمین پر ایمان لا کر حق پرستی کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزائم وحوصلے اور غیر متزلزل ایمان اور ان کے عالم گیر اعلان کے بارے میں اس طرح فرماتا ہے: {وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا} [الکھف: 14] ”ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیے جب وہ اٹھے اور انھوں نے یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا رب بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اسے چھوڑ

کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے“۔

ان چند نوجوانوں نے اپنے زمانے میں جو کردار ادا کیا وہ تمام نوجوانوں کے لیے نمونہ عمل ہے۔ اسی طرح سے قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے چند نوجوانوں کا تذکرہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ کو قوم نے ہر طرح سے جھٹلایا لیکن وہ چند نوجوان ہی تھے جنھوں نے کٹھن حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَمَا آمَنَ لِمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ} [یونس 83 :]

موسیٰ علیہ السلام کو اسی قوم میں سے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا، فرعون کے ڈر سے اور خود اپنی قوم کے سربراہ لوگوں کے ڈر سے کہ فرعون ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا، بلا شبہ فرعون زمین میں تکبر کرنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا“۔

”ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ“ کی تفسیر علامہ آلوسی وغیرہ نے شباب سے کی ہے، یعنی چند نوجوان ایمان لے آئے۔

ہر جماعت اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے نوجوانوں کے تعاون کی محتاج ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جماعت کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہو، کیوں کہ کسی بھی ملک، قوم یا معاشرے میں حقیقی اور مثبت تبدیلی نوجوان ہی لا سکتے ہیں، جب نوجوان مخلص ہو کر اپنے ملک و قوم کے لیے محنت اور جد و جہد کرنے لگتے ہیں تو مثبت تبدیلی، ترقی اور بہتری کو کوئی نہیں روک سکتا، کامیابی ان کے قدموں کی دھول ضرور بنتی ہے۔ نوجوان ہی وہ قوت ہیں، جو اگر ارادہ کر لیں تو ملک کی باگ ڈور سنبھال کر ملک کو اوج ثریا پر پہنچا کر دم لیتے ہیں۔ کامرانی ان اقوام کی قدم بوسی کرتی ہے جن کے نوجوان مشکلات سے لڑنے کا ہنر جانتے ہیں۔ خوش حالی ان اقوام کے گلے لگتی ہے، جن کے نوجوانوں کے عزائم آسمان کو چھوتے ہیں۔

ترقی ان اقوام کا مقدر بنتی ہے، جن کے نوجوانوں میں آگے بڑھنے کی لگن اور تڑپ ہوتی ہے۔

اگر نسل نو قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیتے ہوئے تعمیر ملت کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور ملک میں ہر برائی کو اچھائی میں تبدیل کرنے کی ٹھان لیں، تو یقین کیجیے کہ تعمیر قوم کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ دریا میں تنکے کی طرح بہہ جائے۔ اس بات میں شک کی گنجائش نہیں کہ نسل نو ہی خواہ کوئی بھی میدان ہو اس میں مثبت تبدیلی لانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔

دورِ حاضر میں نوجوانوں کو کئی دشواریاں پیش آئی ہیں، ان مسائل کا حل کرنا بہت ضروری ہے، تعلیم و تربیت ان مسائل میں سر فہرست ہے، نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں تعلیمی ادارے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں، تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو یہ بات ذہن نشین رکھ لینی چاہیے کہ جب نوجوان نظریاتی انتشار و خلل کا شکار ہوتے ہیں تو یہ تباہی و بدنامی صرف اداروں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ نہیں بنتی بلکہ جب نوجوان اس چھوٹے معاشرے سے نکل کر بڑے معاشرے میں قدم رکھتے ہیں تو غلام ذہن ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ جب ذہن ایک بار غلامی قبول کر لے تو ملک و قوم کو

تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا اور ایسی ہی قومیں زوال کا جلد شکار ہوتی ہیں جن میں تعمیری ذہن تخریب کی اساس بننے لگیں۔علمی احیا اور آزادانہ فکری ماحول ہی تعلیمی اداروں کی بقا کا ضامن ہے۔

اس حوالے سے سب سے بنیادی چیز بہترین تعلیم کا حصول ہے، بہترین تعلیم کا مطلب مہنگے اور مشہور تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے وسائل اور استعداد کے مطابق آپ جہاں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہوں آپ کا ایک ایک لمحہ سیکھنے کے عمل میں استعمال ہو۔اس لئے اس وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ایسا علم جو آپ کو بہترین مسلمان اور اچھا انسان بنائے اور آپ کی صلاحیتوں کو ابھارنے میں معاون ثابت ہو۔اگر آپ میں لکھنے، پڑھنے، بولنے اور سمجھنے کی بہترین استعداد ہوگی تب ہی آپ مختلف اداروں یا معاملات میں اپنا کردار بہتر طور پہ ادا کر سکیں گے۔

تعلیم ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے بے روزگاری، جہالت، ناانصافی اور ظلم کا خاتمہ کرکے دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے. دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے ملک و معاشرے کی ترقی، استحکام اور امن کے قیام کے لئے اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتی ہیں، اور ان کے مسائل کے حل کے لئے خصوصی اقدامات کرتی ہے، کیونکہ اگر نوجوان صحیح راستہ سے ہٹ جائیں تو معاشرہ عدم استحکام کا شکار ہو جاتا ہے۔

وحی الٰہی سے دُوری اور نوجوان:

اس وقت امت کے نوجوانوں میں سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ تعلیماتِ الٰہی سے نابلد اور دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔نوجوان طبقہ عموماً قرآن مجید کو ایک رسمی اور مذہبی کتاب سمجھتا ہے۔

اس کتاب کے متعلق ان کا تصور یہ ہے کہ اس کے ساتھ اگر تعلق قائم بھی کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ تلاوت ہی تک محدود رہے۔

وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب زمانہ حال کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت اور صلاحیت نہیں رکھتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کتاب انقلاب ہے۔یہ عصر حاضر کے چیلنجوں کا نہ صرف مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے بلکہ تمام مسائل کا حل بھی فراہم کرتی ہے۔قرآن جہاں انسان کو آفاق کی سیر کراتا ہے وہیں یہ ہمیں انفس کی ماہیت و حقیقت سے بھی روشناس کراتا ہے۔جہاں عبادت کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے وہیں سیاسی معاملات کے لیے بھی رہنما اصول بیان کرتا ہے۔جہاں اخلاقی تعلیمات کے بارے میں ہدایات دیتا ہے وہیں یہ اقتصادی نظام کے لیے بھی ٹھوس بنیادیں فراہم کرتا ہے۔یہ جہاں حلال و حرام کے درمیان تمیز سکھاتا ہے وہیں یہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتا ہے۔نوجوان اس کتاب انقلاب کے بغیر حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔لہٰذا اسی کتاب کو کامیابی اور نجات کا واحد ذریعہ سمجھنا چاہیے۔

مسلم نوجوان ذاتی کردار کے حوالے سے بے داغ، عفیف و پاک دامن ہونا چاہیے، ان کا یقین و ایمان پختہ اور اس کے اخلاق و اعمال کا معیار اعلی ہو، وہ عزم بلند اور فکر ارجمند کا مالک ہو، وہ گھر میں محبت کی زبان اور معاشرے میں اخوت کا بیان ہو، اس کا جذبہ و ارادہ، اس کا عزم و حوصلہ اور اس کا ولولہ و ہمت بہت عظیم ہو۔وہ بیک وقت جلال و جمال، محبت و ہیبت کا جامع ہو، اس کے مقاصد جلیل اور اس کی امیدیں قلیل ہوں، اس کا ماضی درخشاں، حال روشن اور مستقبل پُر امید ہو اور اس کی دمکتی ہوئی پیشانی پر ستارہ اقبال و ہوش

مندی ہویدا ہو۔

مسلم نوجوان کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ" چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کو" یعنی زمانہ کے حالات کے مطابق عملی تصویر بننے اور جوش وعاقبت نااندیشی کے گرداب میں محصور ہونے کے بجائے ہوش وتدبر، غور وفکر سے کام لے کر بزرگوں کے تجربات اور مسلم اصولوں کی روشنی میں اپنے اسلامی جذبے کے لیے درست اور صحیح میدانِ عمل متعین کرے۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ تو آپ کو یاد ہوگا جب سن سات ہجری میں آپ ﷺ اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے، مقام حدیبیہ تک پہنچ کر آپ رک گئے، کفار مکہ نے آگے جانے کی اجازت نہیں دی اور ان شرطوں پر صلح کی کہ اس سال عمرے کی اجازت نہ ہوگی، آئندہ سال عمرہ کرسکتے ہیں، نیز اہل مکہ میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے تو اس کو واپس کریں گے، لیکن مسلمانوں میں سے کوئی اگر اہل مکہ سے آملے تو کفار اسے واپس نہیں کریں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تمام شرائط مان کر صلح کرلی۔

آپ ﷺ کے صلح کرنے کے بعد صحابہ کرام کے جذبات کا کیا عالم ہوا ہوگا جو ایمان ونصرت خداوندی پر یقین کامل کے مالک، جن کے دل جذبہ جہاد سے سرشار اور شوق شہادت جن کی متاع زندگی تھا لیکن اطاعت رسول اور قوت ایمانی کا مظاہرہ کرکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آئندہ نسلوں کے لیے بالخصوص نوجوان نسل کے لیے اپنے جذبات قابو میں رکھنے اور امیر کے حکم کی تعمیل کا عظیم سبق دیا۔

اسی کے ساتھ ہمیں ملک وملت کے پاسبان ہونے کی حیثیت سے اپنا کردار اس سپاہی کی طرح بنانا ہوگا جس کے ہاتھ فتح مدائن کے وقت قیمتی جوہرات سے مرصع کسریٰ کا تاج زریں آیا، تو وہ اس کو اپنے دامن میں چھپا کر امیر افواج اسلامی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر عرض کرنے لگا: "أیها الأمیر! یہ کوئی بہت قیمتی چیز معلوم ہوتی ہے، یہ میں آپ کے حوالے کر رہا ہوں تاکہ بیت المال میں داخل ہو جائے" مسلمان امیر حیرت میں ڈوب گئے کہ اللہ اکبر! اتنا قیمتی جواہرات سے مرصع تاج اور اس غریب سپاہی کی نیت خراب نہ ہوئی، کہا کہ آپ کا نام؟ اس نے دروازے کی طرف منہ کرکے پیٹھ پھیر کر کہا: جس کے لیے میں نے یہ کام کیا ہے، وہ میرا نام جانتا ہے" یہ کہ کر وہ روانہ ہوگیا۔

اس لیے موجودہ حالات میں ہمیں نوجوانوں کی خاص تربیت کرنی ہوگی، اس کے لیے ضروری ہے کہ دین کی بنیادی ضروریات کا علم ہو، نماز روزہ وغیرہ کے ایسے مسائل سے واقفیت ہو جو ہر مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے، نوجوانوں کے اندر خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنا ضروری ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور آپ کے جانثار صحابہ کرام کی زندگی کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین

انوار قرآن

شب معراج کی حکمتیں

ایک جائزہ

مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی

ایڈیٹر پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقوع پذیر ہونا تاریخ ارتقائے نسل انسانی کا ایک ایسا درخشندہ باب ہے جس کا ایک ایک حرف عظمت و رفعت کی ہزارہا داستانوں کا امین اور عروجِ آدم خاکی کے ان گنت پہلوؤں کا مظہر ہے۔ نقوشِ کفِ پائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوحِ افلاک پر شوکت انسانی کی جو دستاویز مرتب ہوئی وہ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل ہی نہیں بلکہ ایک ایسا مینارہ نور بھی ہے جو تسخیر کائنات کے ہر مرحلے پر آنے والی ہر نسل انسانی کے راستوں کو منور کرتا رہے گا اور آسمانوں کی حدود سے نکل کر اولاد آدم کو مشاہدہ فطرت کی ترغیب دیتا رہے گا اور اس پر نئے آفاق کے مقفل دروازوں کو وا کرتا رہے گا۔ معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی ایک حکمتیں پوشیدہ ہیں، دلجوئی محبوب سے لے کر عظمت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک منشائے ایزدی کے کئی پہلو ذہن انسانی پر آشکار ہوتے ہیں حقیقت احوال اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تاہم اربابِ فکر و نظر نے اپنے علم اور فہم کے مطابق اس عظیم سفر آسمانی کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں اس مقام پر ہم ان میں سے صرف دو حکمتوں کا ذکر کریں گے۔

(1) نگاہوں میں جو تم ہو۔

واقعہ معراج کی پہلی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اعلان نبوت کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کفار کی طرف سے ایذا رسانی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مشرکین مکہ نے آپ کو اذیتیں دینے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا مگر آپ کے قدم نہ ڈگمگا سکے۔ بالآخر اہل مکہ اور قریش نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ معاشرتی سطح پر حضور علیہ السلام اور آپ کے پورے خاندان کا بائیکاٹ کر کے آپ کو حرم کعبہ کے قریب ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین اور دادا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن ہی میں انتقال کر چکے تھے۔ اب آپ کی کفالت اور پرورش آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے سپرد تھی۔ جو تمام تر مخالفتوں کے باوجود آپ کا ساتھ دیتے چلے آ رہے تھے۔ سو وہ بھی اس بائیکاٹ کا شکار ہوئے جبکہ آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ اس طرح نبوت کے ساتویں سال سے دسویں سال تک کبھی بھوکے رہ کر اور کبھی سوکھے پتے کھا کر گزارا کیا۔ آخر کار کفار نامراد ہوئے اور یہ بائیکاٹ ختم ہوا۔ اسی سال حضرت ابوطالب اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کا وصال ہوگیا۔

اس سے تمام ظاہری سہارے اور رشتے ٹوٹ گئے اور آقا علیہ

السلام کے قلب انور پر دکھ کی سی کیفیت طاری رہنے لگی۔
اب نہ تو والدہ ماجدہ تھیں کہ دکھ کے وقت سینے سے لگا کر دلاسا دیتیں نہ والد تھے کہ دست شفقت سر پر رکھتے، نہ وفا شعار بیوی تھی کہ اپنے حسن سلوک اور محبت سے غم دور کرتیں، نہ کوئی اور بزرگ اور مشفق ہی تھا کہ جس کی شفقت اور محبت کی فراوانی سے اس کی کفار مشرکین کی چیرہ دستیوں کی تلافی ہو جاتی۔ فضا مخالفت اور سازشوں کی گرد سے اٹی ہوئی تھی۔ بظاہر اپنائیت کا حصار دلکشا ٹوٹ رہا تھا۔ حروف وفا کی خوشبو سے فضا عاری تھی، قدم قدم پر شقاوتِ قلبی کا پہرہ تھا۔ چنانچہ ایسے حالات میں اللہ رب العزت نے چاہا کہ سارے غم، رنج و بلا، دکھ درد اور پریشانیاں دور کر دی جائیں اور یہ اسی طرح ممکن تھا کہ محبوب کو قاب قوسین پر بلا لیا جائے کہ جب محبوب کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے ہو اور ملاقات میں خلوت میسر ہو تو محبت کرنے والوں کے دلوں میں کوئی دکھ اور ملال باقی نہیں رہتا بلکہ ایک ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ مزید دکھوں کی خواہش کرتا ہے اور زبان حال سے پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے غمو تم امڈ امڈ کر آو تا کہ محبوب کے دیدار کا راستہ صاف ہو۔ گویا اللہ رب العزت بیان کرنا چاہتا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر دنیا میں دکھ اور غم آئیں، مخالفت کا سامنا ہو تو گھبرانہ جایا کرو کہ ہماری پیار بھری آنکھیں تجھی پر لگی رہتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعۡيُنِنَا.
(الطور، 48 : 52)

اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر کر، بیشک تو ہماری آنکھوں میں ہے (ہم تجھی کو دیکھتے رہتے ہیں)۔

(2)۔ امت سے پیار۔

اعلان حق کے بعد مخالفت کی جو آندھیاں اٹھیں، سازشوں کا جو جال بچھایا گیا روشنی کی راہ میں جو دیواریں اٹھائی گئیں، کفر و الحاد کے نمائندگان نے پیغامِ توحید کو جس طرح جھٹلا کر نظام باطل کے تحفظ کا عہد نامہ تحریر کیا وہ راہ حق کے مسافروں کے لئے باعثِ ملال ضرور ہوا لیکن پرچم توحید لہرانے والوں کے قدم مشاہدہ ایمان و ایقان پر آگے ہی بڑھتے گئے، ہر طرف پیغمبرانہ بصیرت کے چراغ روشن تھے، عزم و استقلال کے الفاظ کو نیا مفہوم عطا ہو رہا تھا۔ ایثار و قربانی کی نئی داستان لکھی جا رہی تھی، بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریزی کمال بندگی کی مظہر بھی، لب اقدس پر خدائے وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا کے پھول کھل رہے تھے، ساری رات انوار بندگی کے جھرمٹ میں گذر جاتی، پروردگار عالم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مشقت دیکھ کر ہدایت آسمانی کی آخری دستاویز میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا o نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا o أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا o (المزمل، 1 : 73-4)

اے کملی کی جھرمٹ والے (حبیب!) o آپ رات کو (نماز میں) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر (کے لئے) o آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دیں o یا اس پر کچھ زیادہ کر دیں اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں o

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راتوں کا جاگنا تو کم کر دیا لیکن امت کی فکر کچھ اس طرح دامن گیر ہوئی کہ سوتے میں بھی امت کا غم لئے رہتے۔
اس پر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ میرا

مقصد تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کا بوجھ ہلکا کرنا تھا مگر ایسا ابھی تک نہیں ہوا۔ لہٰذا تو میرے محبوب کو اس کی امت کی بخشش کا مژدہ جانفزا سنا دے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا O لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. (الفتح، 1 : 48-2)

بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دے دی o تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

حضور ختمی مرتبت اولادِ آدم کے ہی نہیں تمام مخلوقات کے نجات دہندہ بن کر آئے تمام جہانوں کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے غم میں رات رات بھر جاگتے جب خدائے رحیم و کریم کی طرف سے امت کی بخشش کی بشارت مل گئی تو (اس خیال سے کہ امت اپنے گناہوں کی بخشش پر کما حقہ ہو اپنے رب کا شکر ادا نہ کر پائے گی) راتیں سجدوں کی تابانی سے پھر منور رہنے لگیں صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب تو امت کی بخشش کا سامان بھی ہو گیا اب تو آپ راتوں کو نہ جاگا کریں، ارشاد گرامی ہوا۔

أفلا أكون عبداً شكورا.

(صحیح البخاری، 2 : 716، کتاب التفسیر، رقم : 4556)

کیا میں اپنے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

مگر اللہ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشقت میں پڑنا کیسے پسند آسکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

طٰهٰ O مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ O

(طٰہٰ، 1 : 20-2)

طہٰ (اے محبوب مکرم) ہم نے آپ پر قرآن (اس لئے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

(3) انمول تحفے۔

قاعدہ ہے کہ جانے والا جب کسی کے گھر جائے تو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لے کر جاتا ہے۔

سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قاب قوسین سے بھی زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین تحفے پیش کئے۔

عرض کیا۔

التحيات لله والصلوات والطيبات

(معارج النبوۃ، 3 : 149)

میری تمام قولی، مالی اور بدنی عبادتیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں (صرف اللہ کے لئے ہیں)

جواب میں حسبِ قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تین تحفے پیش کئے فرمایا۔

السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته.

(معارج النبوۃ، 3 : 149)

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے لئے سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (بطور تحفہ) ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبول فرمایا۔ مگر ساتھ ہی اپنی اس سلامتی میں اپنی امت کے گناہ گار لوگوں کو (اپنے ساتھ ملا کر) نیز نیکوکاروں کو بھی شامل کیا۔ عرض کیا۔

السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين.

(معارج النبوۃ، 3 : 149)

سلامتی ہو ہم پر (یعنی میرے ساتھ میری امت کے گناہ گاروں پر بھی) اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

جب اتنی گفتگو ہو چکی ملائکہ بھی پکار اٹھے

أشھد أن لا الہ الا اللہ و أشھد أن محمدا عبدہ و رسولہ.(معارج النبوۃ،149 : 3)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

فرشتوں کی اس تصدیق کے بیان کے بعد کہ معراج حق ہے اور ان تحائف کا لینا دینا بھی حق ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم السلام علیك ایھا النبی پر پہنچو تو یہ تصور کرو۔

واحضر قلبك النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شخصہ الکریم و قل السلام علیك ایھا النبی و رحمہ اللہ و برکاتہ (احیاء العلوم،169 : 1)

اپنے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ گر سمجھو اور کہو اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے فکر اور غم میں راتوں کو بھی نہیں سوتے تو امت کے متعلق خوشخبری سنانے کے لئے اپنے پیارے محبوب کو اپنے پاس معراج کی صورت میں بلایا اور امت کے لئے عام معافی کی خوشخبری بھی سنائی اور شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا دیدار بھی کروایا۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء

سے حاصل ہونے ہونے والی 14 خوبصورت باتیں

(1) حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو تا قیامت ہمارے گناہوں پر صدمہ ہوتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص813)

(2) جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو وہاں عذابِ الٰہی نہیں آسکتا۔ مِصر میں یوسف علیہ السّلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھیں اسی لیے فرعون پر وہاں رہ کر عذاب نہ آیا بلکہ باہر نکال کر۔ دوسری قوموں پر ان کی بستیوں میں ہی عذاب آگیا، مصر محفوظ رہا ان بزرگوں کی برکت سے۔ (تفسیر نور العرفان،ص444)

(3) اہلِ مِصر میں صرف تین حضرات ایمان لائے : حضرت آسیہ (رحمۃُ اللہِ علیہا) فرعون کی زوجہ، حضرت خِربیل (رحمۃُ اللہِ علیہ) آلِ فرعون کا مومن اور بی بی مریم بنتِ ناموشا (رحمۃُ اللہِ علیہا)، جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی قبر شریف کا پتا موسیٰ علیہ السّلام کو دیا۔ (تفسیر نور العرفان،ص814)

(4) جو سلامت دل لے کر رب کے حُضور حاضر ہوا اس کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی۔ سلامتیِ دل سے مراد دِل کا بدعقیدگیوں سے پاک ہونا۔ (تفسیر نور العرفان،ص814)

(5) ابراہیم علیہ السّلام کی قوم میں بہت ہی تھوڑے آپ پر ایمان لائے، اکثر بے ایمان رہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص446)

(6) حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تا قیامت اپنی اولاد کے لیے زکوٰۃ لینا حرام فرمایا۔ یعنی ان کے امیروں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے مگر ان کے غریبوں پر لینا حرام تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ زکوٰۃ اولاد کی پرورش کے لیے بنائی گئی ہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص446)

(7) مومن کو کَمین (یعنی کمینہ) کہنا، رَذِیل سمجھنا کُفّار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں، سب شریف ہیں۔ (تفسیر نور العرفان،ص446)

(8) انبیائے کِرام (علیہمُ السّلام) قوم کو پہلے اپنی پہچان کراتے تھے پھر اللہ تعالیٰ اور تمام دینی اُمور کی۔ ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سب سے پہلی تبلیغ میں یہ ہی پوچھا : بتاؤ میں کیسا ہوں؟ کیونکہ نبی کی پہچان پر ایمان موقوف ہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص447)

(9) بُروں سے بیزاری سنّتِ انبیا ہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص449)

(10) نبی کا تَقَرُّر رب کے اِنتخاب سے ہوتا ہے، اسی لیے ان کی اُجرت مخلوق کے ذِمّے نہیں۔ خلیفہ کا تَقَرُّر قوم کے اِنتخاب سے ہے، اسی لیے قوم کے ذِمّے اُن کی مالی خدمت ہے۔ خُلَفائے راشِدین (علیہمُ الرّضوان) نے خلافت پر اُجرت لی، سوائے عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کے۔ (تفسیر نور العرفان،ص450)

(11) عُلَما کا دَرَجہ بہت بلند ہے کہ رب نے انہیں قرآن کی حقّانیّت کی گواہی کے لیے چُنا۔ (تفسیر نور العرفان،ص815)

(12) پانچ صُوبوں کے مَجموعے کا نام عرب ہے، باقی تمام روئے زمین عجم ہے۔ حِجاز، عِراق، نَجد، بَحرین، یمن۔ (تفسیر نور العرفان،ص451)

(13) مُبلِّغ کو چاہیے کہ پہلے اپنے عزیزوں کو تبلیغ کرے پھر دیگر لوگوں کو ورنہ تبلیغ اثر نہ کرے گی، اِسی لیے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پہلے خاص اپنے عزیزوں کو تبلیغ فرمائی پھر عام لوگوں کو۔ ترتیبِ تبلیغ یہی اعلیٰ ہے۔ (تفسیر نور العرفان،ص451)

(14) ہمیشہ رب کی نظر (یعنی رحمت) اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر ہے جو حبیب کے قدم سے لپٹ جائے وہ بھی مَنظورِ نظرِ الٰہی ہو جائے۔ (تفسیر نور العرفان،ص815)

گلدستۂ حدیث

فضائل رمضان المبارک

از۔ حسنین رضا علیمی جامعی۔

تمام تر تعریف کے لائق صرف ذات خداوحدہ لاشریک ہی ہے جس نے اپنے بندوں پر بے شمار انعام واکرام نازل فرمایا۔ درود وسلام کی دائمی برسات ہو اس ذات رسالت پر جو مقصود کائنات ہیں اور جن کے طفیل رب لم یزل نے انسان کو احسن الخلق کا خطاب عظیم عطا کیا۔ اس کی نعمتیں اس قدر ہیں جن کا ہم اعداد وشمار نہیں کر سکتے ہیں۔ جہاں اس رب کائنات نے معاشرتی اصلاح، خاندانی توازن، نظام کائنات کو معتدل رکھنے کے لیے بے شمار آیات وآثار سے روشناس کرایا وہیں پر تزکیہ نفس اور نظام صحت کی بہتری کے لیے مختلف قسم کی عبادات و ریاضیات اور مجاہدے کی طرف رہنمائی فرمائی۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ سارے احکام واعمال اسی لئے ہیں تاکہ پانی کے ایک ناپاک قطرے سے بننے والی مخلوق جس کا وجود آگ، پانی، ہوا اور مٹی کا سنگم ہے، جس کی رگوں میں شیطان لعین خون سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ سیر سپاٹے کرتا ہے اور راہ خدا سے بھٹکانے کے لیے کوئی بھی لمحہ ضائع نہیں کرتا ہے، اس سے لڑنے کے لیے قوت مدافعت پیدا ہو سکے اور بندہ شیطان کو پست کرتے ہوئے اپنے رب کی رضا جوئی میں لگ جائے تاکہ اسے ان ابدی نعمتوں سے مالا مال کر دے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے انہیں تمام تر عبادات میں ایک اہم عبادات روزہ ہے۔ جس میں بندے فقط اپنے رب کے لیے از طلوع صبح تا غروب شمس خود کو کھانے، پینے، جماع اور دیگر حلال ومباح اشیا سے روکے رکھتے ہیں جس کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(183)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

آگے مزید فرماتا ہے۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَؕ-وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍؕ-فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗؕ-وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(184)

ترجمۂ کنزالایمان: گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔ مزید فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُؕ-وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَؕ-يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(185)

ترجمۂ کنزالایمان: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو

اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

یہ تو قرآن کی وہ چند آیتیں ہیں جن میں مختصر انداز میں اس کی اہمیت وافادیت پر اجمالی بیان ہے جس کی تفصیل اور فضائل شارح اعظم حضور ﷺ کے کلمات کی روشنی میں درج ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ". (صحیح بخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر 1901 :)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

حدیث نمبر ۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قَالَ اللَّهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

” (البخاری کتاب الصوم باب مین یقول انی صائم رقم الحدیث ۱۹۰۴)

ترجمہ۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے اس لئے کہ اس کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں اور روزہ (مومن کے لیے) ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نہ تو فحش گوئی کرے اور نہ ہی لڑائی جھگڑا کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ کہے : 'میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے : جب وہ افطار کرتا ہے تو (کھانے پینے اور نعمتِ الٰہی پر) خوش ہوتا ہے، اور جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کے (عظیم الشان ثواب) کی وجہ سے خوش ہوگا۔“

مذکورہ حدیث شریف کے کچھ خاص کلمات کی تشریح۔

فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔ اس لئے کہ جب ایک بندہ روزہ رکھتا ہے تو اس میں ریاکاری نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چاہے تو کچھ کھا پی سکتا ہے باوجود اس کے وہ تنہائی میں بھی کچھ کھانے سے پرہیز کرتا ہے اس لئے اللہ نے فرمایا کہ میں خود روزہ کا بدلہ ہوں یعنی وہ بندہ اللہ سے ملاقات کرے گا۔

جُنَّةٌ۔ صاحب فتح الباری نے فرمایا سترة ووقایة من النار و من المعاصی المؤدیة الیها۔ یعنی روزہ جہنم سے آڑ ہے مطلب کہ وہ آگ کو اس تک پہنچنے سے روک دے گا اور وہ گناہ جو اس کو جہنم کی طرف کے جانے کا سبب بنتے ہیں ان سے بھی بچاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ".

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (روزہ رکھنے کے باوجود) جھوٹ سے نہ بچے اور عمل (برائی کرنے سے) نہ بچے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا ترک کردے۔

یعنی روزے کا حکم ہی اسی لئے ہے کہ بندہ ہر اس عمل سے خود کو بچائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو۔ روزے کے مقتضیات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ بندہ خود جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، حسد، غیبت، چغلی جیسی برائیوں سے خود کو نہ روکتا ہو تو اس کے روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

یہ حکم بطور زجر و توبیخ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بندہ روزہ ہی چھوڑ کر بیٹھ جائے۔۔

حدیث نمبر ۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ۔ (البخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین رقم الحدیث ۱۸۹۷)

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں زوجین (مال یا جان) پر قربان کرے گا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اے عبد اللہ یہ بھلائی ہے۔ اور جو نمازی ہوگا اسے باب الصلوۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل جہاد سے ہے اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا، جو روزہ داروں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا، اور جو صدقہ کرنے والا ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔

حدیث نمبر ۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ (کتاب الصوم البخاری باب هل يقال رمضان او شهر رمضان رقم الحدیث ۱۸۹۹)

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جیسے ہی رمضان شروع

ہوتا ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔
نفس کی شرارتوں سے بچنے کے لیے روزہ ایک بڑا ہتھیار ہے۔

حدیث نمبر ٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ : يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ، أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ، أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ كل ليلة. (جامع الترمذی کتاب الصوم باب فضل الصوم رقم الحدیث ٦٨٢)

ترجمہ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جیسے ہی رمضان کی پہلی رات آتی ہے شیطان اور مردود جناتوں کو قید کر دیا جاتا ہے، جہنم کا ہر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے، جنت کے ہر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اعلان کرنے والا اعلان کرے گا "اے خیر (بھلائی) کے تلاش کرنے والے! آگے بڑھ، اور اے شر (برائی) کا ارادہ رکھنے والے! رک جا (باز آجا)۔ اور اللہ (کی طرف) سے بہت سے بندے آگ (جہنم) سے آزاد کیے جاتے ہیں، اور یہ (معاملہ رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔"

حدیث نمبر ۷۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ. قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ (سنن النسائی باب الجود فی فضل رمضان)

ترجمہ۔"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں (آپ کی سخاوت) اس وقت اور بھی بڑھ جاتی تھی جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور (کثرتِ تلاوت) کرتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے، تو بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوا کرتے تھے۔"

رمضان کریم کی برکت سے اللہ نیکیوں میں اضافہ کر دیتا ہے جہاں ایک نیکی پر ایک ثواب ملتا تھا وہیں رمضان کے صدقے میں اس کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔
رمضان اپنے ساتھ بے شمار برکتیں اور رحمتیں لے کر آتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پوری عزت و احترام کے ساتھ اس مبارک مہینے کا استقبال کریں اور اس کے مقتضیات کو خلوص دل سے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ سے توفیق کی دعا ہے۔

از حسنین رضا علیمی جامعی مقیم حال گوونڈی ممبئی

کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا کیسا ہے؟

از: تاج الفقہاء خلیفہ تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی
استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی

سوال نمبر (1)

کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ از مولانا فخر الدین حشمتی : رضا نگر ندی ناکہ بھیونڈی

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام و مفتیان کرام مسئلہ ہذا میں کہ مہاراشٹرا کے لوگ گنپتی کا تہوار مناتے ہیں اس موقع پر مسلمان حضرات بھائی چارگی کے نام پر بینر و پوسٹر کے ذریعہ مبارک باد دیتے ہیں ان کا سواگت کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے جلوس کے موقع پر روڈ پر کھڑے ہو کر اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں جب کہ ان کے جلوس میں مرد و عورت سب بے حیا ہو کر ناچتے کودتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر رنگ اڑاتے ہیں، وہ رنگ دوسروں کے اوپر بھی پڑتا ہے۔

ایک محلہ میں ہندو مسلمان دونوں ہیں ہندو تہوار کے موقع پر مسلمان نوجوان خود ان کے جلوس میں شامل کر ڈھول بجا کر ان کا ساتھ دیتے ہیں اور بھائی چارگی کا شور مچاتے، مسلمان بچے ہندوں سے پیسے لے کر لے کر ان کی مورتی کو پانی میں ڈبواتے ہیں اور مورتی پر جو چڑھوا چڑھاتے ہیں (ناریل) وہ مسلمان لے جا کر کھاتے ہیں، اور جن لوگوں کی مکان روڈ پر ہے وہ لوگ بیٹھ کر یہ شیطانی کھیل دیکھتے ہیں، اور بولتے ہیں کہ یہاں ہماری دکان ہے چھوڑ کر کہاں جائیں ان تمام لوگوں پر شریعت مسلمہ کا کیا حکم ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوہاب

کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا ان کے مذہبی جلوس کا استقبال کرنا اور ان کے مذہبی تہواروں اور جلوسوں کو مبارک باد دینا سب حرام حرام اشد حرام بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔ علامہ اجل علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں"

الاعطاء باسم النیروز والمهرجان لا یجوز ای الهدایا باسم هذین الیومین حرام وان قصد تعظیمه کما یعظمه المشرکون یکفر قال ابو حفص الکبیر لو ان رجلا عبدالله خمسین سنة ثم اهدی لمشرك یوم النیروز بیضة یری تعظیم الیوم فقد کفر وحبط عمله (1)

اور عمدۃ المحققین حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری رقمطراز ہیں :

من اهدی یوم النیروز واراد به تعظیم النیروز کفر

(2) اور غمز عیون البصائر میں ہے" اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر (3) الاشباہ والنظائر میں ھے تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلا . کفر .

(4) ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کے تہواروں جلوسوں کا احترام واعزاز اور ان کا استقبال کرنا سب کفر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ان کے دیوتاوں اور پیشواوں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔

(5) اور ایک مقام پر فرماتے ہیں : پر جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے ان پر بھی بحکم فقہا کفر لازم ہے۔

(6) صدر الشریعۃ علاء مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم آسٹمی اور نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا اور اور خوش ہونا۔

(7) ان تمام اقوال وارشادات سے مثل آفتاب روشن ہے کہ کفار کے مذہبی تہواروں، جلوس اور ان کے دیوی دیوتاوں کی تعظیم و احترام اور استقبال و مبارک بادی یوں ہی ان میں شرکت سب کفر ہے لہذا جو مسلمان گنپتی یا کسی مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے ہیں ان کے جلوس کی آمد پر مبارک باد دیتے ہیں ان کا استقبال کرتے ہیں ان سب پر واجب ہے کہ فورا توبہ واستغفار کریں تجدید ایمان ونکاح کریں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

جو مرتکب کفر فقہی ہو جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرنے کا حکم ہے۔ رہے وہ لوگ جو ایسے جلوس کا تماشہ دیکھتے ہیں خواہ اپنی دکان میں بیٹھ کر یا کسی اور جگہ سے یوں ہی جو لوگ بتوں پر چڑھائے ناریل کھاتے ہیں ان سے پیسہ لے کر مورتیوں کو ندی میں ڈبوتے ہیں تو ان میں سے بعض حرام اور بعض ناجائز کام کرنے والے ہیں سب پر ایسے امور سے اجتناب ضروری اور توبہ و استغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہ : محمد اختر حسین قادری

4/ محرم الحرام 1421ھ/

الجواب صحیح : محمد قمر عالم قادری

1) الدر المختار مع رد المحتار، ج ۵ ص ۵۸۱ : مکتبہ لعمانیہ

(2) شرح فقہ اکبر، ص ۳۲۰ :

(3) غمز عیون البصائر، ج ۲ : ص ۲۰۳ :

(4) الاشباہ مع الغمز، ج ۲ : ص ۱۸۹ :

(5) الفتاوی الرضویہ، ج ۷ ص ۱۲۵ :

(6) الفتاوی الرضویہ، ج ۶ ص ۵ :

(7) بہار شریعت، ج ۹ ص ۱۷۳ :

سوال نمبر (2)

حکم شرع کا انکار کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ : محمد سمیع انصاری محلہ بھر پورہ شہر گورکھپور (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک سنی مسجد کا امام اور ایک دار العلوم کا سند یافتہ عالم ہے مگر وہ بریلی شریف سنی ادارہ مبارک پور براؤں شریف وغیرہم اداروں کے فتاوی ماننے سے نہ صرف انکار کرتا ہے بلکہ ان فتاوی کی نقل مسجد سے ہٹا دیتا ہے اس کا اور موذن کا کہنا ہے کہ یہ فتوی ہماری مسجد میں نہیں چل سکتا ہے ایسے امام اور موذن وکمیٹی کے بارے میں کیا حکم ہے۔

باسمہ تعالی وتقدس"

الجواب بعون الملک الوہاب

حکم شرع کا انکار اور تکذیب کی ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے

رجل عرض علیه خصمه فتوی الائمة فردها وقال این چه بارنامه فتوی آورده قبل یکفر یکفر لانه ردحکم الشرع و کذا لولم یقل شیئا لکن القی الفتوی علی الارض وقال این چه شرع است کفر

(۲) اس لئے امام اور موذن اور کمیٹی کے جن لوگوں نے فتوی ماننے سے انکار کیا ان پر حکم کفر ہے اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح کریں اور امام جب تک توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح نہ کرے مسلمان اس کے قادری نماز ہر گز نہ پڑھیں۔

واللہ تعالی اعلم

کتبہ : محمد اختر حسین قادری

(1) الفتاوی الرضویہ، ج ۲ : ص ۱۴۹ :

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج ۲ : ص ۲۷۲ :

سوال : نمبر (3)

علما کی توہین کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از : محمد شاہد رضا محلہ شاہ جورہ پوسٹ التفات گنج ضلع امبیڈکر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص علمائے کرام کے بارے میں یہ کہے کہ روپے کے لئے بدفعلی بھی کر سکتے ہیں تو ایسا کہنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین کرم و مہربانی ہوگی۔

باسمہ تعالی وتقدس"

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ جملہ سراسر علمائے دین کی توہین ہے اور ان کی توہین کفر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں : اگر علمائے دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے (۱) اور تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الاشہر میں ہے : من قال لعالم عویلم استخفاف الفقد کفر جوکسی عالم کو مولویا تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔(۲) بہر حال علمائے کرام کی شان میں ایسا جملہ کہنے والے پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ : محمد اختر حسین قادری

8/ رجب المرجب/1425ھ

(1) الفتاوی الرضویہ، ج ۹ ص ۱۴۰ :

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج ۹ ص ۱۳۱ :

سوال نمبر:(4)

ہولی کھیلنا کیسا ہے؟

مسئلہ از : محمد طاہر علی مقام، پوکھر بھنڈا، پوسٹ دھکدہی، نیپال۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید روزہ ونماز کا پابند ہے اور اس کے پاس کرانے اور دیگر اشیا کی دکانیں ہیں اور زید حضرت صوفی نظام الدین برکاتی صاحب (علیہ الرحمن) سے بیعت ہو چکا ہے اور ہولی کے موقع پر رنگ، روشن اور پچکاری وغیرہ بھی فروخت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہولی بھی کھیلتا ہے اور ہولی کے موقع پر غیر مسلم کے یہاں دعوت بھی کھاتا ہے، اس مسئلہ کے بارے میں شرعی احکام کیا ہیں، مرحمت فرمائیں۔

باسمہ تعالی وتقدس"

الجواب بعون الملک الوہاب

ہولی کھیلنا اور کافروں کے مذہبی تہواروں میں ان کو اچھا سمجھ کر شرکت کرنا کفر ہے ورنہ سخت ناجائز وحرام حرام اشد حرام۔

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں : ہولی ہندوؤں کی آتش پرستی کا ایک خاص دن ہے جس میں آگ کی پرستش کرتے اور اپنے طور پر خوشی مناتے ہیں۔ ہولی کھیلنا یا اس زمانہ میں بدن یا کپڑے پر رنگ ڈالنا یا ڈلوانا خاص شعار ہنود ہے اور ایسے امور کا ارتکاب کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے"من تشبہ بقوم فہو منہم (1)

اور اسی میں ہے : "کفار کے تہواروں میں شریک ہونا حرام اور سخت حرام بلکہ کفر ہے۔(۲) زید بے قید پر لازم ہے کہ اپنی ان کافرانہ حرکتوں سے توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح اور تجدید بیعت بھی کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ واتم واحکم

الجواب صحیح : محمد قمر عالم قادری

کتبہ : محمد اختر حسین قادری

05 / ربیع الاول1423:

از : محمد تحسین رضا نوری

شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

عدالت، پارلیامنٹ، پولس اہلکاروں اور وکیلوں کے چیمبر میں رکھے قوانین کے ضخیم دفتریہ بتاتے ہیں کہ قدیم ہندوستان میں راجاوں اور بادشاہوں کی سالہا سال کی ریاستیں اور حاکمانِ دورِ جدید کی حکومتیں ایک نظام اور ضابطہ کے تحت چلتی آئی ہیں۔ جب تک قوانین کی پاسداری اور عدل و انصاف زندہ رہتا ہے تب تک ملک میں امن و امان اور دلوں میں محبتیں باقی رہتی ہیں اور جب انصاف اور اصول وقوانین اور قومی وملی مفاد کی خاطر قوانین کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہے تب تب قوم میں خوف و ہراس، ظلم و بربریت، اضطراب و بے چینی اور جرائم پیش آنے لگتے ہیں۔

موجودہ ہندوستان کی صورتِ حال سے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ آج یہ عزیز ملک کس طرف جا رہا ہے، یہاں بھائی چارگی سے رہنے والے اور محبت ومودت، اتفاق واتحاد کا درس دینے والے لوگ آج کس تیزی سے مذہبی بنیادوں پر پھیلی نفرتی گرداب میں پھنستے جا رہے ہیں، کل تک جو لوگ ایک آنگن میں کھیل کر ایک ساتھ بڑے ہوئے آج وہی ایک دوسرے کو نگاہ نفرت ورمیدگی سے دیکھ رہے ہیں، آپسی تہواروں میں شرکت، شادی پارٹیوں میں شمولیت اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے والے لوگوں کے بیچ میں آج مذہبی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں، کہیں ٹوپی دیکھ کر مارا جا رہا ہے تو کہیں نام پوچھ کر قتل کیا جا رہا ہے۔ بستی بے خوف تجارت کرنے والے تاجرین آج دہشت و ہیبت سے لرزہ براندام ہیں۔

فسادی قسم کے آوارہ لوگ جگہ جگہ دنگا بھڑکانے کا کام کرتے ہیں، یہ فتنہ وفساد پھیلانے والے لڑکے اس قدر شتر بے مہار ہوتے جا رہے ہیں کہ کہیں ہاسپیٹل میں ڈیلیوری کے سلسلے میں آئی نقاب پوش خاتون کے پیٹ پر لات ماری جا رہی ہے تو کہیں نام پوچھ کر مسلم لڑکے کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے پیٹا جا رہا ہے، کہیں خود صوبائی وزیر اعلیٰ مسلم نقاب پوش خاتون کا نقاب کھینچتا ہے تو کہیں بنگلہ دیشی مسلم کہ کر کسی تاجر کو موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔ وہیں مساجد ومدارس پر آئے دن قسم قسم کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں، اسلاموفوبیا کے شکار افراد پر کسی طرح کی کوئی سنوائی نہیں ہے، میڈیا اور ادارے دانستہ طور پر اسلاموفوبیا کو ہوا دے رہے ہیں جس بنا پر مذہبی منافرت، فرقہ واریت اور اقلیتوں پر ظلم وتشدد بڑھتا جا رہا ہے۔

ادھر عوام الناس کے مابین نفرتوں کی جنگیں چھڑی ہوئی ہیں ادھر حکومتی اداروں اور پولس اہلکاروں کی جانب سے ان موولیچنگ کرنے والوں کے زدوکوب پر کوئی توجہ نہیں، اور مظلوم مسلمانوں پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں۔

سارے قانون اور ساری کورٹ کچہری مسلمانوں کے لیے مانوں

بند ہو چکے ہیں، حکومتی کارکنان جیسا چاہتے ہیں عدالت سے ویسا فیصلہ آجاتا ہے، مدارس و مساجد اور مزارات کو شہید کیا جا رہا ہے، وقف کی جائیدادیں ضبط کی جا رہی ہیں، مسلمانوں سے ان کے وطنی ہونے کا ثبوت مانگا جا رہا ہے۔ آخر ہندی مسلمان کب تک یہ مظالم سہیں گے؟ کب تک ذمہ داران نفرت اور مذہب و مسلک کے نام پر روٹیاں سکتے رہیں گے؟

دوسری جانب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم سدھرنے اور جامہ اتحاد پہننے کو راضی نہیں، سب کو اپنی اپنی پڑی ہے، کوئی کسی اپنے کا سپورٹ کرنے کو راضی نہیں، ہمیں اپنی خانہ جنگی سے فرصت ہی نہیں ہے، کوئی کسی کو اپنا پیشوا و رہنما ماننے کو تیار نہیں، آخر کب تک ہم یہ در در کی ٹھوکریں کھائیں گے؟ آخر کب ہم بیدار ہوں گے اور اپنے حق کی آواز اٹھائیں گے؟

ہم ہندی حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہند میں امن و امان قائم کریں، مذہبی دیوار کو توڑ کر حق و سچ کے ساتھ فیصلہ کریں، جگہ جگہ ہو رہے ظلم و بربریت پر شکنجہ کسیں، اور شری و فسادی لوگوں کو سخت سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے، صحت مند اور سکون کی زندگی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد تحسین رضا نوری*
شیرپور کلاں پورن پور پیلی بھیت

"سُوْرَۃُ النَّمْل"
سے حاصل ہونے والی 13 خوبصورت باتیں

(1) اللہ کے نیک بندے مبارک (یعنی برکت والے) ہوتے ہیں۔ اچھے مقام کے رہنے والے مومن بھی مبارک ہیں۔ ہم سے مدینہ مُنوّرہ کے مسلمان مبارک ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص453)

(2) چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔
(تفسیر نور العرفان، ص454)

(3) حضرتِ سُلَیمان علیہ السّلام کا ہُد ہُد پیغمبر کی صحبت کی برکت سے عقائد و اعمال سے خبردار تھا۔ جو حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے صحابہ کو ایمان پر نہ مانے وہ حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فیض حضرت سلیمان (علیہ السّلام) سے بھی کم مانتا ہے کہ حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کا صحبت یافتہ جانور بھی مومن تھا اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحبت یافتہ انسان بھی مومن نہ ہوں! مَعاذَ اللہ۔ (تفسیر نور العرفان، ص455)

(4) حاکم کا فیصلہ تحقیقات پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے کشف اور علم لَدُنّی پر۔ ربِّ کریم بھی قیامت میں گواہی وغیرہ کے ذریعہ تحقیقات فرما کر فیصلہ کرے گا۔ (تفسیر نور العرفان، ص455)

(5) بِسمِ اللہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السّلام) کو اس کی برکت سے بلقیس جیسی بیوی عطا ہوئی۔ (تفسیر نور العرفان، ص455)

(6) اللہ والوں کے دل میں دنیاوی مال و مَتاع کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے، نہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس فانی چیز کے آنے پر کیا خوشی اور جانے پر کیا غم! اللہ پاک دائمی خوشی نصیب فرمائے آمین۔
(تفسیر نور العرفان، ص456)

(7) اللہ کے مقبول بندے نعمتوں کو بھی آزمائش ہی سمجھتے ہیں، کبھی فخر نہیں کرتے۔ (تفسیر نور العرفان، ص816)

(8) جس سے نکاح کرنا ہو اس کی عقل، سمجھ اور دانائی کی تحقیق کرنا بہتر ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص457)

(9) بلقیس مسلمان ہو کر حضرت سلیمان (علیہ السّلام) کے نکاح میں آئی، اس کے شِکم سے داؤد بن سلیمان پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان (علیہ السّلام) کی زندگی شریف میں وفات پا گئے۔

حضرت سلیمان (علیہ السّلام) 13 برس کی عمر میں تختِ سلطنت پر جَلوہ افروز ہوئے اور 53 برس کی عمر شریف میں وفات پائی، چالیس سال سلطنت کی۔ آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات سے 575 برس بعد ہوئی اور آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد بلقیس (رحمۃُ اللہِ علیہا) نے وفات پائی۔ (تفسیر نور العرفان، ص457)

(10) ربِّ کریم بے قرار کی دعا بہت قبول کرتا ہے، دعا کی قبولیت کی شرائط میں سے بے قراری بھی ایک شرط ہے، اسی لیے حکم ہے کہ بے قراروں سے اپنے لیے دعا کراؤ۔ مسافروں، بیماروں، مظلوموں، مقروضوں کی دعا قبولیت کے قریب ہوتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص459)

(11) جو قیامت یا موت کی تیاری نہ کرے وہ قیامت سے اندھا ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص460)

(12) رات کو آرام کرنا بھی عبادت ہے اگر نیّتِ خیر سے ہو۔ (تفسیر نور العرفان، ص817)

(13) ہر حقدار کا حق ادا کرنا چاہیے، عبادت و ریاضت روح کا حق ہے، آرام نفس کا حق ہے، دونوں حق ادا کرنے کا حکم ہے، مگر جیسے دن میں کچھ آرام کیا جاتا ہے ایسے ہی رات میں کچھ عبادت کرنی چاہیے۔ (تفسیر نور العرفان، ص817)

مسلم قیادت

از : مولانا اشرف رضا قادری
مدیر اعلی سہ ماہی امین شریعت

اس وقت مسلمانوں کی ہمہ جہت زبوں حالیوں کا ایک بڑا سبب ”مسلم قیادت“ کا فقدان ہے۔قیادت اور مسیحائی کے بلند بانگ دعوے تو بہت کیے جاتے ہیں لیکن اس کے عملی مظاہر بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔امتِ مسلمہ پر آفاتِ ناگہانی ٹوٹتی ہیں۔اس کے بنیادی حقوق پامال کیے جاتے ہیں۔آئے دن مسلمانوں پر جبر و تشدد کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ داؤ پر لگے ہوئے ہیں،لیکن ہمارے قائدین کان میں تیل ڈال کر سوئے نظر آتے ہیں۔سچ پوچھیے تو اب ایسی قومی و ملی قیادت دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں،جس کے قابل قدر نمونے ہمارے اسلاف و اکابر پیش کیا کرتے تھے۔ہر طرف سناٹا ہے۔کوئی مسلمانوں کا پُرسان حال نہیں ہے۔مضبوط اور پُر تاثیر قیادت کے فقدان نے حکومتِ وقت کی نظروں میں مسلمانوں کو بے وقعت بنا دیا ہے۔قیادت کے نام پر کچھ نمائندہ چہرے سامنے ہیں تو ان کی کمزور آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوتی ہے۔مسلم قیادت کا جنازہ نکالنے میں باہمی اختلاف اور قومی انتشار نے افسوس ناک کردار ادا کیا ہے۔اللہ مسلمانوں کی حالتِ زار پر رحم فرمائے اور غیب سے ان کے لیے ایسی قیادت کا انتظام فرمائے جو ان کے تحفظ کو یقینی بنا سکے۔قوتِ فکر و عمل سے محروم قوم کے اندر یہ منفی سوچ عام طور پر پائی جاتی ہے کہ وہ اپنی کمیوں اور کوتاہیوں کی طرف نظر نہیں کرتی اور سارا ٹھیکرا حکومتِ وقت، اکثریتی طبقہ اور بر سرِ اقتدار جماعت پر پھوڑنے لگتی ہے اور اپنی کوتاہیوں کے ازالے کی کوشش نہیں کرتی۔حکومتِ وقت کا متعصبانہ رویہ اور معاندانہ طرزِ عمل تسلیم،لیکن ہمارے اوپر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔دنیا میں اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں کہ بعض قومیں حکومتِ وقت اور اکثریتی طبقے کے ظلم و جبر اور متعصبانہ رویے کے باوجود اپنی بے پناہ قوتِ فکر و عمل، دور اندیشی، حکمتِ عملی، بصیرت و دانائی، عزم، حوصلہ، محنت، لگن اور قربانیوں کی وجہ سے زمین کی پستیوں سے اٹھ کر آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگیں اور تعمیر و ترقی کے اعلیٰ مقام و منصب پر فائز ہو گئیں۔موجودہ مسلم قیادت کے فساد اور بگاڑ کی اساسی وجوہات میں باہمی اختلاف و انتشار، تعلیم و تعلم کی کمی، نفسانیت، ہمدردی، بھائی چارگی اور جذبہ خیر خواہی سے کوسوں دوری، صوبائی و مسلکی منافرت اور پدرم سلطان بود کا نعرہ بھی ہے۔

موجودہ دینی جلسے فائدہ یا نقصان؟

ازقلم : انیس الرحمن حنفی رضوی بہرائچ شریف استاذ و ناظم تعلیمات
جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ، قصبہ سوار، ضلع رامپور (یو پی)

مکرمی

اسلام ایک ہمہ گیر، ہمہ زمانی اور ہمہ مکانی دین ہے۔ اس کا دائرہ محض عبادات یا چند مخصوص رسموں تک محدود نہیں بلکہ یہ انسانی زندگی کے ہر شعبے ہی معاشرت، اخلاق، معیشت، سیاست، روحانیت اور انفرادی و اجتماعی رویوں ہی کے لیے مکمل اور ہمہ جہت رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ دین انسان کو نہ صرف اپنے رب کے ساتھ تعلق کا درست شعور دیتا ہے بلکہ بندوں کے حقوق، معاشرتی عدل، انسانی اقدار اور باہمی تعلقات کو بھی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ وقت، جگہ اور حالات کے تغیر کے باوجود اپنی معنویت اور ہدایت کا سرچشمہ برقرار رکھتا ہے۔

انسانی معاشرت میں اصلاح و ہدایت کا یہ سفر انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے شروع ہوا اور ہر دور میں یہ کارواں لوگوں کی رہنمائی کرتا رہا۔ اس سلسلے کی آخری اور تکمیلی کڑی ہمارے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن پر دین مکمل ہوا اور ہدایت کا یہ سرچشمہ قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا، اس لیے اس مشن ہدایت، تبلیغ اور اصلاح کی ذمہ داری امت کے علما پر منتقل کر دی گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العلماء ورثة الانبياء یعنی علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔
(سنن ترمذی، حدیث 2687 :)

یہ وراثت محض علمی نہیں بلکہ فکری، اخلاقی، روحانی اور عملی پہلوؤں کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ قرآن کریم نے بھی علم رکھنے والوں کو خصوصیت سے یاد کیا اور انہیں ممتاز مقام عطا فرمایا:

قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (الزمر 9 :)

علماء کا یہ رشتہ صرف علم حاصل کرنے یا سکھانے تک محدود نہیں بلکہ تبلیغ، تربیت، اصلاح اور معاشرتی رہنمائی کے وسیع تر دائرے کو بھی شامل ہے۔ وہ نہ صرف دین کے محافظ اور معلم ہوتے ہیں بلکہ معاشرے کے فکری، اخلاقی اور روحانی معالج بھی ہوتے ہیں۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جب بھی معاشرتی بگاڑ، فکری انحراف یا دینی کمزوری کا دور آیا علمائے کرام ہی نے اپنے قول و فعل اور کردار کی روشنی سے اس تاریکی کو دور کیا

اسی نسبت سے امت مسلمہ کے وہ علمائے ربانی جو اپنی گفتار و کردار سے دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں، ہمیشہ سے تبلیغِ دین کے مختلف ذرائع اختیار کرتے آئے ہیں۔ کبھی درس و تدریس کے ذریعے، کبھی تحریر و تصنیف کی صورت میں، کبھی دعوت و تبلیغ کی تحریکوں کے ذریعے اور کبھی عوامی اجتماعات (جلسوں) کے ذریعے دین کی شمع کو فروزاں رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

علماء کی ذمے داریاں

علماء امت کے وہ معزز افراد ہیں جن پر دین کے تحفظ، تعلیم، اشاعت اور اصلاحِ معاشرہ کی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف علم حاصل کرنے والے اور اس کی ترسیل کرنے والے ہوتے ہیں بلکہ وہی قوم کے فکری و اخلاقی رہنما، روحانی معالج اور عملی نمونہ بھی بن کر سامنے آتے ہیں۔ ان کی زندگی نبوی صفات سے متصف ہوتی ہے، ان کا مقصد صرف تقریر یا تعلیم نہیں بلکہ عمل، تبلیغ، اور تربیت کے ذریعہ لوگوں کو دین کی اصل روح سے روشناس کرانا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے وہ علمائے ربانی، جو اپنی گفتار و کردار سے دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں، ہمیشہ سے اصلاح و تبلیغ کے مختلف ذرائع اختیار کرتے رہے ہیں۔ کبھی درس و تدریس کے ذریعہ، کبھی دعوت و تبلیغ کی تحریکوں کے ذریعے، کبھی تحریر و تصنیف کی صورت میں، اور کبھی عوامی اجتماعات (جلسوں) کے ذریعے، دین کی شمع کو فروزاں رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

جلسے ایک تاریخی روایت

برصغیر ہند و پاک میں جلسوں کا رجحان کوئی نیا نہیں، بلکہ ایک طویل روایت کا حصہ ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اصحابِ صفہ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور وفود کے اجتماعات میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ جلسے اسلامی تعلیمات کے فروغ، عامۃ الناس کی اصلاح، دینی شعور بیدار کرنے اور ایمان افروزی کا ایک مؤثر ذریعہ بنے۔ خاص طور پر ہندوستان میں دین اسلام کی عوامی سطح پر بیداری میں ان جلسوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔

موجودہ جلسوں کا المیہ

تاہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے دور میں ان جلسوں کا مزاج اور معیار شدید انحطاط کا شکار ہے۔ ایک طرف نیک نیتی کے ساتھ دین وسنیت کی خدمت کا دعویٰ، اور دوسری طرف ایسے عناصر کی یلغار، جنہوں نے دین کو ایک تفریحی اسٹیج شو میں تبدیل کر دیا ہے۔

جعلی مقررین اور تفریحی مولوی

آج کل کے بیشتر جلسے ایسے خود ساختہ، غیر معیاری اور غیر علمی مقررین سے مزین ہوتے ہیں جو چرب زبانی، من گھڑت قصے، اور مصنوعی جذبات کے ذریعہ عوام کو محض وقتی سرور دیتے ہیں۔ ان کی تقاریر میں نہ علمی گہرائی ہوتی ہے، نہ روحانی تاثیر، اور نہ ہی دینی فہم۔ وہ چند گھنٹوں کی لچھے دار باتیں کر کے جیبیں بھر کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد نے دین کے مقدس منبر کو بھی بزنس اسٹیج بنا دیا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ سامعین بھی اب دین کے نام پر صرف تفریح چاہتے ہیں، سنجیدہ اور علمی باتوں کو برداشت کرنا ان کے بس سے باہر ہو چکا ہے۔

نعت خوانی یا مشاعرہ بازی؟

دینی جلسوں کی ایک اور تشویشناک صورت یہ ہے کہ نعت خوانی اور شاعری کے نام پر ایسے افراد کو دعوت دی جاتی ہے، جو نہ دین کے مزاج سے واقف ہوتے ہیں، نہ ہی ادبِ اسلامی سے آشنا۔ ان کی شاعری کے اشعار بظاہر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہوتے ہیں، مگر ان کا انداز، حرکات، لباس، اور اسٹیج پر ان کا طریقہ کار خود ان اشعار کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ جلسے ایک رات میں محض چھ گھنٹے کے ہوتے ہیں، جن میں تین چار مقررین، اور اتنے ہی شعراء موجود ہوں، تو اصلاحی گفتگو کے لیے کیا وقت بچے گا؟ نتیجتاً ان پروگراموں کی

حیثیت "مشاعرہ" بن کر رہ جاتی ہے۔

اناؤنسروں کی زبان دانی

نئے زمانے کی بدعتوں میں سے ایک اناونسرز کا بے تحاشہ استعمال بھی ہے۔ بیشتر اناونسر حضرات نہ صرف زبان و بیان کی لطافت سے نا آشنا ہوتے ہیں بلکہ انھیں الفاظ کے محل استعمال، دینی الفاظ کے ادب، اور تقریری آداب کا بھی پاس نہیں ہوتا۔ جس مقرر نے قرآن و حدیث سے دلوں کو زندہ کرنا ہے، اس کا تعارف محض ایک سادہ سا جملہ۔ اور جس نے سٹیج پر ڈرامہ رچانا ہے، اس کے لیے قصیدہ گوئی کی انتہا کر دی جاتی ہے۔ یہ عدم توازن جلسوں کی علمی و روحانی افادیت پر بدنما داغ ہے۔

ایک لمحۂ فکریہ

اب وقت آچکا ہے کہ ہم سنجیدگی سے سوچیں کہ کیا واقعی ہم دینی جلسوں کے ذریعہ اصلاحِ امت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں یا نادانستہ طور پر ان جلسوں کے پردے میں معاشرتی و فکری فساد کو ہوا دے رہے ہیں؟ آج ایسے خطباء، شعراء اور منتظمین کی ایک بڑی جماعت میدان میں ہے جو نہ علم رکھتی ہے، نہ تقویٰ، نہ اخلاص، نہ بصیرت۔ وہ صرف اپنی شہرت، مالی مفادات، اور وقتی تالیاں حاصل کرنے کے لیے دین کی روح کو مجروح کر رہے ہیں۔

اگر ایک عام مسلمان اپنے علاقے میں کسی دینی جلسے کے لیے چندہ جمع کرتا ہے، اپنے وقت، محنت اور وسائل کو خرچ کرتا ہے، تو اس کا شرعی حق ہے کہ اسے اس جلسے میں صحیح دینی رہنمائی دی جائے، نہ کہ وقت گزاری کی باتیں اور سطحی تفریح۔

تجویز و حل

1. **مخلص علماء سے رہنمائی** : جلسہ منعقد کرنے سے پہلے اپنے علاقے کے معتبر و بااخلاص علماء سے مشورہ کرنا ضروری ہے تا کہ پروگرام کا مقصد، عنوان، مقررین اور نظامت کا معیار دین کے مزاج کے مطابق ہو۔

2. **علمی و روحانی توازن** : جلسوں کو نہ صرف اصلاحی بنائیں بلکہ علمی اور فکری سطح پر بھی مستند، بامقصد اور سنجیدہ خطوط پر استوار کریں۔

3. **پیشہ ور مقررین کا بائیکاٹ** : ان مقررین، شعراء اور اناونسرز کو کنارے لگایا جائے جو دین کو کاروبار بنا چکے ہیں۔

4. **عوامی شعور کی بیداری** : عام مسلمانوں کو بھی اس بات کا شعور دیا جائے کہ وہ دین کے نام پر تفریحی رجحانات کو ہوا نہ دیں، بلکہ اصلاحی ماحول اور دینی سنجیدگی کو فروغ دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی حقیقی تعلیمات سمجھنے، ان پر عمل کرنے، اور ان کی درست ترجمانی کا شعور عطا فرمائے۔ ہمیں سنجیدہ دینی جلسوں کے ذریعے معاشرے کی اصلاح اور فکری و روحانی بیداری کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[اصلاح معاشرہ]

ایک بڑھتی ہوئی غلطی

تحریر : محمد مصیب الرحمن قادری
متعلم : دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی (بستی یو۔پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نکاح اسلام میں ایک مقدس بندھن، پاکیزہ عبادت اور معاشرتی استحکام کی بنیاد ہے۔ شریعت نے اسے نہ صرف آسان قرار دیا بلکہ سادگی اور سہولت کے ساتھ انجام دینے کی ترغیب بھی دی ہے، تاکہ گھرانے آباد ہوں، فتنوں کا دروازہ بند ہو اور نوجوان پاکیزگی کے دائرے میں زندگی گزاریں۔ مگر افسوس! آج ہمارا معاشرہ اسی عبادت کو اتنا مشکل بنا چکا ہے کہ بہت سے نوجوان صحیح وقت پر نکاح بھی نہیں کرسکتے، والدین معاشی دباو کے باعث سخت پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور بے شمار لڑکیاں محض رسم و رواج کی پیچیدگیوں کے سبب گھروں میں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔

اسلام نے جس نکاح کو آسان کرنے کا حکم دیا، ہم نے اسی کو اپنی جہالت، دکھاوے اور بے جا روایات کے ذریعے ایک بھاری بوجھ بنا دیا ہے۔ یہ رویہ نہ صرف شریعت کے خلاف ہے بلکہ معاشرتی بگاڑ، گناہوں کے پھیلاو اور نفس پرستی کے بڑھنے کی ایک بڑی وجہ بھی ہے۔ اس مضمون میں ہم اسی بڑھتی ہوئی سماجی غلطی کا جائزہ لیں گے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ نکاح کو مشکل بنانا فرد، خاندان اور پوری امت کے لیے کس قدر نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

نکاح کی تعریف*

وہ ایسا عقد ہے جو ملک متعہ کے لیے مفید ہو چنانچہ نکاح کے ذریعے مرد کے لیے عورت سے نفع اٹھانا جائز ہوجاتا ہے۔
(مختصر القدوری، کتاب النکاح)

نکاح کی فرضیت، حکمت اور عظمت قرآن و احادیث کی روشنی میں*

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً
(پارہ ٤، سورۃ النساء ٣:)

نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک سے۔

اور فرماتا ہے:

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ‌ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (۳۲) وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ
(پارہ ١٨، سورۃ النور ٣٢:۔ ٣٣)

اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کردو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ (عزوجل) اپنے

فضل کے سبب انہیں غنی کر دے گا۔اور اللہ (عزوجل) وسعت والا علم والا اور چاہیے کہ پارسائی کریں وہ کہ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) اپنے فضل سے انہیں مقدور والا کر دے۔

احادیث مبارکہ*

1۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَقَدْ رَغِبَ عَنِّیْ

□یعنی نکاح میری سنت ہے،تو جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس نے مجھ سے روگردانی کی۔

(سنن ابن ماجہ،کتاب النکاح،باب ماجاء فی فضل النکاح،٤٠٦/ ٢،الحدیث ١٨٤٦: /،مفہوماً۔ /صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب الترغیب فی النکاح،٤٢١/ ٣، الحدیث ٥٠٦٣: بتغیرٍ قلیل)

□2۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ—

یعنی نکاح میری سنت ہے،تو جو شخص میری فطرت (اسلام) سے محبت کرتا ہے وہ میری سنت کو اپنائے۔(مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح،باب وجوب النکاح وفضلہ،۱۳۵/ ٦،الحدیث: ١٠٤١٨)

□3۔ تَنَاکَحُوْا، تَکْثُرُوْا، فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، حَتّٰی بِالسِّقْطِ — یعنی نکاح کر کے اولاد کی کثرت کرو،کہ میں قیامت کے دن تمہارے سبب دوسری امتوں پر فخر کروں گا،حتیٰ کہ نامکمل پیدا ہونے والے بچے پر بھی۔(مصنف عبد الرزاق،کتاب النکاح،باب وجوب النکاح وفضلہ،۱۳۸/ ٦، الحدیث ١٠٤٣٢:)

□4۔ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَاِنَّ مِنْ سُنَّتِیَ النِّکَاحَ فَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ

یعنی جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔اور بے شک نکاح بھی میری سنت ہے،تو جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ میری سنت پر عمل کرے۔

(صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب الترغیب فی النکاح،٤٢١/ ٣، الحدیث ٥٠٦٣:)

□5۔بخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔

(۰ صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، الحدیث ٥٠٦٦: ،ج٣،ص ٤٢٢)

6۔بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :؛جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے،وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت سے نکاح؛۔(کنز العمال،کتاب النکاح،الحدیث ٤٤٤٠: ،ج١٦،ص١١٦)

□7۔بخاری ومسلم وابوداود ونسائی وابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :؛ عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے)۔

☐1 دولت

☐2 خاندان/حسب نسب

☐3 خوبصورتی

☐4 دینداری اور تو دین والی کو ترجیح دے۔

(صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب الأکفاء فی الدین، الحدیث ۵۰۹۰:ص ۴۲۹)

☐8 ایک روایت میں ہے،کہ فرماتے ہیں :؛ جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کرلے، پھر نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

(المصنف، لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، في التزويج من كان يامر به و يحث عليه، ج۳،ص ۲۷۰)

☐9۔مروی ہے کہ ایک صحابی ہر وقت پیارے مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے ،رات بھر یہیں گزارتے کہ اگر کسی چیز کی حاجت ہو تو پیش کرسکوں۔(یک مرتبہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا : تم نکاح کیوں نہیں کرتے ؟" عرض کی میں فقیر ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے۔نیز اگر نکاح کرلوں تو سعادت سے محروم ہو جاوں گا۔" آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔(کچھ عرصہ بعد) پھر وہی سوال کیا تو صحابی نے پھر وہی جواب دیا۔پھر دل میں سوچا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں میرے لیے کون سی چیز فائدہ مند ہے اور کون سی چیز مجھے اللہ عزوجل کے قریب کرسکتی ہے،لہذا اگر اب کی بار آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا تو میں ضرور نکاح کرلوں گا۔چنانچہ، جب تیسری بار ارشاد فرمایا کہ "تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟" تو صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض: " کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! میرا نکاح کر دیجئے!" ارشاد فرمایا: "بنی فلاں کے پاس جاو اور اس سے کہو کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔" عرض کی : "یارسول اللہ تعالی علیہ وسلم! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا : " اپنے بھائی کے لیے گٹھی بھر سونا جمع کرو۔" چنانچہ، وہ سونا جمع کر کے انہیں بنی فلاح کی طرف لے گئے اور ان کا نکاح کر دیا۔مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: "ولیمہ کرو!" تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے ان کے ولیمہ کے لیے ایک بکری کے پیسے جمع کیے۔(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ربیعۃ بن کعب الاسلمیٰ،۵ /۵۶۹، الحدیث : ۱۶۵۷۷)

نکاح کی ترغیب پر مشتمل اقوال بزرگان دین*

☐1 حبر الامہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا : ''عبادت گزار کی عبادت اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ نکاح نہ کرے۔'' اس قول میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے نکاح کو عبادت اور اس کے لئے تکمیل قرار دیا ہو لیکن ظاہر امراد یہ ہے کہ عبادت میں کامل مشغولیت اسی صورت میں حاصل ہوگی جب دل غلبہ شہوت کی وجہ سے آنے والے خیالات سے پاک وصاف ہو اور غلبہ شہوت سے خلاصی نکاح ہی سے ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے جب اپنے غلام عکرمہ اور کُریب رحمتہ اللہ تعالی علیہما وغیرہ

میں بلوغت کے آثار دیکھے تو انہیں جمع کر کے فرمایا: "اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح کر دوں کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔" (احیاء العلوم، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

☐2 صاحب النعلین والوسادہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: "اگر میری عمر کے دس دن باقی ہوں تو میں پسند کروں گا کہ نکاح کر لوں تاکہ اللہ عزوجل سے حالت عزب میں نہ ملو (یعنی ایسے حالت میں نہ ملوں کی میری کوئی بیوی نہ ہو)۔ (احیاء العلوم، مترجم، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

☐3 منقول ہے کہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں مرض طاعون کی وجہ سے انتقال کر گئیں، آپ خود بھی طاعون میں مبتلا تھے اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میرا نکاح کر دو میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے حالتِ عزب میں ملنے کو ناپسند کرتا ہوں۔" (احیاء العلوم، مترجم، جلد دوم صفحہ نمبر ۱۷۲)

☐4 منقول ہے کہ شادی شدہ کو غیر شادی شدہ پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی جہاد کرنے والے کو گھر بیٹھے رہنے والے پر اور شادی شدہ کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی 70 رکعتوں سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم، مترجم، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۶)

نکاح پر مطالباتِ جہیز: شرعی حکم اور سماجی تباہی *

شریعتِ مطہرہ میں لڑکا یا اس کے گھر والوں کا نکاح کرنے کے لیے لڑکی والوں سے گاڑی، قیمتی سامان، سونا چاندی، نقد رقم، یا نوکری وغیرہ کا مطالبہ کرنا ناجائز و حرام ہے؛ اس لیے کہ یہ رشوت کے حکم میں ہے۔

حضور فقیہ ملت رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "لڑکا یا اس کے گھر والوں کا شادی کرنے کے لیے نقد روپیہ اور سامانِ جہیز مانگنا، یا موٹر سائیکل اور جیپ وکار وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام و ناجائز ہے، اس لیے کہ وہ رشوت ہے۔

لو أخذ أهلُ المرأة شيئًا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة كذا في البحر الرائق.

یعنی عورت کے گھر والوں نے رخصتی کے وقت کچھ لیا تھا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا شرعاً حق ہے، اس لیے کہ وہ رشوت ہے۔ اور جب لڑکے سے لینا رشوت ہے تو لڑکی سے نکاح پر لینا بدرجۂ اولیٰ رشوت ہے؛

(فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۳۰۶)

اور حدیثِ شریف میں ہے: لعن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الراشي والمرتشي، یعنی رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ یہ ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ کی روایت ہے۔ اور احمد و بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے کے درمیان واسطہ بننے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ (مشکاۃ شریف، صفحہ ۲۲۶)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت سے بچیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں، یعنی لڑکی والوں سے نکاح کے عوض کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں۔ اور اگر مطالبہ کیا جائے تو لڑکی والوں کے لیے لازم ہے کہ کچھ نہ دیں۔ اگر وہ لوگ نہ مانیں تو ان کے درمیان واسطہ نہ بنیں بلکہ ان کو ذلیل قرار دیں۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب صراحتاً یا اشارۃً مطالبہ کیا جائے۔ اور اگر اپنی خوشی سے دیا جائے تو شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

اور اگر لڑکی والے دباؤ میں آ کر دے دیں تو اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ ردالمحتار میں ہے : ”الرشوۃ یجب ردھا ولا تملک“۔ (کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوۃ والھدیۃ، ج ۸ ص ۳۵، ط : زکریا بک ڈپو)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس طرح کے مطالبات سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں۔ آج اسی جبری جہیز کی لعنت کی وجہ سے مسلم معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اگر کوئی زبردستی اس طرح کے مطالبات کرتا ہے تو وہاں کے مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں یہاں تک کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائے۔

تاخیر سے شادی کرنے کے نقصانات*

نکاح انسانی فطرت کی تکمیل اور معاشرتی پاکیزگی کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ جب اسی ضروری عمل میں بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے تو اس کے کئی سنگین اور دوررس نقصانات سامنے آتے ہیں۔

ذیل میں ان خرابیوں کا جائزہ۔

□ 1۔غیر شرعی تعلقات کا دروازہ کھل جانا تاخیر نکاح کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیر مشروع و ناجائز تعلقات میں مبتلا ہونے لگتے ہیں۔ آج کے دور میں مرد و زن کے اس نامناسب اختلاط کو ”معاشرت“ اور ”فریڈم“ کا نام دے کر معمولی بنا دیا گیا ہے، حالاں کہ اس کے نتائج نہ صرف روح و جسم کو ہلا دیتے ہیں، بلکہ پورے معاشرے پر انتہائی برا تاثر چھوڑتے ہیں۔ ایسے حالات میں اہلِ خانہ کا سر شرم سے جھک جاتا ہے اور خاندانوں کے درمیان اختلافات و کشمکش جنم لینے لگتی ہے۔

□ 2۔ازدواجی رشتوں کا غیر مستحکم ہو جانا*

تاخیر سے ہونے والی شادیوں کا ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ اکثر ایسے رشتے دیرپا ثابت نہیں ہوتے۔ عمروں میں غیر معمولی تفاوت، سوچ و فہم میں بے ہم آہنگی اور ضرورت سے زیادہ اختلافات ان رشتوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اس طرح چند ہی برسوں میں یہ شادیاں دم توڑنے لگتی ہیں۔

□ 3۔فطری قوت کا کمزور پڑ جانا*

صحیح وقت پر شادی نہ ہونے کا ایک اہم نقصان یہ ہے کہ قوتِ باہ اور زورِ مجامعت بتدریج کم ہونے لگتا ہے۔ جب فطری خواہشات کی تکمیل نہیں ہو پاتی تو ازدواجی زندگی میں خلا اور بدگمانی جنم لیتی ہے، جس کے اثرات نہایت تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

□ 4۔مناسب رشتے ملنے میں دشواری*

عمر بڑھ جانے کی وجہ سے اکثر افراد کو مناسب اور ہم خیال رشتے دستیاب نہیں ہوتے۔ برسوں انتظار اور بے شمار مالی اخراجات کے باوجود بھی رشتہ تلاش کرنا ”جوئے شیریں“ لانے کے مترادف بن جاتا ہے۔ نتیجتاً انسان مایوسی و اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور دل کی دنیا پژمردہ ہونے لگتی ہے۔

□ 5۔ذہنی دباؤ، معاشرتی تناؤ اور خودکشی جیسے افسوس ناک

واقعات*

گھر والوں کی ناراضی، رشتوں کی رکاوٹیں، یا اپنی فطری خواہشات کا جائز اظہار نہ کر پانا یہ سب امور نوجوانوں کو شدید ذہنی دباؤ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ کئی مرتبہ یہی بے چینی، اضطراب اور جنسی خلش خودکشی جیسے ہولناک انجام تک لے جاتی ہے۔ شریف گھرانوں کے نوجوان صرف شرم یا تہذیبی پابندیوں کی وجہ سے اپنی

ضرورت نہ بتا پانے کے سبب ذہنی و جسمانی امراض میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

☐ 6۔ کامل ایمان میں رکاوٹ *

تاخیرِ نکاح کا ایک بڑا دینی نقصان یہ بھی ہے کہ انسان اپنی ایمانی تکمیل سے محروم رہ جاتا ہے، کیوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کو "نصف ایمان" قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو دلی سکون، روحانی راحت اور باہمی مودّت کا ذریعہ بنایا ہے۔ جب تک نکاح نہ ہو، اس وقت تک دل کو حقیقی سکون اور ایمان کو کامل شان حاصل نہیں ہوتی۔

آخر میں یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ نکاح میں بلا وجہ تاخیر نہ صرف فرد کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ خاندان اور معاشرے کے لیے بھی بے شمار خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے مناسب وقت پر نکاح کرنا دینی، سماجی اور اخلاقی ہر لحاظ سے انتہائی ضروری ہے

***نکاح کو آسان بنانے کی فضیلت ***

اسلام میں نکاح بڑی اہم اور بابرکت عبادت ہے۔ اس کے ذریعہ نہ صرف انسان گناہوں سے بچتا ہے بلکہ ایک پاکیزہ، مضبوط اور صالح معاشرہ کی تشکیل بھی ہوتی ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے نکاح میں سہولت، سادگی اور آسانی کو اختیار کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور غیر شرعی رسوم و رواج، جہیز اور فضول خرچیاں کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

***نکاح میں آسانی سنتِ نبوی ***

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور مہر تھوڑے سے سونے پر رکھا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ برکت دے، ولیمہ کرو، چاہے صرف ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الولیمہ حدیث ۱۹۰۷ :)

***نکاح پاکیزگی اور حیاء کا ذریعہ ***

نکاح کے ذریعے انسان اپنی نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حدیث شریف:

"اے نوجوانو! جو تم میں نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے، کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔" (بخاری شریف : مَن لَم يَستَطِعِ البَاءَةَ فَلْيَصُم ۵۰۶۶/ مسلم شریف ۱۴۰۰ :)

یعنی نکاح میں آسانی نوجوانوں کے لیے پاکیزگی اور اللہ کی رضا کا سبب ہے۔

اسلام انسان کو نیک مقصد اور پاکیزہ ارادے کے ساتھ جدو جہد کی دعوت دیتا ہے، اور بتاتا ہے کہ جو بندہ اللہ کے لیے قدم بڑھاتا ہے وہ تنہا نہیں رہتا۔ اللہ اس کی مدد فرماتا ہے، اور اسی پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : تین افراد ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے (یعنی اللہ ضرور ان کی مدد فرماتا ہے)

☐ 1 وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے،

☐ 2 وہ مکاتب غلام جو آزادی کی قیمت ادا کرنے کا ارادہ رکھے،

☐ 3 اور وہ نکاح کرنے والا جو پاک دامنی اور عفت چاہتا ہو۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی المجاہد والناکح والمکاتب وعونُ اللہ ایاہم، حدیث : ۱۶۵۵)

جو لوگ پاکیزہ طریقہ سے سنت کے مطابق نکاح کریں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور رزق میں وسعت عطا کرتا ہے۔

غیر شرعی رسومات کی مذمت

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فضول خرچی کو شیطان کا عمل قرار دیتا ہے: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ-وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

(سورہ بنی اسرائیل، آیت ۲۷)

کنزل الایمان: "بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

دکھاوا، فضول خرچی، اسٹیج، بینڈ باجا، جہیز اور بے جا رسم و رواج سب اسی کے زمرے میں آتے ہیں اور نکاح کو مشکل بنا دیتے ہیں۔

نکاح کو مشکل بنانے والی چیزیں*

☐ 1۔ زیادہ جہیز کا مطالبہ کرنا لڑکی والوں سے گاڑی، زیور، سامان اور بڑی بڑی چیزیں مانگنا اور نکاح کو تجارت بنانا۔

☐ 2۔ بھاری مہر مقرر کرنا شرعی مطلوب اعتدال کے بجائے بے جا بھاری مہر رکھ کر نکاح میں رکاوٹ پیدا کرنا۔

☐ 3۔ فضول رسومات اور دکھاوا

بارات، دولہا کے استقبال، میرج ہال، فوٹو گرافی، سجاوٹ اور دیگر رسومات پر لاکھوں روپے خرچ کرنا۔

☐ 4۔ رشتوں میں غیر ضروری اونچ نیچ دیکھنا حسب نسب، ذات پات، قوم، رنگ اور مال و دولت کی بنیاد پر رشتہ رد کرنا۔

☐ 5۔ تعلیمی و نوکری کی سخت شرائط "یہ ڈگری ہو، یہ تنخواہ ہو، ایسا گھر ہو" وغیرہ جیسی پابندیاں لگا دینا۔

☐ 6۔ سوشل میڈیا اور بے حیائی کا اثر غلط معیارِ خوبصورتی، بڑی بڑی خواہشات اور فلمی لائف اسٹائل کی تقلید۔

☐ 7۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں رشتوں کو توڑ دینا بات چیت، چھان بین یا معمولی اختلاف پر فیصلہ منسوخ کر دینا۔

نکاح کو مشکل بنانے کے نقصانات*

☐ 1۔ بدنظری اور بدکاری کا پھیلاو جنسی خواہشات کا فطری راستہ بند ہونے سے معاشرے میں زنا، تعلقات اور بے حیائی عام ہو جاتی ہے۔

☐ 2۔ ذہنی دباو اور نفسیاتی مسائل نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مایوسی، تنہائی اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔

☐ 3۔ دیر سے شادیاں اور خاندانوں کی بربادی عمر زیادہ ہو جانے کے باعث اولاد کے مسائل اور ازدواجی مشکلات میں اضافہ۔

☐ 4۔ لڑکی والوں پر مالی بوجھ جہیز اور رسومات نے کئی خاندانوں کو مقروض کر دیا ہے، بلکہ بعض والدین بیٹیوں کے باعث پریشان رہتے ہیں۔

☐ 5۔ سگائی اور نکاح ٹوٹنے کے واقعات میں اضافہ جہیز، مال اور شرائط کی وجہ سے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور نفرت جنم لیتی ہے۔

☐ 6۔ خوشیوں سے زیادہ دکھ اور دشمنی جہاں شادی مقصد کے بجائے نمائش بن جائے، وہاں محبت کے بجائے تکلفات، لڑائیاں اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

☐ 7۔ سنتِ نبوی ﷺ سے دوری نکاح کو آسان کرنے کے بجائے مشکل بنا دینا سنت کے خلاف اور گناہ کا سبب ہے۔

اسلامی انداز میں نکاح، دکھاوے نہیں بلکہ سنت ہے

☐ 1 نکاح آسان رکھا گیا ہے اسلام میں نکاح عبادت ہے، رسم نہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ نے سادگی پسند کی، دکھاوا نہیں۔

☐ 2 کم خرچ زیادہ برکت جس نکاح میں گھمنڈ اور فضول خرچی نہ ہو، اللہ اس میں اتنی برکت رکھتا ہے کہ دونوں کا گھر جنت کی مانند بن جاتا ہے۔

☐ 3 دلہن جہیز نہیں امانت ہے بیٹی قیمت پر نہیں دی جاتی، وہ اللہ کی امانت ہے۔ اسے مانگ کر نہیں، عزت سے قبول کیا جاتا ہے۔

☐ 4 مہر محبت ہے مطالبہ ظلم ہے اسلام نے مرد کو مہر دینے کا حکم دیا، مگر ہم جہیز مانگتے ہیں۔ جہیز محبت نہیں، بے غیرتی ہے۔

☐ 5 نکاح کا مقصد زینت نہیں سکون ہے ناچ گانا، فوٹو شوٹ اور لائٹنگ اسلام نے فرض نہیں کی لیکن دلوں کو جوڑنا، محبت پھیلانا اور سکون دینا اللہ کا حکم ہے۔

☐ 6 فضول خرچی اللہ کو سخت ناپسند لاکھوں روپے شادی پر لٹا دینا جبکہ رشتے میں محبت نہ ہو یہ اسراف ہے اور اسراف شیطان کا راستہ ہے۔

☐ 7 سادہ ولیمہ مسنون ولیمہ اسلام نے ولیمہ سادگی سے کرنے کی ترغیب دی، مہمانوں کے آگے شان نہ دکھاو بلکہ اپنے رب کے آگے شکر کرو۔

☐ 8 دولہا اور دلہن کی عزت شادی تصویروں، جوڑوں اور میک اپ کا تماشا نہیں، ایک مرد اور ایک عورت کی عزت اور تقدس کا آغاز ہے۔

☐ 9 اصل خوشی خاندان والوں کی، نہ دنیا والوں کی لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے نہیں، اپنے والدین، بچوں اور گھر کو خوش رکھنے کے لیے نکاح کرو۔

: نکاح جتنا آسان زندگی اتنی آسان:

اسلام نے نکاح آسان رکھا تو گھر جنت بنتے ہیں، جب ہم اسے مشکل کرتے ہیں تو گھر جہنم بن جاتے ہیں۔

نکاح ایک مبارک دروازہ ہے۔

جو سنت، سادگی، حلال کمائی اور محبت سے کھلے تو اللہ اس گھر میں رحمت، سکون اور نسلوں کی کامیابی رکھ دیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم *

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ: نکاح کو آسان بنایا جائے دکھاوا اور اسراف سے بچنا چاہیے جہیز مطالبہ کرنا سخت منع ہے سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرہ پاکیزگی، امن اور محبت سے بھرا ہو تو نکاح کو مشکل نہیں بلکہ آسان بنانا ہوگا۔ فضول رسومات ختم کرنا ہوں گی، جہیز کا مطالبہ چھوڑنا ہوگا، دکھاوے کی بجائے سادگی کو اپنانا ہوگا۔ نکاح جتنا آسان ہوگا، معاشرہ اتنا زیادہ پاکیزہ، خوشحال اور مضبوط ہوگا۔ یہی دین کی اصل روح اور حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اللہ! ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرما اور نکاح کو سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق آسان بنانے کی توفیق دے۔

ہمیں فضول رسم و رواج، جہیز اور دکھاوے سے بچا، اور ہمارے نوجوانوں کی عزت، عفت اور ایمان کی حفاظت فرما۔

اے ربِ کریم! والدین کی پریشانیاں دور فرما، نیک، صالح اور بابرکت رشتوں کے دروازے کھول دے، اور ہمارے گھروں کو سکون، محبت اور رحمت کا گہوارہ بنا۔

اے اللہ! اس تحریر کو قبول فرما اور اسے ہم سب کے لیے ہدایت و اصلاح کا ذریعہ بنا۔

آمین یارب العالمین بجاسید الانبیاء والمرسلین۔

اسرار و رموز:

از محمد عادل رضا قادری حنفی

اللہ تبارک وتعالی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جامع کمالات و صفات بنایا ہے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اللہ تبارک وتعالی نے ہر نبی کو معجزات عطا فرمائے لیکن ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ معجزہ عطا فرمایا یعنی سراپا معجزہ بنا کر بھیجا

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ: (۱) تمام معجزات جو انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام لائے وہ ان کو ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نور ہی کے فیضان سے ملے۔

(۲) ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فضل الٰہی کے روشن آفتاب ہیں جبکہ بقیہ سارے نبی اِس آفتاب کے چمکتے ستارے ہیں جن کے انوار لوگوں پر تاریکیوں میں چمکتے ہیں۔

معجزہ بولتے ہیں عاجز کر دینے والی چیز کو یعنی نبی سے بعد اعلان نبوت ایسی چیز کا وقوع پذیر ہونا جو چیز اسباب و عادات (روٹین) سے ہٹ کر ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ معراج ہے جس پر آج بھی تحقیق جاری ہے اور انسانی عقلیں حیران ہیں

معراج کی ابتداء حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوئی ستائیس رجب المرجب کو نبی کریم حضرت ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے فرشتوں کا نزول ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مسجد حرام لایا گیا اور سینہ مبارک کو چاک کیا گیا اور قلب انور کو زم زم سے دھویا پھر ایمان وحکمت سے بھر کر دوبارہ اس کی جگہ رکھ دیا۔

پھر تیز رفتار براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے اور تمام انبیاء ورسولوں کی امامت فرمائی (دو رکعت نفل نماز جماعت سے پڑھائی)۔

نماز کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے خطبہ دئے جس میں انہوں نے اللہ تعالی کی حمد وثنا اور اس کے فضل و احسان کا ذکر خیر فرمایا

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ساتھ لے کر آسان کی جانب نکلے ہر آسمان پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور سب نے مرحبا مرحبا، خوش آمدید خوش آمدید اے پیغمبر صالح کہتے ہوئے استقبال کیا۔

پھر جنت کی سیر کرائی گئی پھر مزید قرب خاص کی طرف سفر کا سلسلہ

جاری رہا اور سدرۃ المنتہی پر پہونچے وہاں پہنچنے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے کہ اس کے میں نہیں جاسکتا پھر اللہ رب العزت نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے بھی اوپر جہاں تک چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی۔

اس کے بعد مزید قرب خاص کی جانب بڑھے حتی کہ دَنَا اور فَتَدَلّٰی کے مقام تک پہونچے پھر اپنی منزل قَابَ قَوْسَیْن اَو ادنی تک پہونچے

جس کا ذکر قرآن مقدس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰىۙ(8) فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰىۚ(9)

ترجمہ کنز الایمان: وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ رَبُّ الْعِزَّت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ (تفسیر صراط الجنان، سورۃ النجم، آیت 8،9)

بارگاہ الہی میں بے شمار عطیات و انعامات سے نوازے گئے جن کی عظمتوں کو اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں ان انعامات میں سے تین خاص انعام یہ ہیں (1) سورہ بقرہ شریف کی آخری آیتیں (2) آپ (نبی کریم) کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو وہ بخش دیا جائے گا (3) امت پر پچاس وقت کی نماز کا تحفہ۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عطیات خداوندی لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کی امت سے پچاس وقت کی نماز کا بار نہ اٹھ سکے اللہ تعالیٰ سے تخفیف (کم) کی درخواست کیجئے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بارگاہ الہی میں چند بار جاتے آتے اور عرض کرتے رہے یہاں تک پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ رب العزت نے فرمایا اے محبوب آپ کی امت پانچ نمازیں پڑھیں گی مگر اسے پچاس نمازوں کا ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تحفہ لے کر واپسی کا سفر شروع فرمایا جنت و دوزخ کی سیر فرما کر، اللہ رب العزت کی نشانیوں کا مشاہدہ و معائنہ فرما کر آسمانوں سے ہوتے ہوئے زمین کی جانب بیت المقدس تشریف لائے پھر مکہ مکرمہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر اپنے بستر پر تشریف لائے جبکہ رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔

رات گزرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رات کے واقعات (واقعہ معراج) کی لوگوں کو خبر دی تو کفار مکہ کے ساتھ کچھ ضعیف العقیدہ لوگوں نے تصدیق نہ کی (انکار کردیا) کیونکہ معراج جسمانی اس زمانے میں عقل میں آنے والی بات نہ تھی

علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انسان کو حق تعالی نے عقل عنایت فرمائی ہے۔ اس میں صرف یہ طاقت ہے کہ چیزوں کو جو حواس سے معلوم کر کے اس کے بارے

میں کوئی رائے قائم کرے جو چیز حس و ادراک سے ماوراء ہے عقل کو وہاں دخل نہیں ۔اس مقام پر سوائے حیرانی اور تعجب کے عقل کے لئے کچھ اور نہیں ہوتا۔

واقعہ معراج جس کا بڑا تعلق عالم ملکوت کی سیر سے ہے ۔بھلا وہ عقل وفہم میں کیسے آسکتا ہے ۔اس پر یہ فیصلہ کر لینا کہ یہ واقعہ ممکن ہی نہیں سراسر غلطی ہے ۔مشاہدات و تجربات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ حواس و ادراک میں جو بات نہ آسکے اس کا انکار بے بنیاد ہے۔

انسانی عقل کا یہ خاصہ ہے کہ جو ایجادات عالم میں روز بروز ہو رہی ہیں ان کی ایجاد سے پہلے عام طور پر عقل انسانی ان ہونے والی ایجادات کے بارے میں تصدیق کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی لیکن جب وہ چیز عالم مشاہدہ میں آجاتی ہے تو مجبورا اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اسکی تصدیق بھی کی جاتی ہے ۔
(معراج المصطفی،صفحہ 15،مکتبہ اویسیہ بہاولپور)

ریڈیو،ٹیلی ویژن کی ایجاد سے پہلے جب لوگوں کو بتایا جاتا کہ ایسا آلہ ایجاد ہونے والا ہے یا ایسی مشین آنے والی ہے جس کے ذریعے دور دراز کے لوگوں کی صرف آواز ہی نہیں بلکہ ان کی تصویر بھی ہم دیکھ سکیں گے اس وقت بھی انسانی عقل کا تقاضا تھا کہ یہ ممکن نہیں لیکن یہ حیرت انگیز چیز سامنے آئی تو سب نے دیکھ کر اسے تسلیم کرلیا اور مان لیا۔
لہذا ہر وہ بات جو عقل میں نہ آئے ضروری نہیں کہ اس کا وجود ہی نہ ہو،واقعہ معراج بھی ایسا ہے جو ہماری ناقص عقلوں میں نہیں آسکتا اس کی کیفیت و حقیقت کو جاننا،سمجھنا ہماری عقل سے وراء ہے لیکن اس کا انکار کرنا یہ بہت بڑی کم عقلی کم فہمی کی دلیل ہے

کچھ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور واقعہ معراج کو بیان کیا کہ آپ کے دوست محمد بن عبداللہ ایسا ایسا کہ رہے ہیں کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں تو فورا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے آقا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے واقعہ معراج کی فورا تصدیق کرنے کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا جاتا ہے
(نوٹ اس مضمون کے لکھنے میں سیرت مصطفی و معراج المصطفی و کتب احادیث سے مدد لی گئی)

منشور فن نظم و نثر!

ملک التحریر علامہ ازہر القادری ۔
جامعہ اہل سنت امداد العلوم مٹھنا
کھنڈسری ،سدھارتھ نگر(یو۔پی)انڈیا
18/جنوری2026ء/اتوار 9559494786

ادب محض لفظوں کا ہجوم نہیں بلکہ تہذیب کا آئینہ ہے،ادب محض سطور کی ترتیب نہیں بلکہ روح کی زبان ہے اور ادب محض اظہار خیال نہیں بلکہ فکری اور جمالیاتی ذمہ داری کا نام ہے۔نظم ہو یا نثر، دونوں کا سرچشمہ وہی ہے جہاں احساس جنم لیتا ہے،تخیل پرواز کرتا ہے اور فکر معنی کی صورت اختیار کرتی ہے۔جب قلم کاغذ کو چھوتا ہے تو صرف حروف نہیں ابھرتے بلکہ تہذیب کی تاریخ رقم ہوتی ہے اور جب لفظ زبان پر آتا ہے تو وہ محض آواز نہیں رہتا بلکہ ضمیر کی صدا بن جاتا ہے۔اسی شعور کے ساتھ فن نظم و نثر کا منشور قائم ہوتا ہے،جو فصاحت و بلاغت کے چراغ سے روشن، سلاست و روانی کے دریا سے سیراب اور معانی و بیان کی فضاؤں میں پرواز کرتا ہے۔

نظم و نثر کی پہلی شرط فصاحت ہے،وہ شفافیت جو لفظ کو دھند سے نکال کر روشنی میں لے آتی ہے،وہ نزاکت جو عبارت کو نرمی عطا کرتی ہے اور وہ صفائی اسلوب جو جملے کو بوجھ نہیں بلکہ پر بنا دیتی ہے۔بلاغت وہ قوت ہے جو بات کو دل تک پہنچا دیتی ہے، جو مفہوم کو ذہن میں نہیں بلکہ روح میں اتار دیتی ہے۔سلاست اور روانی وہ بہاو ہیں جن میں قاری ڈوب کر تیرنے لگتا ہے اور ساحل کی تلاش بھول جاتا ہے۔شگفتگی تحریر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتی ہے،لطافت اسے نازک ریشمی لمس عطا کرتی ہے،شفافیت آئینے کی طرح معنی کو دکھاتی ہے اور دلکشی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔حلاوت بیان وہ مٹھاس ہے جو لفظوں کو شہد بنا دیتی ہے،شیوائی وہ روانی ہے جو عبارت کو نغمہ بنا دیتی ہے،نفاست وہ تہذیب ہے جو جملے کو وقار عطا کرتی ہے،اور نزاکت لفظ وہ حسن ہے جو تحریر کو زیور پہنا دیتی ہے۔صفائی اسلوب عبارت کو آئینہ بناتی ہے،حسن ادا اسے رقص سکھاتا ہے،حسن انتخاب لفظوں کو دربار میں بٹھاتا ہے،حسن ترتیب جملوں کو قطار میں کھڑا کرتا ہے اور حسن ترکیب خیال کو قالب عطا کرتا ہے۔خوش بیانی وہ فن ہے جو بات کو کانوں میں رس گھول دیتا ہے،خوش اسلوبی وہ جمال ہے جو عبارت کو چہرہ عطا کرتی ہے،خوش کلامی وہ تاثیر ہے جو لفظ کو یادگار بنا دیتی ہے۔شائستگی تحریر کا لباس ہے،وقار بیان اس کا تاج،تہذیب زبان اس کی پہچان،متانت اس کا ستون،سنجیدگی اس کا وزن،وقار اس کی شان،تمکنت اس کی خودداری،ٹھہراو اس کا سکون،نرمی اس کا لمس،گرمی اس کی حرارت،بانکپن اس کا انداز،روانیٔ خیال اس کی رفتار اور توازن اسلوب اس کا میزان ہے۔

نظم و نثر کا دوسرا استون معنی ہے،وہ روح جو لفظ کے بدن میں سانس لیتی ہے۔معانی وہ خزانہ ہیں جن میں مفاہیم کی دولت پوشیدہ ہوتی ہے،مطالب وہ راستے ہیں جن پر مدعا چلتا ہے اور مضمون وہ منظر

ہے جہاں مراد جلوہ گر ہوتی ہے۔ مقصود وہ چراغ ہے جس کی روشنی میں منشا کا سفر طے ہوتا ہے، مفہوم وہ دروازہ ہے جس سے قاری معنی کے شہر میں داخل ہوتا ہے۔ معنی آفرینی وہ کرشمہ ہے جو لفظ کو جنم نو دیتا ہے، نکتہ آفرینی وہ ہنر ہے جو تحریر کو چمکاتا ہے، نکتہ رسی وہ بصیرت ہے جو باریک بات کو پکڑ لیتی ہے اور نکتہ سنجی وہ ذہانت ہے جو خیال کو تراش دیتی ہے۔ باریک بینی وہ آنکھ ہے جو پردوں کے پیچھے جھانک لیتی ہے، دقت نظر وہ میزان ہے جو فکر کو تولتی ہے، عمق فکر وہ سمندر ہے جس کی تہہ میں موتی ملتے ہیں، وسعت نظر وہ آسمان ہے جس میں خیال اڑان بھرتا ہے، ژرف نگاہی وہ گہرائی ہے جس میں معنی اترتے ہیں، گیرائی وہ قوت ہے جو مفہوم کو تھام لیتی ہے، تہ داری وہ تہذیب ہے جو عبارت کو پرتوں میں ڈھال دیتی ہے، معنویت وہ روح ہے جو تحریر کو زندہ رکھتی ہے، رمزیت وہ حسن ہے جو بات کو راز بنا دیتا ہے، اشارات وہ چراغ ہیں جو اندھیرے میں راستہ دکھاتے ہیں، لطائف وہ خوشبو ہیں جو عبارت میں مہک بکھیرتے ہیں، اسرار وہ پردے ہیں جو قاری کو تجسس میں رکھتے ہیں، نکات وہ جواہر ہیں جو فکر کے تاج میں جڑتے ہیں، عقدہ کشائی وہ فن ہے جو الجھی گرہیں کھول دیتا ہے، فہم دقیق وہ روشنی ہے جو باریک سطور کو پڑھ لیتی ہے، تعبیر نو وہ تازہ ہوا ہے جو پرانی عبارت میں جان ڈال دیتی ہے، فکر نو وہ چشمہ ہے جس سے نئی ندیاں پھوٹتی ہیں اور معنی کی تازگی وہ صبح ہے جو تحریر کو شبنم میں نہلا دیتی ہے۔

بیان، معانی اور بدیع نظم و نثر کی تین روحیں ہیں۔ صنائع لفظی وہ زیور ہیں جو عبارت کو آراستہ کرتے ہیں اور صنائع معنوی وہ روشنی ہے جو مفہوم کو درخشاں کرتی ہے۔ صنعت تضاد رنگوں کی طرح تحریر میں تضاد کی قوس قزح بکھیرتی ہے، صنعت مراعات النظیر ہم آہنگی کی موسیقی بجاتی ہے، صنعت حسن تعلیل خیال کو حسن کا لباس پہناتی ہے، صنعت ایہام ذہن کو کھیل میں مصروف رکھتی ہے، صنعت لف و نشر ترتیب کا جادو جگاتی ہے، صنعت تلمیح تاریخ کے دریچوں کو کھولتی ہے، صنعت تضمین روایت کو تحریر میں سموتی ہے، صنعت اقتباس تہذیب کے چراغ روشن کرتی ہے، صنعت ترصیع عبارت کو نگینوں سے سجاتی ہے، صنعت سجع نثر میں وزن کی لے پیدا کرتی ہے، صنعت تجنیس لفظوں کو ہم قافیہ بناتی ہے، صنعت مراعات ہم آہنگی کو سنوارتی ہے، صنعت استطراد خیال کو وسعت دیتی ہے، صنعت مراعاۃ النظیر مناسبت کا حسن دکھاتی ہے، صنعت تکرار تاثیر کو دوچند کرتی ہے، صنعت توشیح عبارت کو حاشیے کی شان دیتی ہے، صنعت حسن مطلع آغاز کو جلال عطا کرتی ہے اور صنعت حسن مقطع انجام کو وقار بخشتی ہے۔

تشبیہ، تمثیل، استعارہ اور کنایہ وہ پر ہیں جن پر تخیل اڑتا ہے۔ مجاز حقیقت کو نیا چہرہ دیتا ہے، رمز معنی کو پردے میں چھپا کر اور حسین بنا دیتا ہے، علامت فکر کو نشان عطا کرتی ہے، پیکر تراشی خیال کو جسم دیتی ہے، منظر نگاری لفظوں سے دنیا آباد کرتی ہے، تصویر کشی عبارت کو آنکھ عطا کرتی ہے، تجسیم خیال کو ہاتھ پاؤں دیتی ہے، تجسید تصور کو جسم پہناتی ہے، تجرید فکر کو آسمان پر لے جاتی ہے، تخییل خوابوں کی سرزمین آباد کرتا ہے، تشخیص بے جان کو جان بخشتی ہے، مبالغہ اثر کو وسعت دیتا ہے، مبالغہ حسن جمال کو دوبالا کرتا ہے، ایجاز بات کو مختصر اور پر اثر بناتا ہے، اطناب عبارت کو شان دیتا ہے، مساوات توازن کا حسن پیدا کرتی ہے، حسن توجیہ خیال کو نیا رخ دیتا ہے، رمزیت اسلوب تحریر کو راز بناتی ہے، علامتی

اظہار معنی کو نشانوں میں چھپاتا ہے اور استعاراتی نظام فکر کو پیکر عطا کرتا ہے۔

نظم و نثر کی روح فکر ہے، اس کی آنکھ فلسفہ ہے اور اس کی زبان منطق۔ حکمت وہ دانائی ہے جو لفظ کو وزن دیتی ہے، بصیرت وہ روشنی ہے جو عبارت کو راستہ دکھاتی ہے، فہم وہ دروازہ ہے جس سے شعور داخل ہوتا ہے، ادراک وہ سیڑھی ہے جو فکر کو بلندی پر لے جاتی ہے، شعور وہ آسمان ہے جس میں خیال ستاروں کی طرح چمکتا ہے، آگہی وہ چراغ ہے جو جہالت کی رات میں جلتا ہے، وجدان وہ آواز ہے جو دل کے اندر بولتی ہے، باطن بینی وہ نگاہ ہے جو ظاہر کے پیچھے دیکھ لیتی ہے، حقیقت شناسی وہ سفر ہے جو سراب سے نکل کر چشمے تک پہنچاتا ہے، کائناتی شعور وہ وسعت ہے جس میں انسان خود کو کائنات کا حصہ پاتا ہے، فکری بالیدگی وہ درخت ہے جس پر دانائی کے پھل لگتے ہیں، ذہنی ارتقا وہ راستہ ہے جس پر شعور چلتا ہے، فکری وسعت وہ میدان ہے جہاں خیال دوڑتا ہے، نظریاتی پختگی وہ ستون ہے جس پر فکری عمارت کھڑی ہوتی ہے، فکری رچاؤ وہ ذائقہ ہے جو تحریر میں رس گھولتا ہے، فکری توازن وہ میزان ہے جو خیال کو جھکنے نہیں دیتا اور فکری گہرائی وہ سمندر ہے جس کی تہہ میں معنی کے خزانے ہیں۔

تخلیق وہ لمحہ ہے جب عدم وجود میں ڈھل جاتا ہے، جدت وہ چنگاری ہے جو روایت کے الاؤ میں نئی روشنی ڈالتی ہے، ندرت وہ خوشبو ہے جو تحریر کو پہچان دیتی ہے، انفرادیت وہ چہرہ ہے جس سے فنکار پہچانا جاتا ہے، انوکھا پن وہ رنگ ہے جو عبارت کو نمایاں کرتا ہے، تازہ کاری وہ ہوا ہے جو پرانے پن کو جھاڑ دیتی ہے، طراوت وہ شبنم ہے جو لفظوں کو تازہ رکھتی ہے، تازگی وہ صبح ہے جو تحریر کو نئی روشنی دیتی ہے، حسن وہ کشش ہے جو قاری کو کھینچ لیتی ہے، جمال وہ رعنائی ہے جو عبارت کو آراستہ کرتی ہے، جمالیات وہ علم ہے جو حسن کو پرکھتا ہے، رعنائی وہ شان ہے جو لفظوں کو وقار دیتی ہے، دلآویزی وہ نغمہ ہے جو دل میں اترتا ہے، دلکشی وہ جادو ہے جو قاری کو مسحور کرتا ہے، کیف و سرور وہ کیفیتیں ہے جو تحریر پڑھ کر جنم لیتی ہیں، وجد وہ سرشاری ہے جو لفظوں میں بہتی ہے، کیف تخلیق وہ سرور ہے جو لکھنے والے کو حاصل ہوتا ہے، کیف مطالعہ وہ لذت ہے جو پڑھنے والے کو نصیب ہوتی ہے، جمالیاتی لذت وہ ذائقہ ہے جو تحریر کو یادگار بنا دیتا ہے، حسن ذوق وہ معیار ہے جو فن کو پہچانتا ہے، ذوق سلیم وہ ترازو ہے جو اچھے برے میں فرق کرتی ہے اور ذوق جمال وہ آنکھ ہے جو حسن کو پہچان لیتی ہے۔

تخیل وہ پرندہ ہے جو آسمانوں میں اڑتا ہے، تصور وہ آشیانہ ہے جہاں خواب جنم لیتے ہیں، وجدان وہ ساز ہے جس پر احساس کی دھن بجتی ہے، احساس وہ آگ ہے جو لفظ کو گرماتی ہے، جذبات وہ لہریں ہیں جو تحریر کو حرکت دیتی ہیں، عاطفہ وہ لمس ہے جو عبارت کو نرم کرتا ہے، اَثر وہ نقش ہے جو دل پر ثبت ہوتا ہے، اَثر انگیزی وہ قوت ہے جو قاری کو بدل دیتی ہے، تاثیر وہ کرن ہے جو روح تک پہنچتی ہے، تاثیر پذیری وہ دل ہے جو روشنی قبول کرتا ہے، ربط وہ دھاگا ہے جو خیال کو جوڑتا ہے، تسلسل وہ دریا ہے جو بہاؤ کو قائم رکھتا ہے، روانیٔ فکر وہ رفتار ہے جو ذہن کو تھکنے نہیں دیتی، وحدت اَثر وہ مرکز ہے جہاں سارے احساس جمع ہوتے ہیں، وحدت خیال وہ دھارا ہے جو تحریر کو ایک سمت دیتا ہے، وحدت موضوع وہ محور ہے جس پر عبارت گھومتی ہے، توازن خیال وہ میزان ہے جو فکر کو جھکنے نہیں دیتا، ترتیب خیال وہ نقشہ ہے جس

پر سفر طے ہوتا ہے، تنظیم فکر وہ نظام ہے جو ذہن کو سنوارتا ہے، ساخت وہ ڈھانچہ ہے جس پر تحریر کھڑی ہوتی ہے، ہیئت وہ قالب ہے جس میں خیال ڈھلتا ہے، تشکیل وہ فن ہے جو عبارت کو جسم دیتا ہے، آہنگ وہ لے ہے جس پر لفظ رقص کرتے ہیں، بحر وہ دریا ہے جس میں شعر بہتا ہے، وزن وہ توازن ہے جو نظم کو وقار دیتا ہے، قافیہ وہ زنجیر ہے جو مصرعوں کو جوڑتی ہے، ردیف وہ تکرار ہے جو نغمہ بناتی ہے، موسیقیت وہ سر ہے جو تحریر کو گنگناتا ہے، صوتی حسن وہ نغمگی ہے جو لفظوں میں بولتی ہے اور آہنگ بیان وہ لے ہے جس پر نثر گاتی ہے۔

تنقید وہ آئینہ ہے جو فن کو اس کا چہرہ دکھاتی ہے، محاکمہ وہ عدالت ہے جہاں لفظ کا انصاف ہوتا ہے، تجزیہ وہ چھری ہے جو تحریر کو کھول کر دیکھتی ہے، تحلیل وہ عمل ہے جو معنی کے ریشے الگ کرتا ہے، تعلیل وہ دلیل ہے جو بات کو بنیاد دیتی ہے، توضیح وہ روشنی ہے جو ابہام کو مٹا دیتی ہے، تعبیر وہ زبان ہے جو خواب کو لفظ دیتی ہے، تقابل وہ میزان ہے جو فن کو تولتی ہے، تمیز وہ آنکھ ہے جو فرق پہچانتی ہے، امتیاز وہ معیار ہے جو بلندی کو ظاہر کرتا ہے، قدر شناسی وہ شکر ہے جو حسن کو سلام کرتا ہے، معیار شناسی وہ بصیرت ہے جو اچھے کو اچھا کہتی ہے، حسن انتخاب وہ ذوق ہے جو فن پارے کو چنتا ہے، فنی شعور وہ آگہی ہے جو فن کو سمجھتی ہے، جمالیاتی شعور وہ نگاہ ہے جو حسن کو پرکھتی ہے، ادبی بصیرت وہ روشنی ہے جو ادب کی راہوں کو منور کرتی ہے اور فکری محاسبہ وہ حساب ہے جو قلم کو جواب دہ بناتا ہے۔

یوں نظم و نثر کا منشور محض الفاظ کا مجموعہ نہیں رہتا بلکہ تہذیب کا عہد نامہ بن جاتا ہے۔ یہ عہد کہ لفظ کو وقار دیا جائے گا، معنی کو مقام ملے گا، اسلوب کو جمال عطا ہوگا اور فکر کو پرواز نصیب ہوگی۔

یہ عہد کہ قلم کو امانت سمجھ کر اٹھایا جائے گا، صفحے کو سجدہ گاہ جان کر چھوا جائے گا اور حرف کو دعا سمجھ کر لکھا جائے گا۔ یہ عہد کہ ادب محض تفریح نہیں بلکہ تربیت ہوگا، محض مشغلہ نہیں بلکہ مشن ہوگا، محض اظہار نہیں بلکہ تعمیر ہوگا۔ یہی منشور فن نظم و نثر ہے، یہی قلم کا ایمان ہے، یہی تحریر کی شہادت ہے اور یہی ادب کی نجات ہے۔

ازہر القادری۔ جامعہ اہل سنت امداد العلوم مٹھنا
کھنڈسری، سدھارتھ نگر (یو۔ پی) انڈیا

955949478

اور جدید تعلیم عصرِ حاضر کا ناگزیر تقاضا

ازقلم۔ مفتی انیس الرحمٰن حنفی رضوی بہرائچ شریف یوپی

استاذ و ناظم تعلیمات جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپور یوپی

مدارسِ اسلامیہ اسلامی تاریخ کا وہ روشن باب ہیں جن کی سطریں علم، تقویٰ، ایثار اور فکری استقامت سے لکھی گئی ہیں۔ یہ وہ ادارے ہیں جنہوں نے صدیوں کے نشیب و فراز، سیاسی تغیرات، فکری یلغاروں اور تہذیبی کشمکش کے باوجود قرآنِ کریم، سنتِ رسول ﷺ، فقہ، تفسیر اور اسلامی علوم کی شمع کو روشن رکھا۔ انہی مدارس نے امت کو ایسے رجالِ کار عطا کیے جنہوں نے نہ صرف دین کی حفاظت کی بلکہ اخلاق، کردار اور روحانیت کی بنیاد پر معاشروں کی تعمیر بھی کی۔

تاہم تاریخ کا ایک مسلم اصول ہے کہ وقت جامد نہیں رہتا۔ زمانہ مسلسل ارتقا پذیر ہوتا ہے اور ہر دور اپنے ساتھ نئے سوالات، نئے چیلنجز اور نئے تقاضے لے کر آتا ہے۔ موجودہ عہد سائنسی ترقی، ڈیجیٹل انقلاب، عالمی ربط، معاشی پیچیدگیوں اور فکری تنوع کا عہد ہے۔ ایسے میں یہ سوال پوری سنجیدگی کے ساتھ سامنے آتا ہے کہ کیا مدارس کا روایتی تعلیمی ڈھانچہ، اپنی تمام تر عظمت کے باوجود، آج کے انسان اور معاشرے کی مکمل رہنمائی کے لیے کافی ہے؟ یا اب وقت آچکا ہے کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید اور عصری تعلیم کو بھی حکمت و بصیرت کے ساتھ مدارس کا حصہ بنایا جائے؟

یہ سوال کسی تصادم یا انکار کا نہیں بلکہ فہم، توازن اور حکمتِ عملی کا ہے۔ درحقیقت جدید تعلیم کی شمولیت مدارس کے تشخص کو کمزور نہیں کرتی بلکہ اسے مزید مضبوط، مؤثر اور ہمہ گیر بناتی ہے۔

عصرِ حاضر کی فکری و عملی ضروریات:

آج کی دنیا علم کی بنیاد پر چل رہی ہے۔ سائنسی شعور، تجزیاتی فکر، منطقی استدلال اور ٹیکنالوجی سے واقفیت اب محض اضافی خوبی نہیں بلکہ بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔ جو قومیں اور ادارے بدلتے حالات کو سمجھنے اور ان سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے، وہ رفتہ رفتہ معاشرتی حاشیے پر چلے جاتے ہیں۔

اگر مدارس کے طلبہ جدید سائنسی تصورات، سماجی علوم اور عصری فکری مباحث سے نا آشنا رہیں تو وہ نئی نسل کے ذہنی سوالات کا مؤثر جواب نہیں دے سکتے۔ جدید تعلیم طالبِ علم کو وسعتِ نظر عطا کرتی ہے، اس کے ذہن میں ترتیب، تحقیق اور تجزیے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے، جو خود دینی علوم کی تفہیم میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

دینی پیغام کی مؤثر ترسیل:

اسلام ایک آفاقی دین ہے، جس کا پیغام ہر زمانے اور ہر قوم کے لیے ہے۔ لیکن پیغام کی صداقت کے ساتھ ساتھ اس کی ترسیل کا اسلوب بھی زمانے کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ آج کا انسان سوشل میڈیا، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، عالمی زبانوں اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے سوچتا اور بات کرتا ہے۔

اگر مدارس کے فارغین انگریزی زبان، جدید میڈیا، تحقیق کے عصری اسالیب اور عالمی فکری رجحانات سے واقف ہوں تو وہ دین اسلام کی نمائندگی زیادہ مؤثر، مدلل اور باوقار انداز میں کر سکتے

ہیں۔ جدید تعلیم انہیں محض خطیب یا واعظ نہیں بلکہ فکری رہنما، محقق اور عالمی مکالمے کا حصہ بننے کے قابل بناتی ہے۔

تعلیم کا ایک اہم مقصد انسان کو معاشی طور پر باوقار بنانا بھی ہے۔ بدقسمتی سے مدارس کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد فراغت کے بعد محدود معاشی دائرے میں مقید ہو جاتی ہے، جس سے نہ صرف انفرادی مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ دینی طبقے کا اجتماعی تاثر بھی متاثر ہوتا ہے۔

اگر مدارس میں کمپیوٹر تعلیم، بنیادی معاشیات، جدید مہارتیں اور عصری علوم شامل کر دیے جائیں تو طلبہ کے لیے روزگار کے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔ اس طرح وہ خودکفیل بن کر نہ صرف اپنی عزتِ نفس برقرار رکھ سکتے ہیں بلکہ معاشرے میں ایک مثبت اور تعمیری کردار بھی ادا کر سکتے ہیں۔

غلط فہمیوں اور فاصلے کا خاتمہ:

عصرِ حاضر میں مدارس کے حوالے سے بعض طبقات میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جن کی ایک وجہ فکری فاصلے اور عدمِ مکالمہ بھی ہے۔ جب مدارس جدید تعلیم کو اپنے نظام کا حصہ بنائیں گے تو یہ فاصلے خود بخود کم ہوں گے۔ معاشرہ مدارس کو ایک ایسے ادارے کے طور پر دیکھے گا جو وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتا ہے اور قومی و عالمی سطح پر اپنا کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یہ امر مدارس کے وقار، اعتماد اور اجتماعی اثر و رسوخ میں اضافے کا باعث بنے گا۔

اسلام کا ہمہ گیر تصور اور علمی توازن:

اسلام ایک جامع ضابطۂ حیات ہے، جو عبادات کے ساتھ ساتھ معیشت، معاشرت، سیاست، علم، حکمت اور تمدن کو بھی محیط ہے۔ تاریخِ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمان علماء نے سائنس، طب، فلکیات، فلسفہ اور دیگر علوم میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

جدید علوم سے لاتعلقی درحقیقت اسلام کے اس ہمہ گیر تصور کو محدود کر دیتی ہے۔ جب مدارس میں دینی اور عصری علوم کا حسین امتزاج ہوگا تو طلبہ اسلام کو ایک متوازن، زندہ اور متحرک نظامِ زندگی کے طور پر سمجھ سکیں گے۔

عالمی علمی برادری سے ربط:

آج کی علمی دنیا تحقیق، حوالہ جاتی معیار، ڈیٹا، اور بین الاقوامی مکالمے پر قائم ہے۔ اگر مدارس کے طلبہ جدید تحقیقی اسالیب، علمی زبان اور عالمی تعلیمی نظام سے واقف ہوں تو وہ بین الاقوامی علمی برادری کے ساتھ بہتر ربط قائم کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف مدارس کی آواز عالمی سطح پر سنی جائے گی بلکہ اسلامی فکر بھی نئے علمی حلقوں تک پہنچے گی۔

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ مدارسِ اسلامیہ کا بنیادی مقصد دین کی حفاظت، ایمان کی آبیاری اور اخلاقی تعمیر ہے، اور یہ مقصد ہمیشہ مقدم رہے گا۔ لیکن موجودہ دور کے تقاضے اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کی شمولیت اب ایک اختیار نہیں بلکہ ضرورت بن چکی ہے۔

یہ شمولیت نہ دین کے خلاف ہے، نہ روایت کی نفی؛ بلکہ یہ روایت کی توسیع اور دین کی مؤثر خدمت کا ذریعہ ہے۔ اگر مدارس اس توازن کو اختیار کر لیں تو وہ ایسے علماء تیار کر سکتے ہیں جو علم و عمل، روایت و جدت، اور دین و دنیا کے حسین امتزاج کا عملی نمونہ ہوں اور یہی وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

[جرات اظہار]

ازقلم: مولانا محمد صادق الاسلام اتر دیناج پور مغربی بنگال۔
متعلم: دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، بستی۔(یوپی)

حالات کے پیش نظر سوشل میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کی اہمیت وضرورت میں دن بادن تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے، کیونکہ ایک بڑی تعداد میں عوام الناس سوشل میڈیا سے منسلک ہوتی جارہی ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ وسائل مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں کسی بات کو تیزی کے ساتھ ایک دوسرے تک پہنچانے میں جدید وسائل سوشل میڈیا ہے، جن میں فیس بک، ٹوئٹر، انسٹاگرام، واٹس ایپ، ایم ایم ایس وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا استعمال جائز کاموں میں بھی ہورہا ہے، اور ناجائز میں بھی، جائز کاموں میں اس کا استعمال جائز ہے، جبکہ حرام اور معصیت میں استعمال کیا جائے تو ناجائز اور گناہ ہے، سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے یہ لازمی طور پر یاد رکھیں! کہ ایک چھوٹا سا فون جس کے اندر پوری دنیا کو جذب کر دیا گیا، اس کے غلط استعمال ہمیں جہنم کی وادیوں میں پھینک دیتا ہے، اور صحیح استعمال جنت کا حقدار بنا سکتا ہے۔

کسی بھی چیز کی اصل مقصد تک پہچانے کی لئے ان کی تعریف کو جاننا ضروری ہے، اسے بنیاد کو مدنظر رکھے ہوئے ہم جانتے ہیں کہ سوشل میڈیا سے کیا مراد ہے۔

سوشل میڈیا کیا ہے؟:

سوشل میڈیا سے مراد انٹرنیٹ پر مبنی وہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور ٹیکنالوجیز ہیں، جو صارفین کو مواد (Content) تخلیق کرنے، شیئر کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ بڑے پیمانے پر تعامل (Interact) کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

میڈیا کی قسمیں:

میڈیا کی اب 3 قسمیں بنتی ہیں۔

اول: پرنٹ میڈیا۔

دوم: الیکٹرانک میڈیا۔

سوم: سوشل میڈیا۔

تعریفات:

پرنٹ میڈیا: اس میں وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن کی مدد سے ہم لکھ کر بات چیت کرتے ہیں۔ مثال کے طور: اخبارات، رسائل وغیرہ

الیکٹرانک میڈیا: اس میں وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن میں بات کو پہچانے کے لئے برقی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ٹیلیفون وغیرہ

سوشل میڈیا: یہ واحد ذرائع ابلاغ کی جدید ترین شکل ہے جس نے بہت کم عرصے میں بہت زیادہ ترقی حاصل کی ہے۔

سوشل میڈیا کا استعمال شریعت کی روشنی میں:

شریعت کے اندر سوشل میڈیا کا استعمال اگر شرعی امور اسلامی تعلیم، دین کی تبلیغ کے لیے ہو تو استعمال کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر ان کا استعمال خاص چیزوں کے لیے کرتے ہیں، تو ناجائز و حرام ہے، گانا سننے کے لئے یا پھر وہ کام کرتے ہیں، جس کو شریعت نے منع کیا ہے۔ ان سب چیزوں کے لیے شرعاً اس سننے کے کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور گناہ کے کاموں میں مدد نہ کرنے کا حکم۔

رب تبارک وتعالی کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (سورۃ المائدۃ: آیت 2:)

یہ انتہائی جامع آیت مبارکہ ہے، نیکی اور تقوی میں ان کی تمام انواع واقسام داخل ہیں، اور اثم اور عدوان (یعنی گناہ، خطا، قصور، جرم) میں ہر وہ چیز شامل ہے، جو گناہ اور زیادتی کے زمرے میں آتی ہو، علم دین کی اشاعت میں وقت، مال، درس وتدریس اور تحریر وغیرہ سے ایک دوسرے کی مدد کرنا، دین اسلام کی دعوت اور اس کی تعلیمات دنیا کے ہر گوشے میں پہنچانے کے لئے باہمی تعاون کرنا، اپنی اور دوسروں کی عملی حالت سدھارنے میں کوشش کرنا، نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا، ملک و ملت کے اجتماعی مفادات میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا، سوشل ورک اور سماجی خدمات سب اس میں داخل ہے۔ گناہ اور ظلم میں کسی کی بھی مدد نہ کرنے کا حکم ہے۔ کسی کا حق مارنے میں دوسروں سے تعاون کرنا، رشوتیں لے کر فیصلے بدل دینا، جھوٹی گواہیاں دینا، بلا وجہ کسی مسلمان کو پھنسا دینا، ظالم کا اس کے ظلم میں ساتھ دینا، حرام و ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں کسی بھی طرح شریک ہونا، بدی کے اڈوں میں نوکری کرنا یہ سب ایک طرح سے برائی کے ساتھ تعاون ہے اور ناجائز ہے۔

سبحان اللہ! قرآن پاک کی تعلیمات کتنی عمدہ اور اعلیٰ ہیں، اس کا ہر حکم دل کی گہرائیوں میں اترنے والا، اس کی ہر آیت گمراہوں اور گمراہ گروں کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے۔

اس کی تعلیمات سے صحیح فائدہ اسی وقت حاصل کیا جا سکتا ہے، جب ان پر عمل بھی کیا جائے۔

افسوس، فی زمانہ مسلمانوں کی ایک تعداد عملی طور پر قرآنی تعلیمات سے بہت دور جا چکی ہے۔ اللہ تعالی سبھی مسلمانوں کو قرآن کے احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سوشل میڈیا استعمال کرنے کی احتیاطیں:

افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے، کہ سوشل میڈیا کے غلط استعمال کا رجحان ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے نوجوان نسل اور بچوں کے ذہنوں میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، دشمنان اسلام بڑے منظم اور غیر محسوس طریقے سے ہمارے مذہبی جذبات سے کھیل رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے ہماری نوجوان نسل فحاشی، عریانی اور بے حیائی کے کاموں میں مبتلا ہو گئے، نوجوان نسل میں اخلاقی بگاڑ پیدا کر کے معاشرتی توازن کو مضطرب کیا جا رہا ہے، سوشل میڈیا پہ غلط معلومات اور جھوٹی خبریں وائرل کر کے ہمارا

قیمتی وقت برباد کیا جارہا ہے، سوشل میڈیا پر مختلف طریقوں سے نسل نو کو ذہنی وجسمانی طور پر مفلوج کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، انہیں ان کے اپنوں سے دور کیا جارہا ہے۔

لہذا! اس سے بچنے کے لئے والدین کو اس صورتحال سے لڑنے کے لئے ذہنی طور پر بیدار رہنے کی اشد ضرورت ہے، انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا بیٹا یا بیٹی سوشل میڈیا پر کیا دیکھ رہے ہیں، سوشل میڈیا پر اتنا زیادہ وقت دے کر کیا کر رہا ہیں۔

والدین تو یہ سمجھتے ہیں کہ بیٹا یا بیٹی سوشل میڈیا کے ذریعہ پڑھ رہے ہیں، جبکہ عموماً پڑھائی کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہورہا ہے، جس کو بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں، والدین کو تو کم از کم اتنی توفیق ہونی چاہیے، کہ کبھی کبھا اٹھ کر دیکھ لینا چاہیے، کے بچوں یا بچیاں سوشل میڈیا پر کیا کر رہے ہیں۔

اگر والدین ابتداء سے بچوں پر کنٹرول نہیں کریں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے، اور اس وقت پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

سوشل میڈیا اپنے انداز بہت سے نقصانات اور فوائد جذب کئے ہوئے ہیں، ائے کچھ ان کے نقصانات اور فوائد کو جانتے ہیں: *

فوائد سوشل میڈیا : * رابطہ * : سوشل میڈیا کے تحت

لوگ اپنے دوست و احباب اپنے خاندان اور رشتے دار سے اپنا رابطہ برقرار رکھتے ہیں، کیونکہ سوشل میڈیا نے یہ ساری سہولتیں فراہم کی ہے۔

۱)۔ بچوں، جوانوں، عورتوں اور عام مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے لحاظ سے دین کی تعلیم و اشاعت اور اخلاقی تربیت کے لئے اس کو آسانی کے ساتھ بہت مؤثر طریقہ پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۲)۔ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں، اور زیادہ تر اسی راستہ سے کی جاتی ہیں، اس میڈیا سے ان کا مؤثر طور پر رد کیا جاسکتا ہے۔

۳)۔ تعلیم کے لئے اب یہ ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے، نوجوان نسل اس ذریعہ ابلاغ سے بھی علم دین حاصل کرسکتا، اور اپنی صلاحیت کو پروان چڑھا سکتا ہے۔

* **اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ:** * کسی دیہات میں بیٹھے ہوئے طالب علم کے لئے بھی اس کے ذریعہ مشرق و مغرب کے ماہر ترین اساتذہ سے کسب فیض کرنا ممکن ہے، ایسے تعلیمی مفادات کے لئے اس ذریعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

۴) صحت وعلاج کے شعبہ میں بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے، اس کے ذریعہ ماہر ترین معالجین سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۵) موجودہ صورت حال یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر جھوٹی خبریں پھیلانے اور نیز حقیقت کو دبانے اور چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے، اور نہایت مہارت کے ساتھ مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ ان حالات میں سوشل میڈیا کے ذریعہ سچائی کو پیش کرنے اور جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کی اہم خدمت انجام دی جاسکتی ہیں۔

۶)۔ آج ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالی نے بے پناہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے، لیکن وہ وسائل کی کمی کی وجہ سے نہ کتاب لکھ پاتے ہیں، اور اگر لکھ بھی لیا تو اسکی طباعت کے لئے مالی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس طرح ان کی صلاحیتیں ان کے ساتھ انگلی قبر میں چلی جاتی ہیں

لیکن دورِ حاضر میں ایسے بندوں کے لیے ایک خوبصورت موقع ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سوشل میڈیا کا استعمال کریں اور اقوامِ عالم کو اپنی علمی کاوشوں اور صالح خیالات سے مستفید فرمائیں۔

۷)۔ اسی طرح سے وہ حضرات جو متلاشی علم ہیں اور جنہیں اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے کتب خانوں کا چکر لگانا پڑتا ہے، اور با اوقات بہت کی مطلوبہ کتابوں سے محرومی ہوا کرتی ہے، ایسے لوگ سوشل میڈیا کے وساطت سے ملک و عالم کے بڑے بڑے کتب خانوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں، اور بروقت من پسند کتابوں سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ اور اس طرح سے سوشل میڈیا کو استفادہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۸)۔ اسی طرح سے وہ باطل خیالات وتصورات جن کو ملک و معاشرے کے شرپسند عناصر پھیلا کر عدم رواداری کا ماحول بناتے ہیں اور ان کا تعاقب و دفاع بھی سوشل میڈیا کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔

۹)۔ سوشل میڈیا کا استعمال اپنے مقاصد کی تکمیل اور اسلام کی بالا دستی قائم کرنے کی خاطر کیا جاسکتا ہے۔ اور سوشل میڈیا کو دعوت کے فروغ کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

۱۰)۔ سوشل میڈیا کے ذریعے اسلام کی عالمگیر بیت اور آفاقیت سے غیر مسلموں کو متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

سوشل میڈیا کے جس قدر فوائد ہیں ایسی طرح سوشل میڈیا کے کچھ نقصانات بھی ہیں جو آپ کے سامنے ہے:

سوشل میڈیا کے منفی اثرات:

عام طور پر ہمارے لوگوں نے اسے منفی سرگرمیوں کے لیے زیادہ استعمال کر رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج یہ چیز نعمت کم اور زحمت زیادہ محسوس ہو رہی ہے؛ کیونکہ اس کے غلط استعمال کے سبب، ہماری تہذیب وتمدن اور مذہبی معاملات سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں، ہماری نوجوان نسل اپنی تہذیب سے بیگانہ ہوتی چلی جارہی ہے، اپنے رہن سہن کے طور طریقوں اور گفتگو کو اپنانے میں انہیں عار محسوس ہوتی ہے، جاہلیت کے اطوار اور ہندوؤں کے رسم ورواج کو جدید فیشن سمجھ کر اپنانے میں، ہماری قوم اس قدر آگے نکلی جارہی ہے، کہ ان میں سے بعض نے تو اپنے دین ومذہب کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

نوجوان بچیاں گھر کے بند کمروں میں غیر محفوظ ہو چکی ہیں، بعض تو اپنے ہی ہاتھوں اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرنے لگی ہیں، ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد ایک دوسرے سے بیگانے ہو چکے ہیں، طلبہ وطالبات اپنے فارغ اوقات میں مطالعہ کتب کے بجائے، چیٹنگ (Chatting) کی صورت میں فضول گفتگو کے ذریعے اپنا قیمتی وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔ حقائق کے برعکس فیس بک (Facebook) کی بعض فیک پوسٹوں پر نازیبا کمنٹس کی صورت میں، گالی گلوچ، غیبت، چغلی، بدکلامی بدتہذیبی، الزام تراشی اور بہتان بازی کا بازار بھی خوب گرم رہتا ہے۔

آج کا یہ میڈیا جہاں انفارمیشن (Information) کا بہت بڑا، بد ذریعہ ہے، بدقسمتی سے وہیں اسے غلط اور نامناسب معلومات کے فروغ میں بھی، بطورِ ہتھیار استعمال کیا جارہا ہے، سیاسی جماعتیں اپنے مخالفین پر اس کے ذریعے کیچڑ اچھال رہی ہیں، جبکہ دہشت گرد بھی اپنے مذموم پروپیگنڈہ اور ناجائز مقاصد کے حصول کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال خوب کر رہے ہیں۔ جبکہ نام نہاد مہذب

یورپی ممالک سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم انتہاء پسند، یہود و نصاریٰ اور ہنود بھی، اسی میڈیا کو ہمارے نبی کریم مصطفیٰ جان رحمت بھی اس کی شان میں گستاخی کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

سوشل میڈیا کے ذریعے توہین آمیز کارٹونز (Cartoons) کا مقابلہ کروا کر، امت مسلمہ کی دل آزاری کا سامان بھی کیا جا رہا ہے۔ شخصی آزادی کا غلط استعمال بھی خوب ہو رہا ہے، جس کا جو جی چاہتا ہے، وہ سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دیتا ہے، ایک دوسرے کے لیے قوت برداشت ختم ہوتی جا رہی ہے، کوئی کسی کی رائے کا احترام کرنے کو تیار نہیں۔ لوگ بغیر سوچے سمجھے اپنا ذاتی ڈیٹا (Data) شیئر (Share) کر رہے ہیں، جسے جرائم پیشہ گروہ بلیک میلنگ کے لیے استعمال کر کے، لوگوں سے لوٹ مار کر رہے ہیں، ان کی عزتوں سے کھیل رہے ہیں، ان کے بارے میں غلط اور بے بنیاد تہمتوں کا بازار گرم کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ کسی بھی مسلمان کو بے قصور تکلیف و اذیت دینا حرام ہے، نیز اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا بھی سبب ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا"

(پ ۲۲، الاحزاب ۵۸:۔)

ترجمہ: "ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے قصور ستاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لے لیا"۔

عزیز رکھے کہ : کسی مسلمان کو تکلیف و ایذا دینا، کسی کے عیبوں کی ٹوہ میں لگے رہنا، کسی کے عیبوں کو لوگوں میں مشہور کرنا، کسی کے بارے میں افواہیں پھیلاتے رہنا، کسی کے راز جاننے کی کوشش کرنا، اور انہیں لوگوں میں عام کرنا، شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگر ہم میں سے کسی کو موبائل کال، Sms یا انٹرنیٹ کے ذریعے کسی مسلمان کا کوئی راز، عیب یا غلطی معلوم ہو جائے، تو ہر گز ہر گز اسے انتہائی شدید مجبوری یا ضرورت کے بغیر کسی سے بیان نہ کیا جائے؛ کیونکہ اس طرح اس مسلمان کی ایذا رسانی، عیب جوئی اور راز افشانی کے قوی امکانات ہیں، اور یہ سب کام یقیناً ناجائز و حرام ہیں۔ بڑی بات اور بڑے کام اچھے اخلاق اور شرافت کے منافی ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا :

"يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ! لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ؛ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ!"

یہ وہ لوگ جو صرف اپنی زبان سے اسلام لائے، جبکہ ایمان ابھی اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت مت کرو، ان کی عیب جوئی مت کرو! جو اپنے مسلمان بھائی کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کو ظاہر فرما دے، وہ اپنے گھر میں بھی ذلت و رسوائی سے نہیں بچ سکتا!!

("سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الغيبة، ر ۴۸۸۰: ص ۶۸۸۔)

واضح رہے کہ یہ حدیث سوشل میڈیا اور ہماری ذمہ داریاں کے صفحہ نمبر ۵ سے نقل کیا گیا ہے۔

بلا تحقیق کی بات کو دوسروں کے ساتھ شیئر کرنا کیسا؟:

کئی باتیں ایسی ہیں، جو انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا کے ذریعے ہمارے علم میں آتی ہیں، اور ہم بلا تحقیق و بلا احتیاط انہیں آگے شیئر (Share) کر دیتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا عقل و دانش کے بھی

خلاف ہے! ایسی چیزیں شیئر کرنے کے بعد بسا اوقات شرمندگی کا سامنا بھی ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ہمارے ساتھ کسی دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں، کوئی ایسی پوسٹ یا ویڈیو شیئر کرے، جو کسی مسلمان کے لئے ندامت و عار یا بدنامی کا باعث ہو، تو اس کی تشہیر کرنے کے بجائے اسے چھپانا، اور لوگوں سے پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔

جن جن مقامات پر شریعت اسلامیہ نے اجازت دی ہے، وہاں بھی بلا تحقیق کسی کی پوشیدہ بات لوگوں سے بیان کرنا جائز نہیں؟ کہ کہیں ہماری طرف سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے کہیں ہماری کوتاہی کسی مسلمان کی بدنامی و آبرو ریزی کا باعث نہ بن جائے! کہیں ہماری نادانی و بے احتیاطی، کسی کے گھر بار، کیریر (Carrier) اور زندگی کی بربادی کا سبب نہ بن جائے، اور بعد میں ہمیں ندامت و شرمندگی اُٹھانی پڑے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے، تو تحقیق کرلو کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ!"۔ (پ٢٦، الحجرات ٦:)

لہٰذا کتاب وسنت کی ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے، ہمیں بغیر سوچے سمجھے کسی بھی خبر یا پیغام (چاہے وہ قرآن کریم یا حدیث پاک کا نام لے کر کہی گئی ہو) کو کلک کرکے شیئر کرنے کی جلد بازی سے بچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہنا چاہیے؟ کیونکہ یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے:۔

"يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ" (پ١١، التوبۃ ١١٩:)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!"۔

اسی طرح ہم میں سے کوئی، جب فرمان الٰہی یا حدیث رسول بیان کرے، تو پوری تحقیق کے ساتھ بیان کرے، اپنی طرف سے اس کو قرآن کریم یا حدیث مبارک نہ بتائے، اگر ہمیں کوئی ایسی بات سوشل میڈیا، انٹرنیٹ یا کسی دوسرے ذریعہ سے معلوم ہو، تو اسے بھی بنا تحقیق آگے شیئر نہیں کرنا چاہیے؛ کیونکہ کبھی کبھی ایسا کرنا بہت بڑے گناہ، اور جہنم میں جانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ كَذِباً عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

("صحیح البخاری کتاب الجنائز، ر١٢٩١: ص٢٠٦)

میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا، اور کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنا، دونوں برابر نہیں بلکہ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے، اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے!"۔

لہٰذا جب تک حدیث پاک کا صحیح علم نہ ہو، اسے حدیث رسول کہہ کر بیان کرنا، یا سوشل میڈیا پر شیئر کرنا حرام ہے؛ کیونکہ یہ حضور نبی کریم ﷺ پر جھوٹ اور بہتان باندھنے کے مترادف ہے، لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ کسی ماہر عالم دین کے ذریعے، پہلے ان باتوں کی تحقیق کرلیں؛ تاکہ بات پختہ و یقینی ہو جائے، تب اسے لوگوں سے بیان کریں، اور فیس بک وغیرہ پر بھی شیئر کریں۔

نیوزی لینڈ کی اوٹاگو یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق:

رات کو سوتے وقت اسمارٹ فونز یا دیگر اسکرینوں کا استعمال مسائل کا باعث بنتا ہے، اور نیند بھی متاثر ہوتی ہے، جس کے لیے ضروری ہے کہ سونے سے آدھا گھنٹہ قبل ان سے دوری اختیار کی جائے محققین نے یہ بھی بتایا کہ بستر پر اسمارٹ فونز کو صرف ۱۰ منٹ استعمال کرنے سے ہر رات کم از کم ۱۰ منٹ کی نیند گھٹ جاتی ہے۔

جب کوئی شخص رات کے وقت موبائل یا دیگر ڈیوائسز کا استعمال کرتا ہے تو اس میں ایک نیلی روشنی ہوتی ہے جو اس کے دماغ کو یہ احساس دلاتی ہے کہ ابھی رات نہیں ہوتی ہے، بلکہ دن ہے جس کی وجہ سے وہ دیر رات تک جگتا ہے، لیکن جب وہ شخص دیر رات تک جگے گا تو صبح بھی دیر تک سوئے گا جب رات میں اچھی طرح نیند مکمل نہیں ہوگی تو جسم پر تھکان چڑچڑاہت، ذیابیطس، دل کی بیماریوں، اور موٹاپے کے خطرات بڑھ سکتے ہیں جسم پر بھاری پن محسوس ہوگا اور اس پر غنودگی طاری رہے گی جس کی وجہ سے اس کا نظام درہم برہم رہیگا اور سونے کا نظام درست نہ ہونے کی وجہ سے بہت ساری بیماریاں جنم لیں گی۔

اس سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ : رات میں سونے سے دو تین گھنٹہ قبل موبائل یا ٹی وی و اسکرین دیکھنے سے گریز کریں۔

اور موبائل سے دوری کا ایک بہت اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ سونے سے پہلے اپنی پسندیدہ کتاب کے دس صفحات کم از کم پڑھیں اس طرح اپ ہفتے میں کئ صفحات کا آسانی سے مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کو رات میں کام کرنا ہی پڑتا ہے، تو نیلی روشنی روکنے والے چشمے یا اسکرین فلٹر استعمال کریں۔ یہ دن میں زیادہ دیر دھوپ میں رہیں، اس سے رات کو بہتر نیند آئے گی۔

مدارات میں مدھم سرخ روشنی استعمال کریں، کیونکہ یہ نیند پر کم اثر ڈالتی ہے۔

بارورڈ ماہرین کی تحقیق کے مطابق:

جب کوئی شخص سوشل نیٹ ورکنگ کا استعمال کرتا ہے، تو اس وقت اس کے دماغ کا ایک حصہ متحرک ہو جاتا ہے، جیسا کہ نشہ کرتے وقت متحرک ہوتا ہے، لہذا سوشل میڈیا بھی ایک ایسا نشہ ہے، جس نے اپنے یوزر کو اپنی گرفت میں اس طریقے سے لے رکھا ہے، کہ وہ سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے بجائے خود استعمال ہو جاتے ہیں۔

تعجب! اس بات پر ہے کہ کیا ہم اس موبائل پر اپنا حکم چلا رہے ہیں یا وہ ہم پر اپنا حکم چلا رہا ہے؟ کیا ہم اسے اپنی ضرورت کے لیے استعمال کر رہے ہیں یا وہ ہمیں اپنی ضرورت کے لیے استعمال کر رہا ہے؟ کیا ہم نے اس کو اپنی ضرورت کے لیے خریدا ہے یا اس نے ہمیں خریدا ہے؟ واقعی انسان جیسی عقل و شعور رکھنے والی مخلوق کے لیے حیرت و افسوس کا مقام یہ ہے کہ وہ اپنی ہی بنائی چیزوں کا غلام بن بیٹھا ہے، اور اپنی زندگی جیسی بیش قیمتی دولت کو بھی اس نے اس کے لیے وقف کر دیا ہے۔

نظریاتی بحران:

نظریاتی بحران کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بے حس اور بے ضمیر ہوتا جا رہا ہے۔ سیاست اور معاشرتی امور میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے، جو اخلاقی تہذیبی، ثقافتی، علمی، ادبی، تعلیمی اور خاص طور پر نظریاتی پستی میں اول درجے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ شدید نظریاتی بحران سے دو چار ہے۔ معاشرے میں کثیر تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نظریاتی طور پر مردہ ہیں نہ یہ کسی

سے نظریاتی اختلاف کرتے ہیں نہ اتفاق۔

نظریاتی بحران کا نقصان:

نظریاتی بحران کی وجہ سے انکی ذات بے حس اور مردہ ضمیر ہو جاتی ہے۔ جو بس اپنی ضروریات پوری کرنے کی کوشش میں موت تک پہنچ جاتا ہے۔

ظاہری طور پر وہ رائے بھی دیتے ہیں تنقید بھی کرتے ہیں، لیکن حقیقی معنوں میں وہ اس سے نظریاتی طور پر غیر مؤثر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بدعنوانی اور اخلاقی پستی سے دوچار ہے۔

نظریاتی بحران کا مصداق:

یہ اصطلاح ہمارے موجودہ دور کے حکمرانوں پر صادق آتی ہے۔ یہ لوگ آج ایک بات کی تائید کرتے ہیں کل کو اس کی مخالفت کبھی ایک نظریہ رکھنے والی جماعت کے ساتھ کبھی اس سے نظریاتی تصادم رکھنے والی جماعت کے ساتھ جو شخص نظریاتی طور پر مضبوط اور ثابت قدم ہو وہ کبھی بھی ایسا نہیں کرسکتا۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ سب نظریاتی تبدیلی کی وجہ سے ہوتا ہے بلکہ یہ طاقت اور اقتدار میں تبدیلی کی باعث نظر آتا ہے۔

حاصل گفتگو:

چونکہ بدقسمتی سے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے غلط استعمال کا رجحان، ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی سے بڑھتا جارہا ہے! اس کے باعث نوجوان نسل اور بچوں کے ذہنوں پر مسلسل کاری ضرب لگائی جارہی ہے، معاندین اسلام بڑے منظم اور غیر محسوس طریقے سے، ہمارے مذہبی جذبات کو سرد کر رہے ہیں، ہماری نوجوان نسل میں فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں، ان میں اخلاقی بگاڑ پیدا کر کے معاشرتی توازن کو مضطرب کیا جارہا ہے، غلط معلومات اور جھوٹی خبروں کو سنسنی خیز انداز میں وائرل کر کے، ہمارا قیمتی وقت برباد کیا جارہا ہے، نسل نو کو ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، انہیں ان کے اپنوں سے دور کیا جارہا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں والدین کو اس سنگین صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے، ذہنی طور پر بیدار رہنے کی اشد ضرورت ہے، انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا بیٹا یا بیٹی انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا پر کیا دیکھ رہے ہیں، یا کیا کر رہے ہیں! ساری ساری رات کمپیوٹر چلتا ہے، والدین سمجھتے ہیں کہ بیٹا یا بیٹی پڑھائی میں لگے ہوئے ہیں، جبکہ عموماً پڑھائی کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہو رہا ہوتا ہے! والدین کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اُٹھ کر کبھی دیکھ ہی لیں کہ بچہ کیا کر رہا ہے؟ اگر یہ نہیں کرسکتے تو کم از کم مخش مواد پر معنی مخصوص ویب سائٹس ہی کو بلاک کروادیں، ورنہ اگر پانی سر سے گزر گیا، تو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا!!۔

دعا:

اے اللہ! ہمیں اور ہماری آنے والی تمام نسلوں کو بُرے ماحول سے بچا، ہمیں اپنی عبادت، اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دین اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمی

رُمُوزِ اَوقاف

ازقلم: علامہ مولانا خلیل احمد فیضانی
استاذ: دارالعلوم فیضانِ اشرف باسنی

روزمرہ کی بول چال میں ہم چہرے کے تاثرات، لب و لہجے کے تغیرات، آواز کے زیروبم اور بات کے دوران موزوں جگہوں پر وقفے دے کر اپنی بات کو زیادہ موثر بناتے ہیں لیکن تحریر میں ہمارا قاری ہمارے سامنے نہیں ہوتا ہے اس لیے ہمیں اپنی بات کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کے لیے اور جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچانے کے لیے تحریر کے دوران میں کچھ علامتوں اور اشاروں کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔

اِن اشاروں اور علامتوں کو رموز اوقاف کہتے ہیں۔

رموز رمز کی جمع ہے جس کے معنی اشارہ کے ہیں اور اوقاف وقف کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ٹھہرنا یا رکنا ہے۔

رموز اوقاف سے مراد ہے ٹھہرنے کے اشارات یا علامات۔

یہ وہ اشارات اور علامتیں ہیں جو مطلب بہتر طور پر واضح کرنے کے لیے تحریر کے دوران استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کی مدد سے پڑھنے والا عبارت کو روانی اور آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے نیز پڑھنے کے دوران اسے ٹھہرنے اور سانس لینے کے لیے مناسب مواقع ملتے چلے جاتے ہیں۔ جس سے قاری کو مطالعہ کے دوران تھکن کا احساس نہیں ہوتا۔

نیز اوقاف کی مدد سے جملوں کے درمیان آپس میں الجھاو یا پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ جو علامتیں اوقاف کے اظہار کے لیے استعمال کی جاتی ہیں ان کے نام و ہیئت یہ ہیں:

سکتہ(،) وقفہ؛ رابطہ : تفصیلیہ :- ختمہ۔ فجائیہ!

سوالیہ؟ خط- قوسین() واوین,, ،،

(1) سکتہ(،):comma

ایک ہی طرح کے تین یا تین سے زائد الفاظ جو ساتھ ساتھ استعمال کیے گئے ہوں ان کے درمیان سکتہ کی علامت استعمال ہوتی ہے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ آخر کے دو لفظوں کو حرف عطف (و، اور) یا حرف تردید (یا) کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہو، جیسے:

(1) دہلی، بمبئ اور لکھنو ہندوستان کے بڑے بڑے شہر ہیں۔

(2) دنیا کی تمام جنگیں زر، زن یا زمین کے لیے ہوئیں

(3) یہ حوض ۲۵ فٹ لمبا، ۱۵ فٹ چوڑا، ۱۰ فٹ گہرا ہے۔

(4) عبارت اور خصوصاً شعر کے اندر الفاظ کے الٹ پھیر سے پیدا ہونے والی پیچیدگی کو دور کرنے کے لیے بھی سکتہ کا استعمال ہوتا ہے:

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں

ان اسما یا ضمائر کے درمیان، جو ایک دوسرے کے بدل کا کام دیتے ہیں۔ جیسے: ہمایوں، ابن بابر، شہنشاہ ہند نے....

(2) (وقفہ؛) Semi colon

جب سکتے سے زیادہ ٹھہراؤ کی ضرورت پڑے تو وقفہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا استعمال حسب ذیل موقعوں پر ہوتا ہے:

(1) جملوں کے لمبے لمبے اجزا کو ایک دوسرے سے علاحدہ کرنے کے لیے۔

مثلاً حق یہ ہے کہ اس زمانے، جب کہ قومی تپش پارا ہر گھڑی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے؛ جب کہ باوجود تعلیمی کاموں کی کثرت کے قومی تعلیم کا کوئی صحیح خاکہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ جب کہ سیاسی تارو پود سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔

(2) جہاں جملوں کے مختلف اجزا پر زیادہ تاکید دینا مدنظر ہوتا ہے، وہاں بھی وقفہ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

جو کرے گا، سو پائے گا؛ جو بوئے گا، سو کاٹے گا۔

آنا ہے، تو کیا آنا؛ جانا ہے، تو کیا جانا۔

(3) جن جملوں کے بڑے اجزا کے درمیان ورنہ، اس لیے، لہٰذا، اگر چہ، چہ جائیکہ، دراں حالیکہ اور اسی قسم کے ربط دینے والے الفاظ آئیں؛ وہاں ذہن کو سمجھنے کا موقع دینے کے لیے ان لفظوں سے پہلے وقفے کی علامت لگاتے ہیں۔ واضح رہے کہ جب مذکورہ بالا الفاظ چھوٹے چھوٹے جملوں کو ملاتے ہوں تو یہ علامت نہ لگائی جائے گی بلکہ سکتہ ہی کافی ہوگا۔ جیسے:

اگر چہ آج کل نقادانِ فن اس بات کو مذموم سمجھتے ہیں کہ کسی خاص غرض کو پیش نظر رکھ کر، یا کسی خیال یا رائے کی اشاعت کے لیے کوئی ڈرامہ لکھا جائے؟ لیکن ہندوستان جیسے ملک میں جہاں زندگی کا ہر پہلو قابل اصلاح ہے اور معاشرت کے ہر شعبے میں تذبذب اور انتشار بپا ہے۔ فن کی بعض نازک اور خیالی خوبیوں کو قربان کر سکتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ سلیقے سے لکھا جائے۔

(3) رابطہ (:) colon

(1) اس کا ٹھہراؤ وقفہ کے ٹھہراؤ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ بڑے جملوں میں جب کسی ایسی بات کی تشریح یا تائید کرنی ہوتی ہے، جو پہلے کہی جا چکی ہے تو ایسے موقعوں پر ربط کی علامت (:) استعمال کرتے ہیں:

جیسے: مغربی تہذیب ہمیں قلبی سکون سے عاری، روحانی عقائد سے دور عارضی رنگوں کا شیدا، خدا اور اس کی قدرت کاملہ کا منکر بناتی ہے: خدا اس لعنت سے ہم سب کو بچائے۔

(2) کسی کے قول یا کہاوت کی نقل کرنے سے پہلے رابطہ کی علامت لاتے ہیں۔

جیسے: بزرگوں کا قول ہے ,, : صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو بھولا نہیں کہتے ،،۔

(3) مثالوں سے پہلے:

دہلی میں مسلم دورِ حکومت کی بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں: قطب مینار، لال قلعہ، جامع مسجد، ہمایوں کا مقبرہ وغیرہ۔

(4) الفاظ اور اس کے معنی کے درمیان رابطہ کی علامت لاتے ہیں۔ مثلاً: سعیِ پیہم: مسلسل کوشش، کامرانی: کامیابی۔

(5) شعر یا مصرعہ کا حوالہ دینے سے پہلے:

حضرت ابھی سے گھبرا گئے: آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

(6) ایسے دو جملوں کے درمیان جو آپس میں متقابل یا متضاد ہوں اور دونوں مل کر کسی ایک بات کو مکمل طور سے واضح کرتے ہوں جیسے: گھر چھوٹا ہے تو کیا: دل تو بڑا ہے۔

(4) ختمہ (۔) :full Stop

یہ علامت مکمل جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے۔ جہاں ٹھہراؤ بھرپور ہوتا ہے۔ انگریزی زبان میں اسے FullStop کہتے ہیں۔ مگر جن زبانوں میں حروف منقوط کثرت ہوتی ہے، جیسے اردو اور فارسی، ان میں جملہ کے انتقام پر نقطہ کے بجائے چھوٹا سا ڈیش

(۔) لگاتے ہیں۔اسے "ختمہ" کہتے ہیں۔ختمہ کی علامت جملہ کے مکمل ہونے اور قاری کے لیے بھرپور ٹھہراو کی نشان دہی کرتا ہے۔مثلاً: دنیا دارالعمل ہے۔کل سے امتحان شروع ہو رہے ہیں۔
انگریزی کے مخففات کے درمیان ختمہ کی علامت لگاتے ہیں۔
جیسے: پی۔ایچ۔ڈی، جی۔سی۔ایس، پی۔جی۔ٹی وغیرہ۔

(5) تفصیلیہ (:-) colon and dash:

یہ علامت حسب ذیل مواقع پر استعمال کی جاتی ہے:
(1) جب کوئی اقتباس یا فہرست کو پیش کرنی ہوتی ہے۔جیسے:
ہندوستان کے بڑے شہر یہ ہیں :۔(1) دہلی (2) ممبئی (3) حیدرآباد (4) مدراس (5) لکھنؤ۔
(2) کسی جملے کے ساتھ اجزا کا اعادہ کرتے وقت، یہ علامت حاصل کلام یہ ہے یا مختصر یہ ہے یا غرض کہ کا کام دیتی ہے:۔
سورج بادلوں سے نکل آیا تھا، گھاس پر شبنم کے قطرے ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کہ سبز مخمل کے فرش میں ستارے جڑے ہوئے ہوں؟ دھوپ نکھری ہوئی تھی :پہاڑوں کا رنگ بھی ڈھل کر نیلے عبر کا سا ہو گیا تھا :۔انہیں مناظر کا لطف اٹھاتے ہوئے ہم اپنی گاڑی میں سوار چلے جا رہے تھے۔
(3) جب ایک ہی جملہ میں کئی باتیں پیش کرنا ہوں تو اس علامت کا استعمال کرتے۔ہیں۔جیسے:
کچھ میری روزانہ زندگی کا حال سنو: علی الصباح اٹھا، ضروریات سے فارغ ہو کر، نہا دھو کر ناشتہ کیا؛ ڈاک دیکھی؛ اگر موسم خوشگوار ہو گیا تو چھڑی لے کر ٹہلنے چلا گیا، ورنہ گھر ہی میں رہا۔
ناریل کے فوائد بے شمار ہیں:-اس کا تیل جلاتے ہیں، کھانے میں ڈالتے ہیں؟ خول سے ڈونگے بنتے ہیں، ریشہ رسیوں کے بٹنے میں کام آتا ہے، کچا ہو تو اس کا پانی پیتے ہیں۔

(6) ندائیہ، فجائیہ (!) sing of exclamation:

یہ ان الفاظ یا جملوں کے بعد لگائی جاتی ہے جن سے کوئی جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔دراصل ندا کے معنی آواز دینا، جس کو آواز دے کر مخاطب کیا جاتا ہے اسے منادی کہتے ہیں۔وہ کلمات جو کسی کو مخاطب کرنے یا بلانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، حروف ندا کہلاتے ہیں۔او! ارے!، اے!، صاحبو!، نوجوانو! وغیرہ مخاطب کرنے والے الفاظ کے آگے ندائیہ علامت (!) لگائی جاتی ہے۔
اے میرے غیور نوجوانو!، اے بلبل ہزار داستاں!
محترم سامعین! میرے پیارے دوستو!، پیارے بچو!، بھائیو اور بہنو! وغیرہ۔
یہ بات یاد رہے کہ جن منادی جمع کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے آخر کا "ن" گرا دیتے ہیں، جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں لکھا ہوا ہے۔

فجائیہ:
خوشی، غمی، تعجب، خوف، نفرت یا اسی طرح کے دوسرے مختلف جذبات و تاثرات کے اظہار کے لیے الگ الگ الفاظ ہیں، ان کو "حروف فجائیہ" کہتے ہیں۔
مثلاً: افسوس!، آہاہا!، ہائے!، وائے!، سبحان اللہ! بہت خوب! تف! وغیرہ

(7) سوالیہ (؟) sing of interrogation:

سوالیہ جملہ کے آخر میں یہ علامت لگائی جاتی ہے۔مثلاً: کیا ہے؟ کس کی باری ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھ سے کل صبح باغ عامہ میں ملاقات کریں؟ آپ کہاں جا رہے ہو؟ وغیرہ۔

سوالیہ جملے حروف استفہام یعنی کب، کہاں، کیوں، کیسے، کس طرح، کون وغیرہ سے بنے والے جملوں کے آخر میں سوالیہ نشان لگائے جاتے ہیں۔

(8) خط (-) :dash

کے لیے اردو میں خط اور Full Stop کے لیے "ختمہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگر چہ دونوں کے لیے اردو میں ڈیش کا ہی استعمال ہوتا ہے لیکن ختمہ یعنی Full Stop کے مقابلہ میں Dash کا خط بڑا ہوتا ہے۔

کسی سابقہ لفظ کی تشریح کرنے کے خیال سے جب کئی لفظوں کا استعمال کیا جاتا ہے تو درمیان میں خط کی علامت آتی ہے۔ جیسے:

(1) حاتم – نہ صرف حاتم بلکہ اس کا پورا خاندان – اس حادثہ کا شکار ہوگیا۔

(2) گھر کا سارا سامان – گہنے، زیور – کپڑے، لتے – میز، کرسیاں – سب ہی کچھ تو چوری ہوگیا۔

(3) سارا مکان – اینٹ، چونا، سامان، لکڑیاں – سب جل کر خاکِ سیاہ ہوگیا۔

جملہ معترضہ سے پہلے اور اس کے بعد بھی اکثر اس علامت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(1) میری خوشی – تعجب ہے! تمھیں میری خوشی کا خیال کب سے ہوگیا – – میں کیا اور میری خوشی کیا –؟

(2) میری رائے – اگر چہ میں کیا میری رائے کیا – تو یہ ہے کہ آپ اس سے دست بردار ہو جائیں۔

(9) قوسین () :brackets

خط کی طرح قوسین کی علامتیں بھی جملہ معترضہ سے پہلے اور آخر میں لگائی جاتی ہیں۔ لکھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اس موقع پر قوسین کا استعمال کرتا ہے یا خط کا۔

جیسے: میرا گھر (یعنی مکان کا وہ حصہ جس میں سکونت ہے) بوسیدہ ہوگیا ہے۔ (یہ لکھنے والے کی مرضی ہے کہ خواہ قوسین استعمال کرے یا خط)۔

ہدایات: قوسین کے استعمال کرنے میں اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے بے جا لانے سے عبارت بے ربط نہ ہو جائے۔

(10) واوین (،، ,,) :inverted commas

جب کوئی اقتباس دیا جاتا ہے یا کسی کا قول اسی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے تو اس کے اول و آخر یہ علامت لگائی جاتی ہے۔

رشید احمد صدیقی کا قول ہے:

غزل اردو شاعری کی آبرو ہے۔"

اس نے جواب دیا: "میں کل دس بجے یہاں آوں گا۔" مرزا غالب اپنے خطوط کے سلسلے میں خود تحریر فرماتے ہیں:

میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا۔ ہزار کوس سے بہ زبان قلم باتیں کیا کرو ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو۔

ماہ رواں

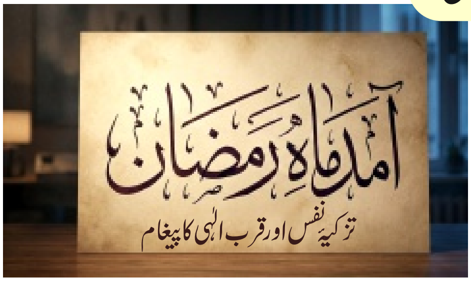

ازقلم: مولانا مفتی اشفاق احمد امجدی علیمی بچھاری آباد پور کٹیہار (بہار)
بانی: مرکز صدائے قلم (کٹیہار)

اسلامی شریعت کی اساس جن پانچ ارکان پر استوار ہے، ان میں "صومِ رمضان" مقامِ قربِ الٰہی تک رسائی کا نہایت لطیف، دقیق اور اسرار آفریں وسیلہ ہے۔ رمضان المبارک اپنی بے پایاں رحمتوں، لامحدود برکتوں اور انوارِ الٰہیہ کے بے کنار سمندر کو اپنے دامن میں سمیٹے جب اہلِ ایمان پر سایہ فگن ہوتا ہے تو کائنات کے ذرے ذرے میں نورانی ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ماہ مقدس ایمان و احتساب، تقویٰ و طہارت، صبر و رضا، بندگی و اطاعت اور قربِ الٰہی و شعورِ عبودیت کا ایسا درخشاں موسم ہے جس کی برکتوں سے ہر صاحب دل لبریز ہو جاتا ہے۔

یہ وہ مقدس مہینہ ہے جب درِ رحمت کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کی طرف بے پناہ شفقت و محبت کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں۔ احادیثِ طیبہ میں ارشاد ہے کہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔ اس ماہ کے ایام ولیالی میں خیر و برکت کی مسلسل بارش ہوتی ہے؛ کوئی سائل خالی نہیں لوٹتا، کوئی امیدوار محروم نہیں ہوتا، کوئی گریہ کناں ناکام نہیں جاتا

جو خوش نصیب اس ماہ مبارک کی آمد کے سال بھر سے آرزو رکھتے ہیں، ان کے لئے یہ مہینہ روحانی بہار لے کر آتا ہے، اور جو شخص اس سمندرِ رحمت میں بھی اپنا دامن تر نہ کرے، توبہ و انابت کی دولت حاصل نہ کرے اور نورانی اوقات کو غفلت کی نذر کر دے، اس سے بڑھ کر محروم اور کون ہوگا؟

ایک حقیقی مومن کے لئے لازم ہے کہ اس ماہ کی عظمت کو سمجھتے ہوئے اپنے اوقات کو قیمتی بنائے۔ روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار، دعا و استغفار یہ سب اعمال اس مہینے کو روحانی کائنات کا مرکز و محور بنا دیتے ہیں۔ جتنی کثرت سے نورانی اعمال بجا لائے جائیں گے، اتنی ہی دل میں لطافت، روح میں رفعت، قلب میں استنارت اور نفس میں پاکیزگی پیدا ہوتی جائے گی۔

اسی کے ساتھ یہ مہینہ گناہوں کے ترک کا بھی سخت مطالبہ کرتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، بدگوئی، بہتان تراشی، حرام خوری، بدنظری اور دیگر معاصی سے بچنے میں رمضان سب سے زیادہ مددگار ہے، کیونکہ روزہ نفس کو کمزور اور روح کو طاقت ور کرتا ہے۔

جیسا کہ خالق ارض و سماء کا ارشاد ہے

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (البقرۃ)

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

روزے کا مقصد آیت کے آخر میں بتایا گیا کہ روزے کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے۔ روزے میں چونکہ نفس پر سختی کی جاتی ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں سے بھی روک دیا جاتا ہے تو اس سے اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے جس سے ضبطِ نفس اور حرام سے بچنے پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہی ضبطِ نفس

اورخواہشات پر قابو وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذریعے آدمی گناہوں سے رکتا ہے۔قرآن پاک میں ہے:

"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ" (نازعات)

اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے "قال عبد الله : كنا مع النبی صلی الله علیه وسلم شبابا لا نجد شیئا، فقال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم:" یا معشر الشباب، من استطاع الباءة فلیتزوج، فإنه اغض للبصر، واحصن للفرج، ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فإنه له وجاء".

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ’’اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔

(بخاری شریف : کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم الحدیث :٥٠٦٦)

اگر انسان ذرا سی ہمت اور ارادی قوت سے کام لے تو ان چند دنوں میں گناہوں سے چھٹکارا پانا نہایت آسان ہو جاتا ہے

رمضان میں جہاں معاصی سے اجتناب ضروری ہے، وہیں لہو و لعب، فضول مشاغل اور بے فائدہ مصروفیات سے کنارہ کشی بھی ناگزیر ہے۔افسوس کہ بہت سے لوگ اس مقدس مہینے کو کھیل کود، تماشہ بینی، موبائل وانٹرنیٹ کی لغویات، فلم و ڈرامہ اور دیگر لایعنی مشغلوں کی نذر کر دیتے ہیں۔یہ اپنی روحانی قسمت کے سودا کے مترادف ہے۔رمضان دنیوی تفریحات کا نہیں بلکہ باطنی تزکیہ، اصلاحِ نفس اور تقویتِ ایمان کا مہینہ ہے۔

اس مہینے کی برکتیں ان ہی دلوں میں اترتی ہیں جو کینہ، حسد، بغض، عداوت اور بدگمانی سے پاک ہوں۔حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کی راتوں میں سب لوگوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، سوائے ان دو افراد کے جن کے درمیان باہمی رنجش ہو۔لہٰذا اس ماہ کا تقاضا ہے کہ دلوں کو صاف کیا جائے، معافی اور درگزر کو اپنایا جائے اور باہمی محبت و اخوت کو فروغ دیا جائے۔جس دل میں نفرت کا دھواں بھرا ہو، اس پر رمضان کی تجلیات پوری طرح منعکس نہیں ہوتیں

رمضان کا ظاہری و باطنی احترام نہایت ضروری ہے۔جو لوگ اس بابرکت مہینے میں روزہ داروں کے سامنے کھاتے پیتے ہیں، یا بازاروں میں کھانے پینے کی چیزوں کی کھلی نمائش کرتے ہیں، اسی طرح ہوٹلوں، ریستورانوں، سینما گھروں اور تھیٹروں کا بلا روک ٹوک کھلا رہنا بھی ماہِ رمضان کے تقدس کے سراسر منافی ہے۔

اللہ نے جنہیں وسعت دی ہے، ان کے لئے لازم ہے کہ وہ فقراء و مساکین، یتیموں اور بیواؤں کی خصوصی خبرگیری کریں۔افسوس کہ ہمارے معاشروں میں رمضان کے آتے ہی ضروری اشیاء کی

قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں، حالاں کہ یہ نرم خوئی، سخاوت اور آسانیاں پیدا کرنے کا مہینہ ہے۔ جو تاجر اس ماہ میں نرمی اور رعایت کا رویہ اختیار کرے گا، وہ صدقۂ جاریہ کمائے گا اور رب کی رحمت کو اپنی تجارت کا ضامن پائے گا۔

رمضان کا ایک ایک لمحہ ہزاروں مہینوں پر بھاری ہے۔ اس میں نیکیوں کے ثواب کے پیمانے بے حد بڑھا دیے جاتے ہیں۔ ہر شام افطار کے وقت فرشتے بندگانِ خدا کے لئے خوش خبریاں لے کر آتے ہیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو تک اللہ کے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ محبوب ہے۔

اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے تا کہ انسان نیکی کی طرف آسانی سے مائل ہو سکے۔ اسی مہینے میں شبِ قدر ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے پی جو اس ایک رات کو پالے، گویا عمر بھر کی عبادت پالیتا ہے

خدائے متعال ہمیں رمضان کے حقیقی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، ہماری لغزشیں معاف فرمائے، ہمارے دل پاک وصاف فرمائے اور ہمیں اپنی بے پایاں رحمت سے حصہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم:
محمد اشفاق عالم امجدی علیمی
بچباری آباد پور کٹیہار (بہار) بانی: مرکز صدائے قلم (کٹیہار)

"سُوْرَةُ الْقَصَص"
سے حاصل ہونے والی 27 خوبصورت باتیں

(1) فرعون نے بنی اسرائیل کے نوّے ہزار (90,000) بچے بے قصور ذبح کر دیئے۔ (تفسیر نور العرفان، ص463)

(2) فرعون کی بیوی کا نام حضرتِ آسیہ بنت مُزاحم بن عُبید بن ریّان بن ولید ہے یہ ریّان بن ولید وہی ہے جو یوسف علیہ السّلام کے زمانے میں بادشاہ مصر تھا۔ (تفسیر نور العرفان، ص464)

(3) پیغمبر کے معجزے کبھی بچپن شریف میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، موسیٰ علیہ السّلام کا اپنی ماں کے سوا کسی دائی کا دودھ نہ پینا آپ کا معجزہ ہوا، اسے ارہاص کہا جاتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السّلام کا بچپن میں کلام فرمانا۔ (تفسیر نور العرفان، ص464)

(4) نیک اعمال کی بَرَکت سے اللہ پاک کی طرف سے علمِ کامل مِلتا ہے اور عالم کے عمل میں بَرَکت ہوتی ہے، عُلَما کو چاہیے کہ اعمالِ صالحہ کیا کریں۔ (تفسیر نور العرفان، ص818)

(5) اللہ پاک پیغمبروں کو روحانی طاقت کے ساتھ جسمانی طاقت بھی کامل عطا فرماتا ہے، ان کی قوت فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص465)

(6) خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا سنّتِ انبیا ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص466)

(7) اگر عورت ضرورۃً باہر جائے تو مَردوں سے علیحدہ رہے بھیڑ میں داخل نہ ہو۔ (تفسیر نور العرفان، ص466)

(8) اگرچہ سنّت یہ ہے کہ پیغامِ نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ (تفسیر نور العرفان، ص467)

(9) طاقتِ لِسانی (Speaking Power) اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تقویٰ کے ساتھ ہو، بغیر تقویٰ عذاب ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص468)

(10) مبارک ہے وہ جو بزرگوں کے کہنے سے درست ہو جائے۔ مَنْحوس ہے وہ جسے زمانہ درست کرے۔ (تفسیر نور العرفان، ص819)

(11) پُختہ اینٹ فرعون نے ایجاد کی اور کُفّار کی ایجاد سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، آج دنیا پختہ اینٹوں، ریل اور تار وغیرہ سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص469)

(12) کُفّار کے کفر و عذاب میں غور کرنا حکمِ اِلٰہی ہے، (یہ بھی) عبادت ہے۔ (تفسیر نورلعرفان، ص469)

نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات

(13) نبی کی نگاہ گزشتہ، آئندہ، موجودہ، مَعدوم سب کو دیکھ لیتی ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے معراج کی رات ان لوگوں کو دوزخ میں عذاب پاتے دیکھا جو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے صدہا سال بعد پیدا ہوں گے اور بعدِ قیامت عذاب پائیں گے۔ حضرتِ جبریل (علیہ السّلام) عرض کرتے تھے کہ یہ آپ کی اُمّت کے سُود خوار (یعنی سود کھانے والا) ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص469)

(14) دنیا میں کسی کا بُرا چَرچا، اللہ کی لَعنت ہے اور اچھا چَرچا اللہ کی رحمت ہے جیسا کہ انبیا، اولیا، صالحین کا ہو رہا ہے اور شیطان کی بُری شُہرت اس کے لیے لعنت ہے حتّٰی کہ کُفّار بھی شیطان کی بدنامی سے واقف ہیں کیونکہ اگر انہیں کوئی شیطان کہہ دے تو اسے گالی سمجھتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص469)

(15) گزشتہ انبیا کے دین ان کے کچھ عرصے کے بعد مِٹ جاتے تھے یہ ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی شان ہے کہ اتنی دراز مدت گزرنے کے باوجود حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین قائم ہے، قرآن ویسے ہی موجود ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص469)

(باقی صفحہ نمبر ۶۶ پر)

معاشرتی حقیقت:

جہیز کے نام پر ظلم

ایک شرمناک معاشرتی حقیقت

تحریر: علامہ مفتی محمد ذیشان رضا مصباحی مراد آبادی
خادم دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد ضلع ایودھیا یوپی

یہ نہایت افسوس ناک اور دردناک حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں بعض جگہ جہیز کم لانے یا توقع کے مطابق نہ ہونے کی صورت میں لڑکیوں کو طعن و تشنیع، ذہنی اذیت حتیٰ کہ جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آہ جس بیٹی کو ماں باپ نے نازوں سے پالا، جسے خوشیوں کے خواب دکھا کر رخصت کیا، وہی بیٹی سسرال پہنچ کر ایک ظالمانہ رسم کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ یہ صورتِ حال نہ صرف انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔

جہیز کا مطالبہ بذاتِ خود ایک ناجائز اور غیر اسلامی عمل ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ سنگین جرم یہ ہے کہ جہیز کی کمی کو بنیاد بنا کر عورت کو ذلیل کیا جائے، اس کی عزتِ نفس مجروح کی جائے اور اسے خوف و جبر کے ماحول میں جینے پر مجبور کیا جائے۔ طعنوں کی چبھن، ذہنی دباؤ اور مارپیٹ جیسے مظالم کسی بھی مہذب معاشرے میں قابل قبول نہیں ہو سکتے، چہ جائیکہ ایک ایسے دین میں جو رحم، عدل اور احسان کا علمبردار ہو۔

اسلام نے عورت کو عزت، تحفظ اور احترام عطا کیا ہے۔ قرآنِ مجید میں بار بار عدل و انصاف کا حکم دیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان کا تقاضا قرار دیا ہے۔ شوہر اور سسرال والوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ عورت کے ساتھ نرمی، محبت اور خیر خواہی کا برتاؤ کریں، نہ کہ اسے مال و دولت کا ذریعہ یا سودا سمجھیں۔ عورت پر ظلم کرنا دراصل اللہ کے احکام کی نافرمانی اور رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات سے بغاوت ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ جہیز جیسی فرسودہ رسم نے ہمارے گھروں کو سکون کے بجائے میدانِ جنگ بنا دیا ہے۔ کتنی ہی عورتیں ایسی ہیں جو ظاہری طور پر سہاگن ہیں مگر اندر سے ٹوٹی ہوئی، خوف زدہ اور بے بس ہیں۔ یہ ظلم صرف ایک فرد پر نہیں بلکہ پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتا ہے، کیونکہ جب گھر کا ماحول زہر آلود ہو جائے تو نسلوں کی تربیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مسئلے کو محض رسم و رواج کا نام دے کر نظرانداز نہ کریں، بلکہ اسے ایک سنگین اخلاقی اور دینی بحران سمجھیں۔ جہیز کے خلاف آواز اٹھانا، مظلوم عورت کا ساتھ دینا اور ظالم رویّوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ علما، صلحا، والدین، نوجوان اور سماجی رہنما سب کو مل جل کر یہ پیغام دینا ہوگا کہ عورت پر ظلم کسی صورت قابل برداشت نہیں۔

اگر ہم واقعی ایک اسلامی اور مہذب معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں جہیز کے نام پر ہونے والے ہر ظلم کے خلاف کھڑا ہونا ہوگا۔ عدل، احسان اور حسنِ سلوک کو عملی زندگی میں نافذ کیے بغیر نہ گھر یلو سکون ممکن ہے اور نہ ہی اللہ کی رضا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ظلم سے بچنے، مظلوم کی مدد کرنے اور اپنی معاشرت کو اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طالب خیر۔ فقیر قادری محمد ذیشان رضا مصباحی مراد آبادی خادم دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد ضلع ایودھیا یوپی

شعبان المعظم

اور شب براءت کی فضیلت واہمیت

از:-محمد کامران رضا گجراتی (متعلم جامعہ المدینہ احمد آباد گجرات)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے سال کے مہینوں میں سے چار مہینے رجب، شعبان، رمضان اور محرم کو برگزیدہ بنایا۔ان ہی میں ایک شعبان المعظم کا مہینہ ہے۔

جو بڑی ہی برکتوں اور رحمتوں والا ہے۔یوں تو پورا مہینہ برکتوں و رفعتوں وعظمتوں والا ہے۔

مگر شعبان کی پندرہویں رات کی شان ہی نرالی ہے۔اور وہ شب براءت ہے۔

لہذا اس عظمت والے مہینے کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس مہینے کے بارے میں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان شہری ورمضان شہر اللہ

(جامع صغیر، حدیث 4889 :)

ترجمہ:-شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ عزوجل کا مہینہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض روزوں کے بعد سب سے زیادہ روزے اسی مہینے میں رکھا کرتے تھے۔

یہ مشقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم امت کے لیے اٹھائی۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ شعبان المعظم کے آغاز سے ہی دنیاوی معمولات سے فراغت پا کر اپنے جسموں کو عبادات کا عادی بنانے کے لئے تلاوت قرآن، کثرت نوافل، توبہ واستغفار اور تسبیحات وتکبیرات میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

لیکن آج ہمارا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔شعبان بلکہ بعض بدنصیب تو رمضان میں بھی عبادت، ریاضت، توبہ، استغفار، تلاوت قرآن، علم دین وغیرہ سے دور نظر آتے ہیں۔

اب ہم شعبان المعظم کے فضائل و برکات کے متعلق کچھ اہم ترین معلومات آپ کے سامنے بیان کریں گے۔آپ سب لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر شعبان کے فیضان سے مالا مال ہوں۔

شعبان شَعْب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گھاٹی وغیرہ کیونکہ اس ماہ میں خیر و برکت کا عمومی نزول ہوتا ہے۔اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینہ خیر و برکت کی راہ ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 631: مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

شعبان المعظم پسندیدہ مہینہ:

سمع عائشة تقول: كان "احب الشهور إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصومه شعبان ثم يصله برمضان" (ابوداؤد، حدیث 2431)

ترجمہ:-حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ مہینہ شعبان المعظم تھا کہ اس میں روزے رکھا کرتے پھر اسے رمضان المبارک سے ملا دیتے۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا : شعبان شہری و رمضان شہر اللہ (جامع صغیر، حدیث 4889:)

ترجمہ:-شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ عزوجل کا مہینہ ہے۔

علامہ عبدالرءوف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: رحمتِ عالم ﷺ نے شعبانُ المعظم کو اس لئے اپنا مہینہ فرمایا کہ آپ ﷺ اس مہینے میں (کثرت سے نفل) روزے رکھا کرتے تھے حالانکہ یہ روزے آپ ﷺ پر واجب نہیں تھے اور رمضانُ المُبارک کو اس لئے اللہ تعالیٰ کا مہینہ فرمایا کہ اسی نے اس مہینے کے روزے فرض فرمائے ہیں۔

(فیض القدر، ج:4،ص:213، حدیث:4889)

آقا شعبان کے اکثر روزے رکھتے تھے:

أن عائشة حدثته قالت:"لم يكن النبي ﷺ يصوم شهرا أكثر من شعبان، فإنه كان يصوم شعبان كله، وكان يقول: خذوا من العمل ما تطيقون، فإن الله لا يمل حتى تملوا، وأحب الصلاة إلى النبي ﷺ ما دووم عليه وإن قلت، وكان إذا صلّى صلاة داوم عليها." (صحیح بخاری، ج 1:، ص:648، حدیث 1970)

ترجمہ:-حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہ رکھا کرتے بلکہ پورے شعبان ہی کے روزے رکھ لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے: اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ عزوجل اس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اکتا نہ جاؤ۔

حدیث پاک کی شرح شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: مراد یہ ہے کہ شعبان میں اکثر دنوں میں روزہ رکھتے تھے اس تغلیباً (تغ-لی-باً یعنی غلبے اور زیادت کے لحاظ سے) کل (یعنی سارے مہینے کے روزے رکھنے) سے تعبیر کر دیا۔ جیسے کہتے ہیں: "فلاں نے پوری رات عبادت کی جب کہ اس نے رات میں کھانا بھی کھایا ہو اور ضروریات سے فراغت بھی کی ہو، یہاں تغلیبا اکثر کو "کل" کہہ دیا۔ مزید فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شعبان میں جسے قوت ہو وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھے۔ البتہ جو کمزور ہو وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ اس سے رمضان کے روزوں پر اثر پڑے گا، یہی مَحمَل (مَ-حْ-مَل یعنی مراد و مقصد) ہے ان احادیث کا جن میں فرمایا گیا کہ نصف (یعنی آدھے) شعبان کے بعد روزہ نہ رکھو۔ (نزہۃ القاری، ج:3، ص377: 380،)

صحابہ کرام کا جزبہ:

عن أنس بن مالك رضى الله عنه أنه قال: كان أصحاب النبي ﷺ إذا نظروا إلى هلال شعبان أكبوا على المصاحف يقرؤونها، وأخرج المسلمون زكاة أموالهم ليتقوى بها الضعيف والمسكين على صيام شهر رمضان، ودعا الولاة أهل السجن، فمن كان عليه حد أقاموه عليه وإلا خلوا سبيله، وانطلق التجار فقضوا ما عليهم وقبضوا ما لهم، حتى إذا نظروا إلى هلال رمضان اغتسلوا واعتكفوا۔

(غنية الطالبين، ج1 :، ص 341:دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ترجمہ:-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "شعبان کا چاند نظر آتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان تلاوت قرآن پاک کی طرف خوب متوجہ ہو جاتے، اپنے اموال کی زکوۃ نکالتے تاکہ غربا و مساکین مسلمان ماہ رمضان کے روزوں کے لئے تیاری کر سکیں، حکام قیدیوں کو

طلب کر کے جس پر "حد" (یعنی شرعی سزا) جاری کرنا ہوتی اس پر حد قائم کرتے، بقیہ میں سے جن کو مناسب ہوتا انہیں آزاد کر دیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کر دیتے، دوسروں سے اپنے قرضے وصول کر لیتے (یوں ماہ رمضان المبارک سے قبل ہی اپنے آپ کو فارغ کر لیتے) اور رمضان شریف کا چاند نظر آتے ہی غسل کر کے (بعض حضرات) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔"

ماہ شعبان تلاوت قرآن کا مہینہ :

وقال سلمة بن كهيل :كان يقال :شهر شعبان شهر القراء۔ وكان حبيب بن أبي ثابت إذا دخل شعبان قال :هذا شهر القراء. وكان عمرو بن قيس الملائی إذا دخل شعبان، أغلق حانوته وتفرغ لقراءة القرآن.(ماذا فی شعبان، ص 44 :للعلامة المحدث السيد محمد بن علوی المالکی)

ترجمہ:-تابعی بزرگ حضرت سیدنا سلمہ بن کُہَیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : ماہ شعبان کو تلاوت قرآن کرنے والوں کا مہینہ کہا جاتا تھا۔ حضرت سیدنا حبیب بن ابو ثابت علیہ الرحمہ شعبان کے آنے پر فرماتے : یہ قاریوں کا مہینہ ہے۔ حضرت سیدنا عمرو بن قیس علیہ الرحمہ ماہ شعبان المعظم کی آمد پر اپنی دکان بند کر دیتے اور تلاوت قرآن کریم کے لیے فارغ ہو جاتے۔

شب براءت کی فضیلت :

"عن عائشة قالت :فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت، فإذا هو بالبقيع، فقال» :أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله«. قلت :يا رسول الله، إني ظننت أنك أتيت بعض نسائك، فقال» :إن الله ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا، فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب"(ترمذی، 739)

ترجمہ:-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : ایک رات میں نے حضور نبی پاک ﷺ کو نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو آپ مجھے جنت البقیع میں مل گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں (15ویں) رات آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ شب براءت میں عبادات کرنا، قبرستان جانا سنت ہے۔(مرآۃ المناجح، ج2: ص290:)

شب براءت اور پیارے نبی کی عبادات:

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے نبی ﷺ شب براءت میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے "عن عائشة قالت :فما زال رسول الله ﷺ يصلي قائما وقاعدا حتى أصبح، فأصبح وقد اضمغدت قدماه، فإني لأغمزها"

(الدعوات الکبیر، حدیث : 530)

ترجمہ:-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر مسلسل نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح تک حضور اکرم ﷺ کے مُبارک قدم سوج گئے تھے چنانچہ میں آپ ﷺ کے قدم مبارک دبانے لگی۔

نواسۂ رسول کا شب براءت میں معمول:

الحسن بن علی رضی اللہ عنہما عن ليلة الصك - يعنى ليلة النصف من شعبان -وعن العمل فيها فقال :أنا أجعلها أثلاثاً، فثلث أصلی فيه على جدی النبی، امتثالاً لأمر الله عز وجل حيث يقول :يا أيها الذين آمنوا

صلوا عليه وسلموا تسليماً، وثلث أستغفر الله تعالى فيه مثنى مثنى لقوله تعالى وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون[الأنفال :۳۳] وثلث أركع فيه وأسجد ائتماراً لقوله تعالى :واسجد واقترب. فقلت : وما ثواب من فعل ذلك؟ قال :سمعت أبي يقول : قال النبي من أحيا ليلة الصَّك كتب من المقربين۔(القول البديع،ص396)

ترجمہ:- امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ شب براءت کے تین حصے فرماتے۔ایک تہائی حصے میں اللہ پاک کے اس فرمان" یا یہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" پر عمل کرتے ہوئے اپنے نانا جان ﷺ پر درود پاک پڑھتے،اور ایک تہائی حصے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان"وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون"۔ پر عمل کرتے ہوئے توبہ واستغفار کرتے اور آخری تہائی حصے میں اللہ پاک کے فرمان"واسجد واقترب"۔پر عمل کرتے ہوئے رکوع وسجود فرماتے۔آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا :میں نے اپنے ابو جان (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جو نصف شعبان (یعنی شب براءت کی رات کو زندہ کرے گا(یعنی اُس رات عبادت کرے گا) وہ مقربین میں لکھا جائے گا۔

جنت واجب ہو جاتی ہے:

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من أحيا الليالی الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان (الترغيب والترهيب، ج2 : ص 98:دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ترجمہ:-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا(یعنی شب بیداری کرکے ان راتوں کو عبادت میں گزارا) اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے :(1) ترویہ(یعنی 8 ذوالحجہ کی رات)،(2) عرفہ(یعنی 9 ذوالحجہ کی رات)(3) عیدالاضحیٰ(یعنی 10 ذوالحجہ کی رات)(4) عیدالفطر اور(5) نصف شعبان کی رات۔

بزرگانِ دین کے معمولات:

بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین بھی یہ رات عبادتِ الٰہی میں بسر کیا کرتے تھے۔

خالد بن معدان، ولقمان بن عامر وغيرهما يلبسون فيها أحسن ثيابهم ويتبخرون ويكتحلون، ويقومون فی المسجد ليلتهم تلك، ووافقهم إسحاق بن راهويه على ذلك، وقال فی قيامها فی المساجد جماعة :ليس ذلك ببدعة۔ (ماذا فی شعبان من 75للعلامة المحدث السيد محمد بن علوی المالكی)

ترجمہ:- حضرت خالد بن معدان،حضرت لقمان بن عامر اور دیگر بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم شعبان المعظم کی پندرہویں رات (یعنی شب براءت) کو اچھا لباس پہنتے،خوشبو لگاتے، سرمہ لگاتے اور رات مسجد میں جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔حضرت اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ بھی اس بات کی تائید کرتے اور اس رات مسجدوں میں اکٹھے ہو کر نفلی عبادت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں : "یہ کوئی بدعت (یعنی برا کام) نہیں ہے۔"

جنت سنواری جاتی ہے:

وروى عن كعب رحمه الله تعالى قال» :إن الله تعالى يبعث ليلة النصف من شعبان جبريل إلى الجنة فيأمرها أن تتزين ويقول» :إن الله تعالى قد أعتق فی

لیلتك هذه عدد نجوم السماء، وعدد أيام الدنيا ولياليها، وعدد ورق الشجر وزنة الجبال، وعدد الرمال.(ماذا فی شعبان، ص 87:للعلامة المحدث السيد محمد بن علوی المالکی)

ترجمہ:-حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اللہ پاک شعبان کی پندرہویں رات حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجتا ہے، وہ جنت کو آراستہ ہونے کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: اللہ پاک نے تیری اس رات میں آسمانوں کے ستاروں، دنیاوی دنوں اور راتوں، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرمادیا ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ" مکاشفۃ القلوب" میں فرماتے ہیں : کہ جس طرح اہل ایمان کے لئے عید الفطر اور عید الاضحی کی چاند رات مسرت و شادمانی کا باعث ہوتی ہیں۔اسی طرح فرشتوں کے لئے بھی دو راتیں عید کی رات کہلاتی ہیں اور وہ دو راتیں شب براءت (15 شعبان)اور لیلۃ القدر کی راتیں ہوتی ہیں۔(مکاشفۃ القلوب،ص 632: مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

اپنے مرحومین کو بھی یاد رکھئے:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔جب عید کا دن، (ذوالحجہ کا)دسواں دن، ماہ رجب کا پہلا جمعہ، شب براءت (شعبان کی نصف)اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اموات (مومن مردے)اپنی قبور سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری طرف سے اس رات صدقہ کروا گرچہ روٹی کا ایک لقمہ ہی دو، کیونکہ ہم اس کے ضرورت مند ہیں۔اگر وہ کچھ صدقہ نہ کریں تو بڑے افسوس سے لوٹتے ہیں

(فتاوی رضویہ،ج14:،ص694: ،رضا فاؤنڈیشن)

پیارے اسلامی بھائیو! شب براءت میں اپنے ان پیاروں کو بھی یاد رکھیں جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔اپنے مرحومین کو یاد رکھنے بلکہ ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس رحمتوں اور مغفرتوں والی رات میں نیاز دلا کر ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے

اللہ تعالی ہم سب کو اس ماہ کی برکتیں عطا فرمائے اور اس ماہ میں ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین۔

[تحقیقات]

تشریحِ حدیث "

من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا"

ازروئے محدثین

تحقیق: علامہ مولانا سمیر احمد الفیضی الازہری جامعۃ الازہر مصر

اسلام صرف ایک عباداتی نظام نہیں بلکہ ایک مکمل تہذیبی و اخلاقی ضابطۂ حیات ہے، جو فرد کی شخصیت سے لے کر ریاست کے نظم و نسق تک ہر پہلو کو سنوارنے اور نکھارنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات نہ صرف روحانی تزکیہ کا ذریعہ ہیں، بلکہ وہ تمدنی استحکام، معاشرتی توازن، اور اجتماعی ہم آہنگی کا سرچشمہ بھی ہیں۔ انہیں تعلیمات میں سے ایک جامع اور نہایت معنی خیز حدیث صحابیٔ رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے ذریعے مروی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ایسے اصول واضح فرمائے ہیں جو کسی بھی مہذب معاشرے کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں: حدیث شریف

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا" (صحیح مسلم ۱۰۱:)

یہ الفاظ حدیث بظاہر مختصر، مگر معنوی لحاظ سے نہایت گہرے اور ہمہ گیر ہیں۔ ان میں ایک ایسی فکری اور عملی رہنمائی مضمر ہے جو فرد کی اصلاح سے لے کر امت کی بقا تک کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں اعمال اسلحہ اٹھانا اور دھوکہ دینا کو صرف اخلاقی غلطی یا جرم کے طور پر بیان نہیں فرمایا، بلکہ "فلیس منا" کے الفاظ استعمال کر کے اسے دائرۂ امت سے خارج کر دینے کے مترادف قرار دیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امن و دیانت کا انکار، درحقیقت اسلامی شناخت سے انکار کے مترادف ہے۔

"من حمل علینا السلاح فلیس منا" یعنی جو شخص مسلمانوں کے خلاف ناحق ہتھیار اٹھائے، وہ جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریقے پر نہیں۔ اس سے مراد کفر نہیں بلکہ شدید اخلاقی وعید ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں فرمایا:

"لیس علی طریقتنا" یعنی ایسا شخص اسلامی طرزِ حیات سے منحرف ہے، اگرچہ وہ اسلام کے دائرے میں ہو، مگر اس کا عمل اس کی روح کے منافی ہے۔ یہ نفیِ انتساب کا اسلوب ہے، جو نہ صرف ایک اخلاقی انتباہ ہے بلکہ ایک تہذیبی سرحد بھی کھینچ دیتا ہے۔

یہی اصول ہمیں آج درپیش دہشت گردی، داخلی بغاوت، مذہبی منافرت، اور فرقہ وارانہ قتل و غارت جیسے فتنوں سے نمٹنے کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اسلام کسی بھی ایسی حرکت کو برداشت نہیں کرتا جو مسلم معاشرے کے امن، جان و مال، اور عزت و وقار کو خطرے میں ڈالے۔ جو شخص ریاستی نظم، سماجی توازن، یا ملی وحدت کو اسلحے کے زور پر روندنا چاہے، وہ اس امت کا ترجمان نہیں بلکہ اس کے امن کا دشمن ہے۔

"ومن غشنا فلیس منا" یعنی جو ہمیں دھوکہ دے وہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر نہیں۔

یہاں بھی کفر کا حکم مراد نہیں، بلکہ سخت مذمت اور تنبیہ ہے کہ دھوکہ دینا مسلمان کی صفت نہیں۔

اسلامی معاشرت کی دوسری بنیاد، یعنی دیانت اور شفافیت کی گواہی ہے۔ "غش" صرف تجارت یا خرید و فروخت میں فریب دینے تک محدود نہیں، بلکہ ہر وہ طرزِ عمل اس میں داخل ہے جس میں انسان کسی دوسرے کا اعتماد مجروح کر کے نفع حاصل کرے خواہ وہ زبان کا دھوکہ ہو، نیت کا، کاغذ کا، یا کردار کا۔

نبی کریم ﷺ نے اس دھوکہ دہی کو محض برائی نہیں بلکہ امت سے بے تعلقی کی حد تک جرم قرار دیا۔

آج جب مسلمان معاشرے اخلاقی زوال، تجارتی بددیانتی، سیاسی مکاری، اور سماجی بے حسی کا شکار ہیں، تو یہ حدیث ہمیں ایمان اور دیانت کے وہ معیار یاد دلاتی ہے جو اس امت کی شناخت تھے۔

یہی دو جملے "من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا" اپنی معنوی وسعت اور اصولی گہرائی کے اعتبار سے محض اخلاقی ہدایات نہیں، بلکہ قرآن و سنت کے پورے نظامِ حیات کا ایک مختصر سا خلاصہ معلوم ہوتا ہے گویا کہ یہ حدیث اسلامی معاشرے کے دو محوری اصولوں "داخلی امن اور معاشرتی دیانت" کو بیان کرتی ہے۔

اور وہیں پر جب ہم قرآن مجید اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ان اصولوں کا تطبیقی تناظر دیکھتے ہیں تو یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ صرف فرد کی تربیت کا پیغام نہیں، بلکہ ایک اجتماعی عمرانی دستور ہے۔

اس حوالے سے قرآن کا انتباہ:

قرآن نے ناپ تول میں کمی کرنے والے کو ایسی ہلاکت کی وعید سنائی ہے جس کا آغاز ہی لفظ "وَيْلٌ" سے ہوتا ہے جو صرف دنیاوی نقصان نہیں بلکہ اخروی بربادی کی طرف بھی اشارہ ہے: "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ" یہ آیت اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "ومن غشنا فلیس منا" ایک دوسرے کی تفسیر بن کر سامنے آتے ہیں۔ دونوں ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ معاشی بددیانتی نہ صرف ایک اخلاقی جرم ہے بلکہ ایک دینی جرم بھی ہے، جو امت کی شناخت کو مسخ کر دیتا ہے۔

جہاں حدیث کا پہلا جز "من حمل علینا السلاح فلیس منا" امن عامہ کی مخالفت کو امت سے خارج ہونے کے مترادف قرار دیتا ہے، وہیں سورۃ الحجرات کی آیت میں مسلمانوں کو آپس کے قتال سے روک کر صلح اور عدل کی طرف بلایا گیا ہے، وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا.. (الحجرات ۹:)

یہ نہایت اہم نکتہ ہے کہ قرآن اور حدیث، دونوں داخلی فتنہ و فساد کو دینی و سماجی جرم گردانتے ہیں، اور اس کا حل عدل و مصالحت کے اصولوں میں تلاش کرتے ہیں نہ کہ اسلحے یا طاقت کے زور پر۔

"غش" صرف مالی لین دین تک محدود نہیں؛ کردار کشی، افواہ سازی، اور جھوٹی تہمتیں بھی اس کے دائرے میں آتی ہیں۔

سورۃ النور کی آیات ۱۱ تا ۲۰ میں حادثہ افک کا ذکر، اور آیات ۲۱-۳۰ میں نگاہوں کی پاکیزگی، پردہ اور عفت کا بیان، ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ معاشرے کی اخلاقی حفاظت بھی دیانت کا ایک پہلو ہے۔

یاد رکھیں "ومن غشنا..." کا اطلاق نہ صرف دکاندار پر ہوتا ہے، بلکہ قلم کار، معلم، سیاست دان، صحافی، اور عام فرد سب پر ہوتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پس منظر اور مفہوم حدیث المختصر یہ کہ جانِ ایمان ﷺ نے جب ایک تاجر کے غلے کے نیچے نمی دیکھی تو

فوراً تنبیہ فرمائی: "من غشنا فلیس منا"

صلح حدیبیہ میں عہد کی پابندی: دشمن سے کیا گیا معاہدہ بھی نبوی اخلاق کی روشنی میں مقدس امانت سمجھا گیا۔ یہ سبق ہے کہ دیانت صرف اپنے حلقے تک محدود نہیں، بلکہ ہر انسان کے ساتھ عدل اور سچائی مطلوب ہے۔

اور جب اس حدیث پاک کے تناظر میں عصر حاضر کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں "غش" نئی صورتوں میں ظاہر ہو رہا ہے، تو اس حدیث کی معنویت مزید بڑھ جاتی ہے:

خواہ تعلیم میں غش: نقل، سرقہ، جعلی اسناد، اعتماد اور قابلیت دونوں کا قتل۔ **تجارت میں غش:** ملاوٹ، جھوٹے دعوے، جعلی رسیدیں، ناپ تول میں کمی "وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ"

سیاست میں غش: وعدہ خلافی، اقرباپروری، کرپشن

عوامی اعتماد کا غدار ہونا، دیانت کی مکمل نفی ڈیجیٹل دنیا میں غش: فیک اکاؤنٹس، افواہیں، جھوٹا مواد شخصیتوں کی تذلیل اور قوموں میں انتشار۔

حاصل کلام یہ کہ: اگر امتِ مسلمہ آج اس حدیث کو صرف زبانی نہ رکھے، بلکہ اسے اپنے نظامِ تعلیم، تجارت، سیاست اور میڈیا کا مرکز بنالے تو معاشرہ دوبارہ وہی امن، عدل، اور اخلاق کا گہوارہ بن سکتا ہے جو مدینہ کی گلیوں میں جان ایمان ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔

تخریج حدیث اور مصادر یہ حدیث صحیح مسلم میں (باب ال اِیمان) حدیث نمبر ۱۰۱ کے تحت مروی ہے۔

"من حمل علینا السلاح فلیس منا": یہ حصہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری دونوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

"ومن غشنا فلیس منا": یہ جملہ صحیح مسلم میں موجود ہے، اور دیگر کتب حدیث (مثلاً مسند احمد، سنن ابی داود) میں بھی مختلف طرق سے آیا ہے۔

بعض روایات میں دونوں جملے ساتھ آئے ہیں، بعض میں الگ الگ۔ لہٰذا یہ حدیث مختلف اسناد و الفاظ کے ساتھ کثرتِ طرق سے مروی ہے۔ صحت حدیث کا حکم یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے امام مسلم اور دیگر محدثین نے اسے قابل اعتماد سندوں سے نقل کیا ہے۔ بعض طرق میں اگرچہ کمزور راوی آتے ہیں، لیکن چونکہ کئی صحیح اسناد موجود ہیں، اس لیے یہ ضعف مؤثر نہیں۔

اجمالی طور پر یہ حدیث صحیح ہے اور قابل حجت ہے۔

جرح و تعدیل اور اسماء الرجال

حدیث کے اکثر رواۃ ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

اگر کسی طریق میں ضعیف یا "لین" راوی ہو، تو دیگر صحیح طرق سے تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

"اِرشاد الساری" اور دیگر کتب حدیث میں ذکر ہے کہ بعض اسناد میں کمی ہے، مگر وہ ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔

علمائے حدیث نے کسی بھی معروف طریق کو کلی طور پر "ضعیف" قرار نہیں دیا۔

لہٰذا اس حدیث کو متعدد صحیح طرق کی وجہ سے قوی مانا جاتا ہے

سمیر احمد الفیضی
جامعۃ الأزہر الشریف، القاہر

اسلامی تعلیمات]

کسی خاص برادری سے نفرت، تعصب، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

از -مولانا محمد عارف برکاتی
پرنسپل: مدرسہ نور العلوم رامپور، اتر پردیش

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ نسل، برادری، قوم، زبان یا علاقے کی بنیاد پر تعصب اور نفرت نے معاشروں کو تباہ کیا، خاندانوں کو توڑا، انسانیت کو تقسیم کیا اور دلوں میں ایسی دراڑیں ڈالیں جنہیں صدیوں بھرنے میں لگ گئے۔ دنیا کے دیگر مذاہب و مذاہبی نظاموں کی طرح اسلام بھی ایسے ہر رویّے کی سخت مخالفت کرتا ہے جو انسانوں کو خواہ مخواہ تقسیم کرے یا ایک دوسرے سے بدگمانی کا بیج بوئے۔

اسلام کا بنیادی مزاج محبت، بھائی چارہ، عدل، تقویٰ اور انسانیت کی قدر پر قائم ہے۔ یہ دین کسی قوم، نسل، برادری یا گروہ کو دوسروں سے برتر قرار نہیں دیتا بلکہ انسان کی اصل عظمت کو صرف اس کے تقویٰ، کردار اور اخلاق میں دیکھتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشروں میں بعض لوگ، حتیٰ کہ بعض اوقات مذہبی طبقات کے کچھ افراد بھی، خاص برادریوں کے خلاف نفرت، تحقیر یا تعصب کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف اسلامی اخلاق کے خلاف ہے بلکہ دین کے حسین چہرے کو مسخ کر دیتا ہے۔ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

اسلام میں تعصب کی بنیادی ممانعت:

قرآنِ مجید اسلامی معاشرت کا بنیادی دستور ہے، اور اس دستور کا یہ اصول ہر مسلمان کے ضمیر کو جھنجھوڑ دیتا ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى" (المائدہ: 8)

یعنی: "کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کو ترک کر دو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

یہ وہ عظیم آیت ہے جو دشمن قوم کے ساتھ بھی عدل کا حکم دیتی ہے۔ اگر دشمن کے ساتھ بھی ناانصافی ممنوع ہے تو اپنی ہی برادری کے مسلمانوں سے نفرت تو بدرجہ اولیٰ ناجائز اور غیر اسلامی ہے۔

اسلام میں کسی قوم، خاندان، نسل یا برادری کی بنیاد پر فخر اور نفرت دونوں کی ممانعت ہے۔ قرآن نے فرمایا:

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ"

یعنی اللہ کے نزدیک معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔

یہ آیت انسانی مساوات کا وہ ستون ہے جو ہر طرح کی نسلی یا برادری برتری کو گرا دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی احادیث میں تعصب کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے جس دین کی تعلیم دی، اس کی بنیاد نرمی، اخلاق اور اخلاص پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ دَعَا إِلٰى عَصَبِيَّةٍ فَلَيْسَ مِنَّا"

جس نے تعصب کی طرف بلایا وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی تعصب کا پھیلانا ایسا گناہ ہے کہ اسے کرنا نبی کریم ﷺ کی نسبت سے دوری کا سبب بن جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ"

"تعصب کو چھوڑ دو، یہ گندی چیز ہے۔" ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام تعصب کو صرف برا نہیں کہتا، بلکہ اسے گندگی، برائی اور جہالت تصور کرتا ہے۔ اسلام نے ایک متحد امّت کا تصور دیا ہے اسلام پوری انسانیت کو ایک شجر کی مانند قرار دیتا ہے۔ مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "المسلم أخو المسلم" یعنی مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔

اس بھائی چارے کا تقاضا اختلافات کے باوجود محبت، حکمت اور حسنِ اخلاق ہے نہ کہ نفرت اور تحقیر۔

تعصب کی بیماری وجوہات اور اثرات:

اگرچہ اسلام نے شدید ممانعت کی ہے، مگر معاشرتی سطح پر تعصب کے پیدا ہونے کے کئی اسباب ہوتے ہیں، مثلاً:

(1) کم علمی اور غلط فہمیاں:

جب کسی کے پاس صحیح دینی علم نہ ہو تو وہ محدود سوچ کا شکار ہو جاتا ہے۔

(2) مقامی یا خاندانی رجحانات:

بعض خاندانوں یا محلوں میں نسل در نسل تعصب منتقل ہوتا رہتا ہے۔

(3) منبر و محراب کا غلط استعمال:

اگر کوئی عالم دین اپنے ذاتی خیالات، مفادات یا غصے کو مذہبی رنگ دے کر بیان کرے تو عوام میں تفرقہ پھیل جاتا ہے۔

(4) سیاسی یا جماعتی تعصبات:

بعض گروہ اپنے سیاسی یا تنظیمی مقاصد کے لیے برادریوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ تعصب کے نتائج ہمیشہ تباہ کن ہوتے ہیں: معاشرے میں شدید نفرت اور تقسیم دلوں سے اعتماد اور محبت کا ختم ہو جانا نوجوان نسل میں اختلافی سوچ کا پھیل جانا

دین کی اصل روح کا متاثر ہونا

علمائے کرام کی عزت پر منفی اثرات

اسلام اس پورے رویّے کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

کیا بعض علماء اس بیماری میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟

اسلام بہت واضح ہے کہ علم انسان کو عاجزی سکھاتا ہے، مگر ہر دور میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو علم کے باوجود اپنے اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے۔ انفرادی طور پر اگر کسی عالم میں تعصب، سخت مزاجی یا نفرت انگیزی کا رجحان ہو جائے تو وہ یقینا اسلام کی صحیح تعلیمات سے دور ہو رہا ہے۔

علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ: عدل کے ساتھ بات کریں۔

برادریوں میں محبت پیدا کریں

لوگوں کے درمیان پل کا کردار ادا کریں۔ اختلافات کو حکمت سے حل کریں۔ بدگمانی اور نفرت کا خاتمہ کریں۔ جو عالم اپنی زبان سے تفرقہ پھیلاتا ہے، وہ دراصل اپنی ہی ذمہ داریوں سے انحراف کر رہا ہوتا ہے۔

اسلام کا حل: محبت، حلم، عدل اور حکمت اسلام ہمیں سکھاتا ہے:

(1) عدل اختیار کرو:

خواہ دشمن کے معاملے میں ہو، خواہ اپنے لوگوں کے ساتھ۔

(2) بدگمانی نہ کرو:

کیونکہ بہت سے گمان گناہ بن جاتے ہیں۔

(3) نرم لہجہ اپناؤ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "نرمی ہر چیز کو زینت دیتی ہے۔"

(4) اختلاف کو حکمت سے حل کرو۔

اسلام اختلاف کی اجازت دیتا ہے، مگر نفرت کی نہیں۔

(5). اتحاد اور یکجہتی پیدا کرو

قرآن نے فرمایا:

"وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا"

یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

نتیجہ اسلام انسانیت، یکجہتی، محبت اور اللہ کے خوف کا دین ہے۔ کسی خاص برادری سے نفرت کرنا یا ان پر تعصب کرنا اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ یہ وہ رویّہ ہے جو دلوں میں نفرت، معاشروں میں انتشار اور دین کی دعوت میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

عوام تو عوام آج بعض علماء حضرات بڑی درسگاہوں میں بیٹھ کر قال اللہ وقال الرسول کی جگہ ایک خاص برادری کے تعلق سے نفرت و بدگمانی پھیلا رہے اور خود دین متین کا سچا داعی سمجھے ہوئے ہیں ایسے حضرات کو مذہب اسلام کا صحیح سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔۔

آج ہمارے لیے ضروری ہے

کہ اسلام کی عدل پر مبنی تعلیمات کو اپنائیں تعصب اور نفرت سے بچیں علماء کرام کے اصل کردار یعنی اصلاح، محبت اور اصلاحِ معاشرہ کو سامنے رکھیں

اپنے دلوں میں وسعت پیدا کریں

ہر برادری کے بھائیوں کو برابر کا مسلمان سمجھیں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔

(16) حجازِ عرب میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے کوئی نبی سوائے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے نہ آیا۔ جس آسمان پر سورج ہوتا ہے وہاں کوئی تارا نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان، ص 470)

(17) مکّۂ مُعَظّمہ میں پیداوار کچھ نہیں مگر ہر طرف سے رزق کھِنچ کر یہاں پہنچتا ہے۔ جب کعبے کے دامن میں رہنے کی برکت سے انہیں امن اور رزق مِل رہا ہے تو اگر یہ کعبے والے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر امن اور روزی پائیں گے۔ کعبہ حرمِ اجسام ہے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حرمِ ایمان ہیں جہاں ذات و صفات کے پھَل آتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص 820)

(18) بارگاہِ الٰہی میں سب ہی پیش ہوں گے مگر مومن خود خوشی سے حاضر ہوں گے اور کُفّار جبرا حاضر کیے جائیں گے جیسے پھانسی کے مجرم حاکم کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص 472)

(19) ایمانی تعَلُّقات قیامت میں بھی قائم رہیں گے، نفسانی تعَلُّقات ٹُوٹ جائیں گے۔ (تفسیر نور العرفان، ص 820)

(20) مومن کو اپنا دین قبر میں حشر میں ہر جگہ یاد رہے گا، وہ اپنے رب کو، اپنے نبی کو بلکہ اپنے شیخ اور استاد کو بھی پہچانے گا۔ (تفسیر نور العرفان، ص 820)

(21) نبوت نیابتِ الٰہیہ سے ہے جس کا انتخاب صرف رب فرماتا ہے اور خلافت نیابتِ رسول ہے اس کا انتخاب رسول فرمائیں یا رسول کی اُمَّت کثرتِ رائے سے۔ اگر خلیفہ بھی رب کے انتخاب سے ہوا کرے تو نبی اور خلیفہ میں فرق نہ رہے گا۔ (تفسیر نور العرفان، ص 473)

(22) حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کسی چیز پر طَعن کفر ہے کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ہر کام ہر وَصف ربِّ کریم کے انتخاب سے ہے، اب اس پر اعتراض رب کے انتخاب پر اعتراض ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص 473)

(23) قارون، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے چچا یَصْہَر کا بیٹا تھا، تورات کا بڑا عالم تھا، بہت حَسِین، مُتواضع، خوش خُلق تھا، مال ملنے پر مُنافق ہو گیا۔ (تفسیر نور العرفان، ص 474)

(24) جُرم کر کے خوش ہونا حرام ہے، عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔ اسی طرح ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے جیسے خوشی سے ناچنا۔ جائز طور سے خوشی منانا اچھا ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ۔ (تفسیر نور العرفان، ص 474)

(25) دنیاداروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور ان کی دنیا کی تمنّا کرنا غافلوں کا کام ہے۔ دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھے، دین میں اپنے سے اوپر پر نظر کرے۔ (تفسیر نور العرفان، ص 475)

(26) ایک بھلائی کا بدلہ کم از کم دس گنا، زیادہ کی انتہا نہیں، پھر وہ دائمی ہے جس کو فنا نہیں اور دیدارِ الٰہی اور لِقائے جمال مصطفیٰ (یعنی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت) اس کے علاوہ ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص 820)

کتابوں کے جانثار

مضمون از قلم : محمد معین رضا رضوی
(جماعت اولیٰ، مدرسۂ اہلسنت ناسک مہاراشٹر، انڈیا)

دنیا میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن سے ہم کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ملتا ہے اور جن سے ہم کو بہت ساری معلومات حاصل ہوتی ہیں انہی میں سے ایک بہت اہم بلکہ اس کے بنا نہ ہم کچھ جان سکتے ہیں نہ کچھ پہچان سکتے ہیں، میری مراد کتاب ہے۔ یقیناً ہمارے علم کا پورا دارومدار اسی پر ہے کتاب جو نہ صرف ہمیں علم سے مالا مال کرتی ہے بلکہ جب ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے قیمتی لفظوں سے بہت ساری باتیں سکھا دیتی ہے۔

کتابوں کو پڑھنے کے بعد آدمی کم پڑھے لکھے لوگوں کے روبرو ہوتا ہے تو اس کے نورِ علم سے باقی سب کے قلوب بھی منور و مجلیٰ ہو جاتے ہیں۔ آپ سوچیں ہم اگر اسکولوں کالجوں میں یا اور کوئی تعلیم گاہوں پر جاتے ہیں تو ہمیں وہاں پر اسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر جس مقصد سے گئے وہ مقصد پائے تکمیل تک نہیں پہنچتا۔

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں،

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

اس شعر سے اندازہ ہو رہا ہے کہ انسان جب تک کتاب کی روح تک نہیں پہنچے گا اسے حکمت و علوم کے لعل و گہر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کتاب خوانی اُسے کرتے رہنا چاہئے۔

بزرگانِ دین اور محبت کتاب چند واقعات

امام ابوالفضل عبد الرحمٰن ابن احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ”یہ اوراق یعنی کتابیں میری اولاد کے برابر ہے۔“ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ کے پاس دو گھر تھے ایک میں رہائش پذیر تھے اور دوسرا کرایہ پر دیا ہوا تھا پھر آپ نے دونوں کو بیچ کر کتب خرید لیے۔ شیخ احمد قاسم نے بازار میں کتاب بکتے دیکھی تو اپنے کپڑے بیچ کر کتاب خرید لی، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مجھ سے کتابوں کی صندوقیں ضائع ہو گئی ہیں جو مجھے اہل اموال سے زیادہ عزیز تھیں۔ (کتابوں کے عاشق)

کتاب اور علم بہترین میراث ہیں کہ وہ وراثت ہے جس میں تفریق نہیں اور وہ خزانہ ہے جس پر زکوٰۃ واجب نہیں، کوئی حاسد حیلہ سازی کر کے چھین نہیں سکتا کوئی چور چرا نہیں سکتا اور کوئی پڑوسی دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی جھگڑ کر کے اپنا حق جتا سکتا ہے۔ (عشاق الکتب ص ۵۶ :)

جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہمارے اسلاف، علمائے کرام نے کتابی محبت کو فروغ دینے میں یقیناً قابل قدر کارنامہ انجام دیا۔ ہر زمانے میں بہت ساری کتابیں لکھی گئیں، اب تک وہ سلسلہ جاری و ساری ہے ابھی وہ دور نہیں آیا کہ کتاب پڑھنے والے کم ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ ایک کتاب میں درج ہے ”کتاب اپنے پڑھنے والے کو اصحاب علم و فضل کی صف میں شامل کرتی ہے اور اپنے مصنف رمؤلف کو سب پر مقدم رکھتی ہے۔

مطالعہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ (سورہ توبہ ۱۲۲)

ترجمہ : کیوں نہیں کہ ان کے ایک گروہ میں سے ایک جماعت نکلے گی دین کی سمجھ حاصل کرے۔

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند مفسر قرآن فیض ملّت حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں،”اس آیت میں علم دین کے حصول کی نہ صرف ترغیب وتحریص (لالچ) دلاتی بلکہ اس کے سمجھنے کے لیے بھی ارشاد ہورہا ہے اور مطالعہ کتب کے بغیر دین کی سمجھ خاک حاصل ہوگی۔ لامحالہ (یقیناً) اس سے کتب بینی کی تحریص (لالچ) و ترغیب بھی ہے۔ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے،”علم کا ایک باب حاصل کرنا ۱۰۰ رکعت پڑھنے سے بہتر ہے اور آگے ارشاد فرمایا،”علم کا ایک باب حاصل کرنا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔ (تفسیر اویسی)

اسلاف کا ذوق مطالعہ اور کتابوں سے لگن

حضرت محمد عبداللہ ابن خشاب النحوی کے شاگرد کہتے ہیں”میں اپنے استاد کی عیادت کرنے گیا تو دیکھا کہ کتاب ان کے سینے پر تھی اور وہ مطالعے میں مگن تھے۔ ابوالعلاء حسن ابن احمد ابن سھل ھمزانی نے والد (انکے والد اپنے وقت کے بہت بڑے تاجر تھے) سے ملنے والی وراثت کو تحصیل علم میں خرچ کردیا اور بغداد سے خراسان تک سفر میں کتابیں کاندھے پر اُٹھائے چلتے تھے۔ آپ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ ایک ایسے شہر میں ہیں جس کی تمام دیواریں کتابوں کی ہیں اور ان کے ارد گرد کتب جمع ہے اور وہ مطالعہ میں مشغول ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ کتب کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ”میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے مرنے کے بعد اسی کام میں مشغول رکھے جس کام کو دنیا میں کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ (کتابوں کے عاشق)

کتاب علم دین حاصل کرنے فائدہ اٹھانے کا بہت نفع بخش ذریعہ ہے، کتابیں وہ بہتا ہوا سمندر ہے جس میں انگنت علوم وفنون بہتے نظر آرہے ہیں۔ جب کوئی صاحب علم کسی مسئلے میں الجھ جاتا ہے تو کتابوں کا ہی رُخ کرتا ہے۔ اور کتاب اُس کی عقدکشائی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جب وہ کتاب کے صفحات کا مطالعہ کرتا ہے تو کتاب اس کا ساتھ دے کر اس کی علمی پیاس بجھاتی ہیں۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ بالا بزرگانِ دین کے متعلق چند واقعات ملاحظہ کیے۔ آج دنیا میں جدید سہولیات کی وجہ سے کتابیں حاصل کرنا اور مطالعہ میں لانا کوئی مشکل فعل (کام) نہیں بلکہ سہل (آسان) ہو چکا ہے۔

اہل علم کی شان

لغت میں علم جہالت کی ضد ہے اور اس سے مراد کسی چیز کو اس کی اصل حقیقت پر مکمل طور پر پالینا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی چیز کو کسی چیز کے سہارے عقل انسانی کو سمجھنے کی قوت عطا کی ہے۔ ویسے ہی علم کو کتاب کے بغیر سمجھنا بہت مشکل کام ہے،

خالقِ کل نے اشرف المخلوقات کو جہاں بڑی بڑی عظیم نعمتوں سے نوازا ہیں اسی میں علم اپنا الگ مقام رکھتا ہے۔علم کے حصول کی اور دیگر صورتیں بھی ہیں۔لیکن اصل معنوں میں اگر دیکھا جائے تو انسان کو علم حاصل کرنے میں کتابیں ہی اس کا ہتھیار ہوتی ہیں۔

ایک شخص کا واقعہ ہے کہ اس نے کتاب خریدی اس سے کہا گیا آپ نے وہ چیز خریدی جس کا آپ کو علم نہیں ہے،اس نے کہا میں نے غیر معلوم چیز اسی لیے خریدی تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہو جائے۔بعض قاضی (جج) قرض کے بدلے کتب خریدتے تھے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا،"میں وہ شئے کیوں نہ خریدوں جس کی بدولت مجھے یہ مقام ملا ہے۔پھر پوچھا گیا کہ تم اپنے مقام میں ترقی چاہتے ہو تو کہا،جتنا بڑا پیشہ ہوتا ہے اس کے لیے اس کے متعلق آلات کی ضرورت بھی اتنی زیادہ پڑتی ہے۔(تقیید العلم ص ۱۳۷ :)

دیکھا آپ نے کہ اس شخص نے کتاب سے پیار محبت کا پورا حق ادا کیا اور کتاب کی عزت کو دوبالا کیا۔

اس واقعہ سے یہ پتہ چلا کہ علم پیشہ اور کتاب ہتھیار ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو ہمارے اسلاف، بزرگان، دین، علمائے کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے،اور جیسے ان کو کتاب سے محبت تھی ہم کو بھی کتابوں سے ویسی ہی محبت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے،ان کے مطالعہ کے صدقے ہم کو بھی کتاب کا مطالعہ سوچ سمجھ کر کرنے کی قوت بخشے۔

آمین یارب العالمین۔

سیف ہو اِک ہاتھ میں اِک ہاتھ میں کاغذ قلم
دُور ہوں تعلیم سے اس قوم کے درد و اَلم

"سُوْرَۃُ الرُّوْمُ"

سے حاصل ہونے والی 14 خوبصورت باتیں

(1)اگر ہم نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر دیا تو ہم زندہ ہیں ورنہ مُردوں سے بدتر۔(تفسیر نور العرفان،ص 487)

(2)مَردودوں کی اجڑی بستیوں کو جا کر دیکھنا تا کہ خوفِ الٰہی پیدا ہو اور محبوبوں کے آباد مقاموں کو جا کر دیکھنا تا کہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کے لیے سفر مُباح ہے۔(تفسیر نور العرفان،ص 487)

(3)کافر کا کھانا، پینا، چلنا پھرنا ظُلم ہے کہ رب کی بغاوت کر کے اس کی چیزوں کو استعمال کرتا ہے،مومن کے یہ کام عبادت ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کا مُطیع ہے۔(تفسیر نور العرفان،ص 487)

(4)صوفیائے کرام (رحمۃُ اللہِ علیھم) فرماتے ہیں: جو سنّت کا تارِک (یعنی چھوڑنے والا) ہوگا وہ ایک دن فرض کا تارِک بھی ہو جائے گا اور جو فرض چھوڑنے کا عادی ہوگا وہ آخر کار عقیدے بھی چھوڑ بیٹھے گا۔ چور پہلے پہلی دیوار توڑتا ہے وہاں کامیاب ہو کر دوسری دیواروں میں نقب لگاتا ہے لہٰذا دین کی پہلی دیوار سنّت ہے اس کی حفاظت کرو! ورنہ باقی چیزوں کی خیر نہیں۔(تفسیر نور العرفان،ص 487)

(5)قیامت میں کیسی ہی شدّت ہو مگر مومن کی آس نہ ٹوٹے گی،اسے نبی کی شفاعت،رب کی رحمت سے اُمید ہوگی۔(تفسیر نور العرفان،ص 823)

(6)(اللہ پاک) جاندار سے بے جان نُطفَہ یا انڈا پیدا فرماتا ہے اور مومن سے کافر،مُتّقی سے فاسق، عاقل سے غافل کو پیدا کرتا ہے اور نُطفَہ یا انڈے سے جاندار حیوان۔کافر سے مومن،غافل سے عاقل، فاسق سے متقی بندے پیدا فرماتا ہے،کیسی شان والا ہے۔(تفسیر نور العرفان،ص 488)

(7)انسان کا نکاح جانور اور جنّ وغیرہ سے نہیں (ہوسکتا) کیونکہ بیوی اپنی جنس کی چاہیے۔ حور اگرچہ انسان یعنی آدم علیہ السّلام کی اولاد میں نہیں مگر جنّت دوسری دنیا ہے وہاں کے احکام جُداگانہ ہیں،اسی لیے آدم علیہ السّلام کی بیوی اس وقت (دنیا میں تشریف لانے سے پہلے) جنت میں صرف حوّا تھیں۔(تفسیر نور العرفان،ص 488)

(8)مرد روزی کمانے کے لیے ہے،عورت مرد کو آرام دینے کے لیے۔(تفسیر نور العرفان،ص 823)

(9)قدرتی طور پر خاوند و بیوی میں آپس میں مَحبّت ہوتی ہے اگرچہ پہلے اجنبی ہوں بلکہ نکاح سے دو خاندان اور کبھی دو مُلک مل جاتے ہیں اس لیے اسے نکاح یعنی ملانے والی چیز کہتے ہیں۔مرد کو بیوی کے عزیزوں سے اور عورت کو خاوند کے عزیزوں سے محبت ہونا اللہ کی رحمت ہے،نا اتفاقیاں اللہ کا عذاب۔(تفسیر نور العرفان،ص 823)

(10)مخلوق کی اِبتدا آہستگی سے (چھ دن میں) مگر اِعادَہ (یعنی دوبارہ پیدا کرنا) اچانک ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان،ص 489)

(11)ہر بچہ اُس توحید اور دین پر پیدا ہوتا ہے جس کا اُس نے مِیثاق کے دن عہد کیا تھا۔ (تفسیر نور العرفان،ص 490)

(12)بہت دفعہ مصیبت کے وقت کُفّارِ مکّہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر ربّ تعالیٰ سے دعا کراتے تھے۔فرعون بھی مصیبتوں میں موسیٰ علیہ السّلام سے دعا کراتا تھا۔(تفسیر نور العرفان،ص 490)

(13)جس ہبہ (یعنی تحفے) میں محض رب کی رضا مقصود ہو وہ صدقہ ہے اور جس میں بندے کی رِضا مقصود ہو اور ربّ کی رِضا کے لیے بندے کو راضی کرنا ہو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہے۔(تفسیر نور العرفان،ص 491)

(14)خیرات وہ ہے جو فقیر کو فقیری کی بنا پر محض ربّ کو راضی کرنے کے لیے دی جائے۔

ذہنی آزمائش

از : نبیرۂ شعیب الاولیاء وشہزادۂ حضور چشتی میاں صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری چشتی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف

سوال نمبر 1) لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے اور اس کا بیچنا.....؟

جواب)) لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے اور اس کا بیچنا مکروہ ہے (بہار شریعت جلد تین حصہ 16 صفحہ 106)

سوال نمبر 2). ہاتھی کے دانت اور ہڈی سے بنی ہوئی چیزوں کو استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب)) ہاتھی کے دانت اور ہڈی اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی خریدنا اور بیچنا اور استعمال کرنا جائز ہے (جنتی زیور صفحہ 433

سوال نمبر 3) "رکوع" کے ساتھ سب سے پہلے کون سی نماز پڑھی گئی ؟

جواب)) "رکوع" معراج کے بعد عطا ہوا بلکہ معراج کی صبح کو جو نماز ظہر پڑھی گئی تب تک رکوع نہ تھا اس کے بعد عصر کی نماز میں اس کا حکم آیا (فتاوی رضویہ جلد دو صفحہ 182)

سوال نمبر 4) نماز میں سستی کرنے والے قیامت کے دن.........اٹھیں گے؟

جواب)) نماز میں سستی کرنے والے قیامت کے دن سور کی صورت میں اٹھیں گے (کیا آپ جانتے ہیں صفحہ 439)

سوال نمبر 5) ناپاک پانی کو خود استعمال کرنا حرام ہے اور اور جانوروں کو پلانا.......؟

جواب)) ناپاک پانی کو خود استعمال کرنا حرام ہے اور جانوروں کو بھی پلانا ناجائز ہے (جنتی زیور صفحہ 239)

سوال نمبر 6) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو کتنی بار زہر دیا گیا؟

جواب)) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو چھ بار زہر دیا گیا (تاریخ الخلفاء)

سوال نمبر 7) جس وقت حضرت آمنہ کا انتقال ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کتنی تھی؟

جواب جب آپ کی والدہ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف چھ سال کی تھی (سیرت مصطفی صفحہ 83)

سوال نمبر 8) اپنے بچوں کو بولی سکھانے کا آغاز کس چیز سے کریں؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے اپنے بچوں کو بولی سکھانے کا آغاز کرو (بیہقی شریف)

سوال نمبر 9) فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حاجی اپنے گھر والوں میں سے کتنے لوگوں کی شفاعت کرے گا؟

جواب)) فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حاجی اپنے گھر والوں میں سے 400 کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا (رفیق الحرمین صفحہ 67)

سوال نمبر 10) کھانے کے بعد پوچھنے کے لیے ٹسو پیپر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب)) کھانے کے بعد ہاتھ پوچنے کے لیے ٹسو پیپر استعمال کرنا منع ہے (فتاویٰ افضل المدارس صفحہ 155)

سوال نمبر 11) کیا نماز میں ہر سورہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیے؟

جواب)) ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور اس کے بعد سورہ پڑھنے کے لیے مستحب یعنی پڑھے تو اچھا اور نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں (فتاوی رضویہ جلد تین صفحہ 67)

سوال نمبر 12) بالوں میں کالی مہدی لگانا کیسا ہے؟

جواب)) بالوں میں کالی مہندی لگانا مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز و حرام ہے اور گناہ ہے (مسلم شریف جلد دو صفحہ 199)

سوال نمبر 13) عورت کو اپنے شوہر کا نام یا بیٹا یا اپنے باپ کا نام لے کر پکارے تو کیسا ہے؟

جواب)) بیٹا اپنے باپ کا نام لے کر یا بیوی اپنے شوہر کا نام لے کر پکارے تو مکروہ ہے (بہار شریعت حصہ 16)

سوال نمبر 14) جمعہ کا خطبہ سننا کیا ہے؟

جواب)) جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے (درمختار جلد تین صفحہ 36)

سوال نمبر 15) تاڑی جو کھجور کے درخت سے ہے اس کا پینا کیسا ہے؟

جواب)) تاڑی نشہ آور ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے (فتاوی برکاتیہ صفحہ 211)

سوال نمبر 16) حج مقبول یعنی حج قبول ہونے کی کتنی نشانیاں ہیں؟

جواب)) حج کے بعد ہمیشہ کے لیے نرم دل ہو جانا۔ گناہوں سے نفرت ہو جانا۔ اچھے کاموں کی طرف رغبت ہو جانا (فتاویٰ فقیہ ملت جلد ایک صفحہ 351)

سوال نمبر 17) طواف کرتے وقت فتوی پوچھنا کیسا ہے؟

جواب)) یہ باتیں طواف و سعی دونوں میں جائز ہے۔ سلام کرنا۔ جواب دینا۔ حاجت کے لیے کلام کرنا۔ فتوی پوچھنا۔ فتوی دینا۔ پانی پینا۔ حمد و نعت منقبت کے اشعار آہستہ پڑھنا (بہار شریعت حصہ چھ صفحہ 84)

سوال نمبر 18) سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے نکاح فرمایا؟

جواب)) سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں کی (المواہب اللدنیۃ جلد چار صفحہ 259)

سوال نمبر 19) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کرتے ہیں؟

جواب)) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے (مسلم شریف صفحہ 152 حدیث 253)

سوال نمبر 20) سب سے پہلے کس کی قبر شق ہوگی؟

جواب)) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، پھر میں جنت البقیع والوں کے پاس جاؤں گا تو وہ میرے ساتھ اکٹھے ہوں گے، پھر اہل مکہ کے پاس جاؤں گا اور

حرمین شریفین کے درمیان ان سے آملوں گا (جامع ترمذی ح 2662ص 3032)

سوال نمبر 21) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو کیا کرتے؟

جواب)) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے (ابوداؤد جلد ایک صفحہ 52 حدیث 57)

سوال نمبر 22) سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کس نے کی؟

جواب)) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کی (موطا جلد دو صفحہ 415 حدیث 1756)

سوال نمبر 23) سب سے پہلے ختنہ کس نے کیا؟

جواب)) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے ختنہ کیا (موطا جلد دو صفحہ 415 حدیث 1756)

سوال نمبر 24) سب سے پہلے مونچھ کے بال کس نے تراشے؟

جواب)) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے (موطا جلد دو صفحہ 415 حدیث 1756)

سوال نمبر 25) سب سے پہلے سلا ہوا پاجامہ کس نے پہنا؟

جواب)) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے صلہ ہوا پاجامہ پہنا (مرقاۃ جلد آٹھ صفحہ 264)

"سُوْرَۃُ اللُّقْمٰن"
سے حاصل ہونے والی 9 خوبصورت باتیں

(1) تلاوتِ قرآن کا سننا فرضِ کفایہ ہے جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں، کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہ کرنی چاہیے۔ (نور العرفان ص825)

(2) تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں۔آپ کی عمر ایک ہزار سال ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی۔(نور العرفان ص495)

(3) حضرت لقمان کے بیٹے کا نام اَنعم یا اَشکم ہے۔(نور العرفان ص495)

(4) حضرت سفیان ابن عُیَیْنہ (رحمۃُ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اللہ کے شکر کے لیے پنج گانہ نماز پڑھو، ماں باپ کے شکریہ کے لیے نمازوں میں ان کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ (نور العرفان ص825)

(5) اچّھوں کی سی شکل بنانا، ان کی سی چال ڈھال اختیار کرنا اچھا ہے اور بُروں کی شکل اختیار کرنا ان کے طریقے بَرتنا بُرا ہے اس سے موجودہ مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ اپنی چال ڈھال متکبر عیسائیوں کی سی بناتے ہیں۔ متکبرین کی نقل بھی بُری ہے۔مُتواضعین کی نقل اچھی ہے۔آج کل بالوں میں مانگ نکال کر ننگے سر ہاتھ یا پیر گھماتے ہوئے چلنا خاص کر متکبرین کی چال ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ بلا وجہ تیز چلنا بھی اس میں داخل ہے کہ تکبّر ہے۔(نور العرفان ص496)

(6) اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم، حُسن، خوش آوازی، نسب، وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال (تکبّر وغرور) ہے جیسے مال، جائیداد، لشکر، نوکر چاکر وغیرہ یعنی نہ ذاتی کمال پر فخر کر نہ بیرونی فضائل پر اترا کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں رب کی ہیں، جب چاہے لے لے۔(نور العرفان ص825)

(7) مُرغ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اچھا معلوم ہوتا ہے، اس وقت دعا مانگنے کا حکم ہے۔(نور العرفان ص825)

(8) صُوفیا فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ پَستی (یعنی گھاٹے وخسارے) میں پڑے ہیں۔حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالی کی مضبوط رسّی ہیں جس نے آپ کا دامن تھام لیا وہ بلندی پا گیا جو آپ سے علیحدہ رہا پَستی میں رہا۔جیسے کنوئیں میں گرے ہوئے ڈول یا آدمی کو رسّی کے ذریعے نکالتے ہیں۔(نور العرفان ص497)

(9) دنیاکی زندگی کو باقی سمجھ کر رب سے غافل ہو جانا بڑی ہی غفلت ہے، یہ تو پانی کے بُلبُلے کی طرح خالی غلاف ہے جس کی کچھ حقیقت نہیں۔(نور العرفان ص826)

تقلید

کی اقسام اور ان کا حکم

از : محمد سلیم رضا مدنی

تقلید کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی مذمت قرآن مجید نے بیان کی، اور دوسری وہ جس پر صدیوں سے امت عمل کرتی آ رہی ہے۔ پہلی کو تقلید حقیقی، اور دوسری کو تقلید غیر حقیقی کہتے ہیں۔

دنیا کے طول و عرض میں موجود ائمہ اربعہ کے مقلدین دراصل تقلید حقیقی نہیں کرتے بلکہ تقلید غیر حقیقی کرتے ہیں۔

لیکن غیر مقلدین کی یہ پرانی روش ہے کہ جہاں کفار و مشرکین کے بارے میں آیت دیکھو، فوراً اپنے مخالف مسلمانوں پر چپاں کر دو! یہ لوگ تقلید غیر حقیقی کو بھی شرک و بدعت کہتے نظر آتے ہیں۔

ایسے لگتا ہے جیسے قرآن صرف انہی کے تفسیری تجزیے کا محتاج ہے۔ گویا چودہ سو سال سے امت کے ائمہ، فقہا و محدثین اور مفسرین قرآن سے بھی زیادہ قرآن فہمی اب ان کے ہاتھ آئی ہے!

اب آیئے ذرا تقلید کی ان دونوں اقسام کی تعریف اور حکم پر بھی نظر ڈالتے ہیں۔

تقلید حقیقی

تقلید حقیقی کی تعریف یہ ہے :

(التقلید الحقیقی ہو العمل بقول الغیر من غیر حجۃ اصلا)

یعنی کسی کے ایسے قول پر عمل کرنا جس پر کسی طرح کی کوئی دلیل نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ باب الطہارۃ ج ۱ ص ۲۸۳ طبع : مکتبۂ رضویہ آرام باغ روڈ)

وضاحت :

دلیل سے مراد یہاں وحی الٰہی ہے۔ کیوں کہ اصل دلیل یہی ہے۔ قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ، وحی الٰہی کے مقابلے میں اپنے باپ دادا یا کسی پیشوا کی تقلید کرنا ہی تقلید حقیقی ہے۔

اسی تقلید کی مذمت قرآن پاک نے بیان فرمائی۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾

اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں : بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں؟۔

آیت کریمہ سے واضح ہے کہ کفار و مشرکین وحی الٰہی کے مقابلے میں باپ دادا کی پیروی اور تقلید کرتے ہیں لہٰذا یہ کفار و مشرکین کا ہی وطیرہ ہے۔ مسلمان وحی الٰہی کے مقابلے میں کسی کی تقلید نہیں کرتے۔

تقلید غیر حقیقی کی تعریف و حکم :

تقلید غیر حقیقی دراصل اس پیروی کا نام ہے جو دلیل یعنی وحی الٰہی کی مخالفت سے پاک ہو۔ بلکہ یہ تقلید درحقیقت وحی الٰہی کا اتباع ہے۔

یہی وہ تقلید ہے جو مسلمانوں میں رائج ہے اور ہمیشہ سے اہل حق کا شیوہ رہی ہے۔ اور یہ دلیل سے خالی نہیں بلکہ درحقیقت دلیل یعنی وحی الٰہی پر عمل ہی کا صحیح طریقہ ہے۔

قرآن مجید نے آبا و اجداد کی تقلید پر جہاں کفار و مشرکین کی مذمت

فرمائی ،وہیں دین کی سمجھ رکھنے والے صحابۂ کرام اور علمائے ربانیین کی پیروی اور تقلید کا حکم دیا : ارشاد باری تعالیٰ ہے :

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ [النساء:59]

اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکم والے ہیں ان کی پیروی کرو!

صحیح ترین قول کے مطابق اولو الامر سے مراد علما ہی ہیں۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے:

المراد من أولی الأمر العلماء فی اصح الأقوال

ترجمہ : اُولی الاَمر سے مراد علما ہیں اصح قول کے مطابق۔

(تفسیر کبیر تحت الآیہ ۳۱ سورۃ البقرہ۔ ملخصاً از کشف وحید از حقیقت تقلید، طبع : نوری دار الافتا)

خلاصۂ کلام

مسلمانوں میں رائج تقلید در حقیقت تقلید غیر حقیقی اور تقلید عرفی ہے جس میں امام مجتہد کے قول و مسئلے کا تعلق دلیل یعنی وحی الٰہی سے ہوتا ہے کیوں کہ قرآن اصل دلیل ہے حدیث اس کا مظہر اور قیاس و اجماع بھی اسی بحر سے فیض یافتہ ہیں۔ اس لیے ان تمام کا تعلق اصل دلیل سے ہی ہے اور عامی کا امام مجتہد کی تقلید کرنا ہی اصل قرآن و حدیث پر چلنا ہے۔ نیز اس تقلید کی مذمت قرآن میں نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے اسی تقلید کا حکم دیا اور اہل علم سے سوال کی ترغیب دی۔

لہٰذا یہ تقلید بالکل جائز اور باتفاق علما واجب ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جونہی حکم آئے شہ بحر و بر کا
نہ ہو عذر لب پر اگر اور مگر کا

سخاوت نبی کی نہیں رکھتی سرحد
دو عالم میں بٹتا ہے فیض ان کے در کا

ہوا خیبر کا بول بالا جہاں میں
کٹا ان کی آمد سے سر جسم شر کا

علی الغیب آیت سے ثابت ہوا یہ
ہے علم ان کو ہر ایک غیبی خبر کا

بنیں دشت باغات، باغات جنت
بیاں کیا ہو ان کے قدم کے اثر کا

شفاعت سے ان کی ملا امن قلبی
تھا ماحول ہر سمت محشر میں ڈر کا

بڑھیں عظمتیں ان سے خاکی بشر کی
اثر دیکھیے ایک نوری بشر کا

ہیں یہ برکتیں موئے شاہ زمن کی
ملا تمغہ سیف خدا کو ظفر کا

ہیں مصروف مدحت میں قلب و زباں سب
اثر ہے یہ ان کے کرم کی نظر کا

نہیں دیکھا جنت میں بھی ایسا منظر
جو منظر ہے میرے نبی کے نگر کا

ملی روشنی ان کی سیرت سے سب کو
ہوا خاتمہ *عینی* اندھے سفر کا

از : سید خادم رسول عینی

[تبصرہ بر پیامِ شعیب الاولیاء]

قلم، دل اور عقیدت کی حسین آمیزش

ازقلم : علامہ مولانا قربان قمر ہاشمی سیتامڑھی
ڈائریکٹر: جامعہ گلشن فاطمہ للبنات، سیوان، بہار 9022183389

گل گلزارِ علویت حضرتِ بابرکت حضور شعیب الاولیاء، الشاہ محمد یار علی علوی علیہ الرحمہ وہ نام جس کے تذکرے سے قلوب میں سکون اترتا ہے، وہ ذات جس کے سانسوں سے ذکرِ حق کی خوشبو پھوٹتی تھی محمد یار علی علوی علیہ الرحمہ، وہ درویش باصفا، وہ مرشدِ پُرنور، جنہوں نے اپنے حال و قال سے امتِ مسلمہ کی اصلاح و ارشاد میں وہ روح پھونکی جس سے دلوں کی مردہ زمینیں پھر سے زندہ ہوگئیں۔

آپ درحقیقت نائبِ رسول اور اولادِ محمد بن حنفیہ بن مولا علی ہونے کا ایسا حق ادا کرنے والے تھے کہ آپ کی زندگی نقشِ مصطفوی اور رنگِ علوی کی آئینہ دار بن گئی۔

۱۲ فروری ۱۸۸۷ء (۱۳۰۷ھ) کی وہ مبارک صبح جب براوں شریف کے بام و در سے روشنی پھوٹی، اور حضرت فجر علی علوی علیہ الرحمہ کے آستانے پر ایک ایسا نوزاد جلوہ گر ہوا جس کے آنے سے شہرِ اولیاء نے نئی خوشبو محسوس کی۔

ابھی آپ کا وجود مسعود گہوارہ ہی میں تھا کہ آنکھوں میں نورِ ولایت اور دل میں ذکرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دھاگے پروئے گئے۔

جس چہرے پر بچپن میں تبسمِ رضا کی جھلک تھی، وہی چہرہ بعد میں خشیتِ ربانی اور خلوص وللہیت کا آئینہ بن گیا۔

زہد وتقویٰ آپ کے رخِ زیبا کا غازہ تھا، اور خلوص وللہیت آپ کے قلبِ نازنین کا ہالہ۔ آپ کی بندگی مقبولِ بارگاہ، آپ کی عادات محمود، اور آپکی ذات شبِ دیجور میں بھٹکنے والوں کے لیے چراغِ منزل تھی۔ ہر لمحہ آپ کا ذکر وفکر، صبر وشکر، خدمت ومحبت سے لبریز ہر دن ایک نیا بابِ ہدایت، ہر رات ایک نیا رنگِ معرفت۔

آپ نے وہ کارنامہ انجام دیا جو آنے والی صدیوں تک یاد رکھا جائے گا دارالعلوم اہلِ سنت فیض الرسول، براوں شریف کی بنیاد رکھ کر آپ نے علم وعمل، زہد وعرفان کے چمن کو ایک نیا رنگ دیا۔

اسی درگاہ سے پھوٹنے والی روحانی روشنی نے سلسلہ یارعلویہ کی صورت میں الفت وارشاد کی نئی تاریخ رقم کی۔

آپ کی روحانی پرورش ایسی مقدس نسبتوں کے سائے میں ہوئی جن کی برکت سے دل منور اور سیرت معطر ہوئی: امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ، محبوبِ اولیاء، حضرت محبوب علی شاہ علیہ الرحمہ، قطب الاقطاب، حضرت شاہ عبداللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ۔

ان نفوسِ قدسیہ کے فیض نے آپ کو عشق وعرفان کی بلند چوٹیوں تک پہنچایا۔

آپ کے روحانی وعلمی فیض سے علم وعرفان کے ایسے چراغ روشن ہوئے جو آج تک فروزاں ہیں۔

حضرت بدرالملت علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی، حضرت فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ یہ سب آپ کے دامن تربیت سے فیضیاب ہوئے اور اپنے اپنے دور میں چراغِ یارعلویہ کے امین بنے۔

آپ کی ہر سانس میں ذکر، ہر نظر میں شکر، ہر عمل میں اخلاص، اور ہر خاموشی میں دعوت تھی۔

آپ کی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ سعی بے مثال، عزم و استقلال، علم و حلم، صبر و یقین کا مجسم پیکر تھا۔ یوں آپ کی ذات امت کے لیے مشعل راہ، اور گل گلزارِ علویت کا مہکتا پھول بن گئی۔

حضرت شعیب الاولیاء الشاہ محمد یار علی علوی علیہ الرحمہ وہ مقدس وجود جن کے قدموں کے نشان آج بھی براؤں شریف کی خاک میں نور بن کر جگمگا رہے ہیں۔ آپ کی زندگی عشق و عبادت، علم و عمل، حلم و حکمت، اور عشقِ رسول ﷺ کے لازوال رنگوں کا مرقع تھی۔ یقیناً آپ ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جن کے وجود سے زمین پر فیض کا موسم اترتا ہے اور جن کے ذکر سے دلوں میں ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ حضرت عارف باللہ، علامہ الحاج الشاہ غلام عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ (المعروف بہ چشتی میاں، سابق نائب ناظمِ اعلیٰ دار العلوم اہلِ سنت فیض الرسول، براؤں شریف)

اسی نورانی سلسلۂ فیضِ علویت کی ایک کڑی وہ باصفا، متواضع اور عاشق مصطفیٰ ہستی ہیں جن کا وجود شبِ تار میں نوری قندیل بن کر چمکتا رہا جن کی پیشانی پر عبادت کا نور، دل میں رضا و تسلیم کا سرور، اور لبوں پر ذکرِ حبیب ﷺ کی مٹھاس تھی۔

وہ ہیں: صاحبِ زہد و تقویٰ، عابدِ شب زندہ دار، صاحبِ فضل و کمال، مظہرِ شعیب الاولیاء، حضرتِ علامہ الحاج الشاہ غلام عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ المعروف بہ چشتی میاں۔

آپ کی ولادت ۱۹۵۴ء میں خانوادہ ولایت کے اس گلشن، براؤں شریف (یو۔پی۔) میں ہوئی جہاں ہر سانس میں درود کی خوشبو، ہر صحن میں اذکار کی لہریں، اور ہر دیوار پر محبتِ آلِ نبی ﷺ کے نقوش ثبت ہیں۔ آپ، شہزادہ شعیب الاولیاء، مظہرِ شعیب الاولیاء، الشاہ محمد صدیق احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ کے آنگن کے وہ گلاب تھے جن کی خوشبو سے خانقاہِ یارعلویہ کی فضائیں معطر ہوئیں۔

آپ نے اپنی ابتدائی اور اعلیٰ دینی تعلیم دار العلوم اہلِ سنت فیض الرسول، براؤں شریف جو کہ خانوادہ یارعلویہ کا مرکزِ علم و فن ہے سے مکمل کی۔ پھر اپنے والدِ ماجد، حضرت مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے بیعت، خلافت اور اجازتِ طریقت حاصل کی۔ اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے آپ نے نائب ناظمِ اعلیٰ کے منصب کو بھی علم، حلم، اخلاص اور فہمِ دین کے نور سے منور فرمایا۔

آپ کی ذاتِ گرامی خاندانی اوصاف کی مجسم تصویر تھی فیاضی و سخاوت آپ کا طرزِ حیات، صبر و قناعت آپ کا سرمایۂ قلب، شکرِ الٰہی آپ کا وردِ زبانی، تواضع و انکساری آپ کی چال، شفقت و تحمل آپ کی گفتار، علم دوستی و علما نوازی آپ کا شعار، صدقِ مقال اور اکلِ حلال آپ کا معیار، حسن و جمال کے ساتھ جاہ و جلال اور فضل و کمال آپ کے ورثے میں شامل گویا تاجِ افتخار بنے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پاسبانی اور خانقاہ یارعلویہ کی روحانی عظمت کے تحفظ میں گزاری۔ آپ کے عہدِ مسعود میں خانقاہ سے علم و عشق کی وہ کرنیں پھوٹی جنہوں نے ہزاروں قلوب کو منور کیا۔

آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں آپ کے فیضِ نظر سے ایک مقدس تحریک نے جنم لیا سہ ماہی "پیامِ شعیب الاولیاء"۔

یہ مجلہ خانقاہ یارعلویہ کا بے باک نقیب، مسلکِ اعلیٰ حضرت کا وفادار ترجمان، اور علمی و روحانی دنیا میں ایک درخشاں مینار ہے۔

یہ فیضان دراصل آپ کے فرزند برومند، نبیرہ شعیب الاولیاء، حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری محمد افسر علوی چشتی زیدہ اقبالہ کی مسلسل جہد، متحرک قیادت اور علم دوست مزاج کا ثمر ہے جنہوں

نے اپنے جدِّ امجد کے خواب کو تعبیر بخشی۔
محض چار برس کے قلیل عرصے میں یہ رسالہ علمی، ادبی، تحقیقی اور روحانی حلقوں میں اپنی پہچان، وقار اور وزن قائم کر چکا ہے۔
حضرت چشتی میاں علیہ الرحمہ کی حیاتِ طیبہ زہد و عرفان، خدمت و تواضع، علم و عشق، اور اخلاص و قربِ الٰہی کا حسین مرقع ہے۔
آپ نے اپنی شب زندہ داریوں سے عبادت کی راہوں کو روشن کیا، اپنی سخاوت سے دلوں کو جوڑا، اور اپنے علم و حلم سے نسلوں کی تربیت کی۔ یقیناً آپ سلسلۂ یارعلویہ کے وہ نگینے ہیں جن کے فیضان سے آج بھی دلوں میں ایمان کے چراغ جلتے ہیں، اور جن کی دعا سے براؤں شریف کی فضا اب بھی معطر ہے۔

پیامِ شعیب الاولیاء مشمولات کا تعارف

سہ ماہی پیامِ شعیب الاولیاء، خانقاہ یارعلویہ کی وہ روحانی خوشبو ہے جو دلوں میں ایمان کی روشنی، ذہنوں میں علم کا جلال، اور زندگیوں میں عمل کا جمال بکھیرتی ہے۔
یہ مجلہ محض صفحات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک فکری تحریک، ایک روحانی صدا، اور ایک علمی عہدِ نو کی تعبیر ہے جس میں اہلِ دل کے لیے معرفت کے جام، اہلِ فکر کے لیے بصیرت کے چراغ، اور اہلِ علم کے لیے تحقیق کے خزانے یکجا ہیں۔

اداریہ:

اس حصے میں مدیرِ مجلہ موجودہ حالات، رجحانات اور امتِ مسلمہ کے فکری چیلنجز پر روشنی ڈال کر ایک ایسی رہنمائی پیش کرتے ہیں جو دل کو فکر میں ڈوبو دیتی ہے اور فکر کو عمل میں ڈھال دیتی ہے۔ یہ اداریہ محض تبصرہ نہیں، بلکہ بصیرت کی تجدید ہے۔

انوارِ قرآن:

قرآنِ حکیم کی آیاتِ مبارکہ کی تفسیر و توضیح اس انداز میں کی جاتی ہے کہ قاری کے دل میں ایمان تازہ اور روح میں یقین کی شمع روشن ہو جاتی ہے۔ یہ حصہ دراصل نورِ ہدایت کا وہ سرچشمہ ہے جہاں لفظ لفظ سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

گلدستۂ حدیث:

یہ گوشہ احادیثِ مبارکہ کی تشریح و تفہیم سے مزین ہے، جہاں ایک ایک فرمانِ مصطفیٰ ﷺ زندگی کے بکھرے ہوئے دھاگوں کو سمیٹ کر عمل و اخلاق کے خوبصورت تسبیح میں پرو دیتا ہے۔
یارعلوی دارالافتا روزمرہ کے فقہی و سماجی مسائل پر مدلل فتاویٰ، قرآنی و حدیثی دلائل کے ساتھ وضاحت کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ حصہ فقہِ حنفی کے منہاج پر عامۃ المسلمین کے لیے اعتماد و یقین کا پُرنور مینارہ ہے۔
علمی، روحانی، تحقیقی و سماجی مضامین یہ حصہ تصوف، اخلاقیات، تربیتِ کردار، عقائدِ اہلِ سنت، اور حالاتِ حاضرہ کے سلگتے مباحث پر مشتمل ہے۔
ہر مضمون ایک نیا زاویہ فکر عطا کرتا ہے، ہر سطر میں دین کی حرارت، اور ہر لفظ میں دعوتِ خیر کی جھلک ملتی ہے۔
یہ مجلہ دراصل ایک ایسا آئینۂ حق و عرفان ہے جس میں دین کی روح، علم کی ضیا، اور عشقِ اولیاء کا رنگ یکجا نظر آتا ہے۔ یہ ماضی کے فیضان کو حال کی ضرورتوں سے جوڑنے والا وہ علمی و روحانی پل ہے جو فکر کو روشنی، دل کو یقین، اور امت کو سمت عطا کرتا ہے۔
یہ مجلہ محض کاغذ کے اوراق نہیں، بلکہ روح کے زخموں پر مرہم، دلوں کی وادیوں میں اجالہ، اور اہلِ ایمان کے لیے تربیت و تزکیے کا مرقع ہے۔ یہ ایک ایسا گلشن ہے جس کی ہر کلی سے فکر کی خوشبو، عشقِ

رسالت ﷺ کی مہک، اور ولایت کی روشنی پھوٹتی ہے۔
اس کے صفحات میں صوفیانہ لطافت علمی وقار، دینی بصیرت، عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی تپش، اور اخلاقی تربیت کی حلاوت یوں سمٹی ہوئی ہے جیسے موتی شبنم کے قطرے میں سمندر کا عکس۔ یہ رسالہ اعلان کرتا ہے کہ: خانقاہیں ابھی زندہ ہیں، اولیا کا فیضان اب بھی جاری ہے، اور محبتِ رسول ﷺ ہی حیات کا حقیقی سرمایہ ہے یہ مجلہ قاری کو سوچنے پر نہیں، جاگنے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ علم بخشتا ہے، دلوں میں چراغ جلاتا ہے، روح کو بیدار اور ضمیر کو پاکیزہ بناتا ہے۔
نبیرہ حضور شعیب الاولیا نور دیدہ چشتی میاں پیرزادہ علامہ محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ کی ذات، اس مشن کے پس منظر میں اخلاص کا مینار، عشقِ ولایت کا سرچشمہ، اور دینی خدمت کا روشن ستارہ ہے۔ آپ نے شہرت کی نہیں، قبولیت کی دعا کی۔ آپ نے دنیاوی جاہ نہیں، روحانی جلال کی راہ چنی۔ اللہ کریم آپ کے خلوص کو دوام عطا فرمائے، اور اس مجلے کو قیامت تک فیضانِ علوی کا آئینہ بنائے رکھے آمین۔
پیکر اخلاص ادیب شہر صحافی بے نظیر مولانا محمد قمر انجم فیضی اور ان کے رفقا کی محنتیں گویا وہ خوشبو ہیں جو لفظوں میں بند نہیں کی جا سکتیں۔ یہ ٹیم تحقیق کو عبادت، تحریر کو امانت، اور صحافت کو خدمت کا درجہ دے کر اس مجلے کو اخلاص کی خوشبو سے معطر کر رہی ہے۔
ان کے قلم سے نکلا ہر لفظ روشنی ہے، ہر جملہ نیت کی سچائی کا گواہ۔ پیامِ شعیب الاولیا ہمیں بتاتا ہے کہ امت کی اصلاح تلوار سے نہیں ہوتی ہے، بلکہ قلم، کردار، اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے ہوتی ہے۔ یہ مجلہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم ادبِ رسالت ﷺ کو زادِ راہ بنائیں، محبتِ اولیا کو حرزِ جاں کریں، علم و عمل کے سنگم سے زندگی سنواریں، اور اتحادِ اہلِ سنت کے پرچم تلے اکٹھے ہوں۔
یہ رسالہ صرف پڑھنے کا نہیں بلکہ نبھانے، چلانے اور آگے بڑھانے کا عہد چاہتا ہے۔
آج کے اس دورِ مہنگائی میں جب ایک گھر کا چراغ جلانا مشکل ہے، تو سوچو! وہ ہاتھ کتنے مبارک ہوں گے جو ایک روحانی مجلہ کو پابندی اور ترتیب کے ساتھ مطالعے کی میزوں تک پہنچاتے ہیں ان کے صبر، استقامت، اور قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ یہ فیضان آج بھی قلوب کو منور کر رہا ہے۔
آئیے، ہم بھی اس قافلے کے مسافر بنیں: سالانہ یا لائف ممبر شپ مالی و قلمی تعاون اس پیغام کو ہر در و دل تک پہنچانے کا عزم
یہ وقت صرف دیکھنے کا نہیں، بلکہ ساتھ چلنے کا وقت ہے۔
اے ربِ قدیر! پیامِ شعیب الاولیاء کو ایمان، علم، اور عشقِ رسالت ﷺ کا منارۂ نور بنا، اس کے خادموں کو عمرِ خضر اور دلِ فیاض عطا فرما، اور اس مشن کو قیامت تک اہلِ سنت کی روشنی بنائے رکھ۔
آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قربان قمر ہاشمی سیتا مڑھی
ڈائریکٹر: جامعہ گلشن فاطمہ للبنات، سیوان، بہار
9022183389

حادثہ فاجعہ

موت العالم موت العالم

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

نہایت ہی افسردہ و رنجیدہ خاطر ہو کر یہ المناک خبر نشر کر رہا ہوں کہ ضلع سدھارتھ نگر کے عظیم المرتبت عالم دین مخزن علم و حکمت سفیر عشق رسالت ادیب شہیر مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ و مولانا الحاج عبداللہ عارف صدیقی علیہ الرحمہ (ساکن بگولہوا ضلع سدھارتھ نگر)

آپ پیام اجل کو لبیک کہتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے ہم سبھی کو داغ مفارقت دے گئے۔

حضرت مولانا عبداللہ عارف صاحب قبلہ کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے

آپکی ذات پیکر خلوص و محبت تھی

اور آپ شفقت و محبت کے خوگر تھے

تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے مبلغ شریعت و سنّت تھے عظیم ترین مشہور و معروف قلمکار اور ادیب زمانہ تھے، خوش کلامی اور خوش مزاجی، مسکراہٹ و تبسم

عادت کریمہ میں شامل تھیں،

حضرت کی درسگاہ علم و ادب نے سینکڑوں علماء پیدا کئے۔ مشہور خطیب ہر دلعزیز تھے۔ خانقاہ فیض الرسول سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ کے طفیل حضرت مولانا عبداللہ عارف صدیقی نور اللہ مرقدہ کی بے حساب مغفرت فرما کر مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، پسماندگان، اعزا و اقرباء، محبین و متعلقین، کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے۔۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سوگوار: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ براوں شریف ضلع سدھارتھ نگر و چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براوں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی

منقبت

سلطان سید مسعود سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ

حسین و منوّر ہیں مسعود غازی
معطّر معطّر ہیں مسعود غازی

عدو کے چھڑائے ہیں چھکّے انہوں نے
شجاعت کے پیکر ہیں مسعود غازی

جری، حوصلہ مند، مردِ مجاہد
علی کے دلاور ہیں مسعود غازی

نہ ٹِک پایا طوفان بھی ان کے آگے
عزائم کے پیکر ہیں مسعود غازی

صفیں دشمنوں کی ہیں رکھ دی الٹ کر
جلالِ پیمبر ہیں مسعود غازی

علی ابن طالب کے گھر کی وہ زینت
عطا کے سمندر ہیں مسعود غازی

قناعت کے جلووں سے روشن ہے سینہ
کمالِ ابوذر ہیں مسعود غازی

ہیں قد والے بھی سرنگوں جس کے در پہ
وہ مردِ قد آور ہیں مسعود غازی

رضائے خدا ڈھونڈتے ہیں جو اشرفؔ
وہ ”مردِ قلندر“ ہیں مسعود غازی

مولانا اشرف رضا قادری
مدیر اعلی سہ ماہی امین شریعت

شعیب الاولیاء ایجوکیشن اینڈ سوشل و یلفیئر ٹرسٹ کے اغراض و مقاصد

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!!

جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ مذکورہ ٹرسٹ صوفی باصفا قطب الاسلام شیخ المشائخ بانی سلسلہ یارعلویہ و بانی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد یار علی علوی المعروف بہ شعیب الاولیاء القدرضی المولی عنہ کے مبارک و مسعود نام سے منسوب ہے۔

آپ کی دینی علمی فکری تعمیری خدمات ایک عرصے پر محیط ہے۔ نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ اور تاحین حیات مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں منہمک رہیں اور نوجوانان اسلام کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک عظیم الشان ادارہ دینی قلعہ بنام" دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول" قوم کو عطا فرمایا ہے۔

لہذا آپ کے ہی نقش قدم پر چلتے ہوئے خانوادۂ یارعلویہ کے چشم و چراغ نبیرۂ حضور شعیب الاولیاء و شہزادۂ حضور چشتی میاں حضرت علامہ حافظ و قاری پیر محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ اطال عمرہ نے خدمت خلق کے جذبے کے تحت *شعیب الاولیاء ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر ٹرسٹ* کا قیام عمل میں لائیں۔

قارئین کرام : زندگی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے اور اس نعمت کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خالق عالَم کی رضا و خوشنودی کے لئے اسے کے مرضی کے مطابق گزاری جائے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کیا جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی، ایک شخص انفرادی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرتا ہے لیکن اللہ کے بندوں کے حق ادا کرنے کے لئے بعض اوقات انفرادی کوششیں کرتا ہے مگر یہ کافی نہیں ہوتیں بلکہ انتہائی کوششوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اس تنظیم و ٹرسٹ کے اغراضِ و مقاصد میں سے اہم ترین مقاصد حسنہ یہ ہیں خدمت خلق اور اشاعت تعلیم ہے

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

کسی بھی ادارے کے اغراض و مقاصد اس ادارے کی تعمیر و ترقی میں ہمیشہ بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں
اور اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام کرنا کسی بھی ادارہ کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے۔

شعیب الاولیاء ایجوکیشن اینڈ سوشل و یلفیئر ٹرسٹ*

نے اپنے اغراض و مقاصد میں درج ذیل کچھ امور خصوصی طور پر شامل کئے ہیں

(1) دینی تعلیم و تربیت کے ذریعہ مسلمانوں اور ان کے بچوں کے عقائد کو مضبوط کرنے کے لیے انہیں عقائد اہلسنت سے آگاہ کرنا تا کہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن سکیں۔ (2) دینی و عصری تعلیم سے آراستہ و مزین کر کے مسلمان بچوں کو ملک ہندوستان کا مستقبل اور مفید شہری بنانا۔ (3) کتاب و سنت کی رہنمائی میں اسلام و سنیت (مسلک اعلیحضرت) کی اصل روح کے ساتھ طلباء و طالبات کو تعلیم کے ایسے نظام سے منسلک و مربوط کرنا جس کی وجہ سے بدمذہبیت کے شکار نہ ہوسکیں۔ (4) غریب و نادار بچوں کے لئے نرسری اور ایل کے جی سے لے کر کالج و یونیورسٹی تک تعلیم کا مکمل بندوبست کرنا۔ (5) قرآن کریم کو اپنے تعلیم کی بنیاد بناتے ہوئے جدید طرز پر حفاظ قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کرنا۔ (6) دیہات اور پسماندہ علاقوں میں قرآن کریم کی تعلیم عام کرنے کے لئے مکاتب قائم کرنا یا قائم شدہ مکاتب کو مزید فعال و متحرک بنانا۔ (7) عربی اور انگریزی زبانوں کی اہمیت کے پیش نظر دونوں زبانوں سے طالب علموں کو روشناس کرانا۔ (8) بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت کے لئے معلمین و معلمات کی تربیت کا انتظام کرنا۔ (9) اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ضلعی سطح پر دینی، علمی و ادبی کانفرنس، سیمینار، نشست اور علمی مذاکرات کا اہتمام کرنا۔ (10) مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے اور علمی، فقہی، ادبی، سماجی استفادہ کے لئے ضلعی سطح پر لائبریریاں قائم کرنا۔ (11) غریب و یتیم باصلاحیت اور عقلمند طالب علم کے لئے اسکالرشپ فراہم کرانا۔ (12) غریب و یتیم طلبہ و طالبات کی تعلیمی تربیتی کفالت کرنا۔ (13) یتیم و غریب بچوں اور بچیوں کو تعلیمی کتابیں، وظائف، اور لباس کی فراہمی و دیگر ضروریات کا بندوبست کرنا۔ (14) ٹرسٹ کے امدادی پیسہ کے ذریعہ مجبور اور مستحق لوگوں کا مالی تعاون کرنا۔ فجزاکم اللہ خیراً کثیراً

SHOAIBUL AULIYA EDUCATION AND SOCIAL WELFARE TRUST

BARAON SHAREEF, SIDDHARTH NAGAR UP

ٹرسٹ سے جڑنے کے لئے رابطہ کریں: 9336873132 / 7081182040 / 7618871828

مخیرین قوم و ملت حضرات: ٹرسٹ کا تعاون کرنے کے لئے اکاؤنٹ نمبر پیش ناظرین ہے۔

A/c.No.: 44753369542 IFSC :SBIN0005372

Name: Shoibul Auliya Education And Social Welfare Turst Braon Sharif